12

سوانح ملفوظات و فضائل

اعلیٰ حضرت قدوۃ الکبریٰ محبوب یزدانی تارک سلطنت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

لطائف اشرفی

حصہ اوّل اردو

مؤلفہ

شیخ العارفین حضرت نظام یمنیؒ

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No. 080182
★ MAILSI ★

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

Masood Faisal Jhandir Library

حصہ اوّل

لطائف الاشرفی

اردو

قدوۃ الکبریٰ محبوبِ یزدانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس اللہ سرہ العزیز

کے

سوانح فضائل اور ملفوظات

ماخوذ از

لطائف اشرفی

مؤلفہ

حضرت نظام یمنیؒ

جملہ حقوق طباعت بحق صاحب سجادہ سرکار کچھوچھہ شریف حضرت مولینا سید شاہ عبدالحیٔ اشرف مدظلہ محفوظ ہیں۔ بلا اجازت قصدِ طبع نہ کریں۔

مترجمہ

مشیر احمد صاحب کاکوروی لکھنوی

حسب الحکم

افضل العلماء مولینا حکیم شاہ سید عبدالحیٔ اشرف صاحب سجادہ سرکار کچھوچھہ شریف

شائع کردہ

مولینا شاہ بدرالدین محمد عاقل اشرف قادری چشتی اویسی

مجازِ خلافت وبیعت

مطبوعہ انٹرنیشنل پریس کراچی

اشاعت گاہ

مکتبہ بزمِ قادری ۲۷۲/۱ ڈرگ کالونی۔ کراچی ۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش

حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کا مرقدِ مبارک کچھوچھہ ضلع
فیض آباد میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے ان کے سوانحِ حیات، ارشادات و
ملفوظات آپ کے مرید خاص شیخ نظام یمنی نے قلمبند کئے تھے اور مجموعہ کا نام
لطائف اشرفی رکھا تھا۔ اس کتاب کے قدیم قلمی نسخے اب تقریباً نایاب ہیں۔
ایک بار یہ کتاب ۱۲۹۷ھ میں چھپی تھی مگر اب وہ بھی کمیاب ہے۔ شیخ نظام
عرب کے باشندے تھے لیکن ان کی تالیف فارسی انشاء پردازی کا اعلیٰ نمونہ ہے
اور کسی دوسری زبان میں اس کا صحیح اور پُر لطف ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔ زبان
بہت دقیق ہے اور تصوف کے نازک مسائل اصطلاحات منطق و فلسفہ کی
آمیزش سے بہت پیچ دار ہو گئے ہیں۔

تالیف کتاب کو ساڑھے پانچسو برس کا عرصہ ہوا لیکن شاید انہی دشواریوں
کے باعث کسی شخص نے اس وقت تک اردو میں ترجمہ کرنے کی جراَت نہیں
کی حالانکہ تخمیناً ڈھائی سو برس سے ہندوستان کی عام زبان اردو ہو گئی ہے
مولوی بشیر الدین مرحوم ایڈیٹر اخبار کاکوری کی فرمائش سے ۱۳۶۲ھ میں اس
نادر کتاب کا خلاصہ مرتب کیا گیا حضرت کے سوانح و فضائل لطائف اشرفی
سے اخذ کر کے اور بعض تواریخ و تذکروں سے تطبیق کر کے مقدمۃ الکتاب میں

لکھے گئے اور ان کی بیش بہا تعلیمات اصل تالیف کی ترتیب کے موافق بعد کو منشی امیر احمد صاحب کاکوروی نے درج فرمائی ہیں جو حضرات اس کتاب سے مستفیض ہوں وہ خطاکار خلاصہ نگار کے حق میں دعائے خیر کریں اور اس کی تحریر یا ترجمہ میں کوئی غلطی ہو تو معاف فرمائیں۔

نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

مولینا شاہ بدر الدین محمد عاقل اشرفی القادری
مجازِ خلافت وبیعت از صاحب سجادہ سرکار مخدوم پاک
کچھوچھہ شریف۔ بانی مدرسہ عالیہ اشرفیہ
ڈرگ کالونی کراچی

۲۶۱ھ تک خود مختاری کی ہوا کھائی بعد ازاں آلِ سامان کا عروج ہوا جنھوں نے ۱۳۰ برس تک سمرقند، فرغانہ، ہرات، ماوراء النہر بلکہ خراسان اور ایران تک حکومت کی اس خاندان کا بانی ایک ایرانی الاصل بہادر اسد بن سامان نام بہرام چوبیں کی نسل سے تھا خلیفہ مامون الرشید کے حکم سے اس کی اولاد کو سمرقند اور ہرات وغیرہ کی حکومت ملی تھی مگر صفاریوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اسد کے پرپوتے اسمٰعیل نے ۲۷۹ھ میں آلِ سامان کی خود مختار سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا وہ عدل و انصاف شان و شوکت جاہ و جلال میں خلفائے عباسیہ کا ہمسر تھا اور اس کے جانشینوں کے احسانات زبانِ فارسی کسی طرح فراموش نہیں کرسکتی اس خاندان میں نو حکمران ہوئے جن کے نام عنصری نے یوں نظم کئے ہیں۔

نہ کس بودند ز آلِ سامان مذکور	دائم بہ امارت خراسان مشہور
اسمعیلے و احمدے و نصرے	دو نوح و دو عبدالملک دو منصور

آلِ سامان نے بخارا و ماوراء النہر سے فارس تک کل علاقہ پر تصرف کر لیا تھا اور ۳۸۹ھ تک ان کی حکومت رہی جب یہ ختم ہوا تو آلِ سبکتگین کی قسمت کا ستارا چمکا اور خلافت عباسیہ صرف حصولِ برکت کے لئے باقی رکھی گئی خاندانِ سامانیہ کے دوسرے بادشاہ احمد بن اسمٰعیل کے طفیل سے جو ۲۹۵ھ سے ۳۰۱ھ تک مسند فرمان دہی پر جلوہ افروز رہا تھا ریاست سمنان معرضِ وجود میں آئی جس سے ہم کو اس وقت تعلق ہے ہم کہتے ہیں کہ احمد سامانی نے اپنے وزیر سیّد تاج الدین[1] بہلول کو

---

[1] بن سید محمود نور بخشی بن میر سید مہدی بن میر سید اکمل الدین بن میر سید جلال الدین بن میر سید حسین لطیف بن میر سید ابو حمزہ احمد بن میر سید ابو موسیٰ علی بن میر سید اسمٰعیل ثانی بن میر ابو الحسن بن میر سید اسمٰعیل اعرج بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین شہید کربلا بن حضرت علی

لطائف اشرفی

مقدمہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد اشرف المرسلین

شفیعٌ مطاعٌ نبیٌ کریمٌ قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیمٌ

کریم وکرم گستر وکارساز خدا در حقیقت بقولِ مجاز

وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ریاستِ سمنان تیسری صدی ہجری کے وسط سے خلافتِ عباسیہ کے آفتابِ اقبال پر زوال شروع ہوا ہارون الرشید کی دانشمندی مامون الرشید کی علم دوستی اور معتصم باللہ کی شجاعت واولوالعزمی نے جو سطوت وعظمت خلافتِ عباسیہ کی دنیا میں قائم کر دی تھی وہ مٹنا شروع ہوئی اور طوائف الملوکی کا آغاز ہو گیا طاہریہ خاندان مامون الرشید کے سپہ سالار طاہر کی طرف منسوب تھا خراسان پر قابض ہوا اور ۲۵۹ھ تک حکومت کی۔ اس کے بعد صفاریوں کا دور ہوا جن کا مورثِ اعلیٰ یعقوب صفار ذات کا ٹھٹھرا لیکن ہمت وجرات کا بادشاہ تھا اس خاندان نے خراسان اور فارس پر قبضہ کیا اور

علاء الدولہ سمنانی نے آباد کی۔

شیخ علاء الدولہ صوبہ سمنان سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی عمر میں سلطان

ارغون کے ندیم خاص تھے۔ ایک جنگ میں جب قتل و خونریزی دیکھی تو ملازمت

چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ خلافت شیخ [illegible] سے [illegible] حاصل کر

لیا تھا۔ چونکہ ان کو حضرت محی الدین ابن عربی کے مسئلہ وحدت الوجود سے اختلاف

تھا اس مسئلہ پر شیخ عبد الرزاق کاشانی سے انھوں نے خط و کتابت کی تھی جس کا

تذکرہ گذشتہ اوراق میں [illegible] ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کے ثبوت میں

صرف یہ قصہ کافی ہے کہ بادشاہ سلطان کی خدمت میں ایک مرتبہ بطور تحفہ کے سو

[illegible] کے ساتھ کھانا بھیجا گیا [illegible] آپ نے [illegible] شیخ فرماتے

ہیں کہ اس وقت [illegible] کی [illegible] کہ [illegible] ہیں تھے [illegible]

[illegible] کے لئے [illegible] گیا تو وہ [illegible] کر [illegible] کے ساتھ [illegible]

[illegible] آپ [illegible] میں [illegible] کے [illegible]

[illegible] ایک دن وہ [illegible] سے [illegible]

کہتے آپ نے [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] نہیں [illegible]

بقول [illegible] کے [illegible] ایک بزرگ نے [illegible]

۱؎ [illegible] شیخ [illegible] الدین [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۲۰ [illegible] ۷۷ سال کی عمر میں ۲۲ رجب ۷۳۶ھ کو [illegible] ہوئے۔

جو حضرت خواجہ[1] احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں۔

بیگم بڑی پرہیزگار اور پارسا تھیں دن کا بڑا حصہ قراءت قرآن اور رات کے
ذکر میں صرف فرماتی تھیں۔ تین تین روز تک روزہ رکھتیں اور رات بھر جاگ کر عبادت کرتیں
نماز تہجد کبھی ترک نہیں کی۔ دولت کی پروا نہ تھی جو کچھ ملتا خدا کی راہ میں دے دیتیں
کوئی دن نہیں ہوتا تھا کہ خدا کی راہ میں بہت سا مال نہ لٹاتی ہوں وہ تو درویشوں سے
استمداد کی متمنی رہتی تھیں ایک روز صبح کے وقت سلطان اور بیگم دونوں بالا خانہ
پر بیٹھے تھے کہ ابراہیم مجذوب بے تکلف سامنے آ گئے حالانکہ محل سرا کے
اندر آنے کی اجازت کسی کو نہ تھی جب مجذوب کو کسی نے اجازت نہیں دی تب
بیگم دونوں خوش ہو کر تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور نہایت ادب سے ان کو
تخت شاہی پر بٹھایا اور خود دست بستہ تخت کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ مجذوب
بولے کہ اے ابراہیم میں تم کو بہت التفات دیکھتا ہوں بیٹا مانگ کیا مانگتا ہے
خوش ہو کے ابراہیم نے کہا آپ نے کرم کیا جو زیارت سے نوازا باقی جو منظور ہو
ہیں تم کو بیٹا دوں گا لڑکی نہیں دوں گا تمہاری نیت بہت نیک ہے یہ دولت بادشاہ نے
عرض کی کہ جو کچھ ہے فرمائیے کہ بادشاہی حاضر ہے مجذوب اٹھ کر چلے
گئے اور بیگم کے دامن پر لڑکی دی گئی وہ خوش خوش اٹھ کر رب کا
شکر ادا کرنے لگے ابراہیم تم نے بہت ہمت باندھی اور ہمیشہ بہت سی دولت بخشی

[1] خواجہ احمد یسوی خواجہ یوسف ہمدانی کے خلیفہ تھے ترکستان میں مشہور خاندان ارشاد کا
سلسلہ ان سے جاری ہے۔ بہت سے لوگ ان کے مرید تھے ان کا مزار یسی ترکستان میں ہے۔

تو پادشاہ چند قدم [illegible] اور کہا کہ
[illegible] ایک بیٹا [illegible] اور [illegible] چند روز کے
[illegible] مبارک [illegible] آثار حمل [illegible] تعالیٰ نے
[illegible] کی خواب میں زیارت کی [illegible] ابراہیم [illegible] کو
دو فرزند [illegible] ایک کا نام شرف رکھا اور دوسرے کا عارف۔ شرف بڑا
عارف [illegible] روز فرزند
[illegible] کہ
[illegible]
تمہارے [illegible]۔

[illegible] شرف
[illegible] زندگی تھے۔
سات [illegible] قرآن مجید پڑھ چکے۔
[illegible] تحصیل
[illegible] کی خدمت میں [illegible] شوق
[illegible] جب سن
[illegible] سلطنت نے
[illegible] شہرہ ہوا کہ
[illegible] ہیں۔

ایک [illegible] شرف

شکار کی جستجو میں چلتے تھے باز جب صید بنتا تھا مگر کوئی مورچہ یا چڑیا پکڑ کر لاتا تو
شکار کو باز کے پنجے سے چھڑا کر آزاد کر دیتے تھے کیونکہ کسی جاندار کے زبان گنگ سے
مذاہب حضرت کا عقیدہ تھا کہ کسی جاندار کو ناحق یا بغیر ضرورت کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔

میازار موری کہ دانہ کش است

کہ جان دارد و جان شیریں خوش است

فرماتے تھے کہ دنیا کے ملک میں ایک مختصر سا بدن ہے مگر اللہ
کسی جاندار کو تکلیف نہیں دیتا جس شخص کو فرشتوں سے محبت ہے تو اپنی زندگی
کو اس طرح دے کہ چیونٹی مار یا چڑیا کو مارنے کی قدرت نہیں رکھتا کی زیارت سے
محروم ہو جاتے ہیں۔ ایک بڑھیا عورت داد خواہ آئی کہ سپاہیوں نے اس کی
دہی زبردستی چھین لی ہے بادشاہ نے کہا ملزم کی شناخت کرو۔ شناخت ہو گئی مگر
گئے مگر ملزمان میں شہزادہ تھا اس وقت یک سو رقم دے کر عورت کو
یا تعلیم نے کہا کہ یہی فیصلہ ہے کہ جب تک عورت راضی نہ ہو تو کوئی نہ چھوڑ
سے انکار کیا تو صاحب گئے کہ بڑی آفت ہے پیش کی بادشاہ نے فرمایا کہ میں
ایک تکلیف میں کیا ہوں جب تک ہم نے نیست کیا تھا پس پہلے ملزم کو سزا دی
گئیں فوراً استغراق مراد کی اس وقت تک عورت کا مرض ہی ہے تم ثابت ہو گیا
گھوڑا مع زین کے منصف نے زیادہ دے کر اس کی خوب رضا لی۔

(۳) آپ نے بخت سلطنت پر بیٹھتے ہی ایک دستور یہ مقرر کیا کہ میں
فلاں جاہلیت کے ساتھ سمجھوں۔ جب وہ بڑا تو بچہ ہو جیسے سلطنت کے جوہر ہی کو دیا
گئے تو سب ہو گئے۔ جو شخص اس پر کسی طرح کا حق رکھتا ہی وہ ان نہیں دیتا ہے تو

نے میں جو قسمت کو مغلوب کرکے حاصل کیا۔ درویش کا سامان تم نے کیوں لوٹ لیا۔ جو قسمت نے عطا کیا [illegible] کون؟ ایسا کرنا [illegible] اور [illegible] کریں گے۔ آپ نے [illegible] سکین [illegible] سب چھوٹے بڑے [illegible] رکھتے تھے [illegible] تھے۔ [illegible] ایک شخص سامنے آیا جس کے [illegible] تھوڑی دیر کے بعد [illegible] [illegible] کی [illegible]

[illegible]

[illegible] مجھ [illegible] غیب

[illegible] ترجمہ [illegible]

سامنے ہیں اس دن لڑائی ملتوی کردی۔ دوسرے دن دشمن کا فوج پر حملہ کیا تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ ایک قبر لعین پر رہے۔ وقت سفر کے وہ مدد و جدہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے جو اپنے وقت کی رابعہ بصریہ تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اے فرزند تیری
ولادت سے پہلے حضرت خواجہ احمد بدوی نے مجھ کو بشارت دی تھی کہ تیرے گھر ایک
بیٹا پیدا ہوگا [illegible]
[illegible]
ایک وصیت میری یہ ہے کہ جب شہر ملتان میں [illegible]
[illegible] میں [illegible]
[illegible] لشکر کے ساتھ شہر سے باہر
[illegible] ملتانی چند کوس تک [illegible]
کے بعد حضرت [illegible] حضرت کو شعر و شاعری سے ذوق تھا
غزلیں مرتب ہیں [illegible]
دو شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

[illegible] شوری — [illegible]
[illegible] — [illegible]

آغاز سیاحت

حضرت [illegible]
[illegible] کو ساتھ لے
اس کے بعد [illegible] کی جانب روانہ
[illegible] جب [illegible] پہنچے تو [illegible]
[illegible] نے حضرت کا [illegible] حضرت کو

[illegible]

[illegible]

فی البدیہ دو شعر عرض کئے۔

[illegible]

غرض حضرت مرشد نے آخری [illegible] تک حضور کی بے حد خدمت کی تھی۔
اور اپنے سب [illegible] رہتے تھے لیکن حضرت کو کسی
خدمت پر [illegible] کی [illegible] کی خدمت کے لئے
بھی مقرر [illegible] مرشد نے فرمایا کہ فرزند [illegible] خدمت [illegible] جب
میں نے تم کو [illegible] تمہاری [illegible] اس
قدر [illegible] کوئی
خدمت [illegible] اس
[illegible] حضرت [illegible]
کسی [illegible] خدمت [illegible] ذکر [illegible] سے
[illegible] مرشد نے فرمایا [illegible] ان
[illegible] مرشد سے
[illegible] شیخ کی [illegible] حضرت کو
[illegible] مرشد نے
کہا [illegible] فرزند [illegible] حجرے
میں مشغول [illegible] تب [illegible] حضرت [illegible] کی اندر
[illegible]
[illegible] وقت [illegible] ذیل
عرض ہے۔

مرزا حضرت [illegible] بخش [illegible] حضرت [illegible]

ناقص بتشتتی اور خدمت کے لئے اس قدر تک زہر قاتل ہے کہ اس کے پاس سے
بھی وحشت پیدا ہوتی ہے۔ [illegible] مرشد کی شان کو جو
لطیف اقتدار [illegible] حضرت شیخ مرشد کی خدمت میں [illegible]
معارف و اسرار [illegible] کہ مرشد کی زبان مبارک [illegible] فرزند اشرف
میں نے اپنی [illegible]
[illegible] کو بذریعہ [illegible] کہ نہیں ہے کہ

صبح کے وقت حضرت مرشد [illegible]
کے حضور میں [illegible] یکبارگی [illegible] خدمت کے
دروازہ تک پہنچ گئے پوچھا کہ کس کام میں مشغول ہو حضرت [illegible] کی
کی خدمت کے لئے کمر باندھ رکھی ہے [illegible] ارشاد ہوا کہ [illegible] ایسی
مضبوط باندھنا کہ [illegible] شخص
دل سے نکال ڈالی۔ [illegible] ارشاد
ہوا کہ مبارک ہو [illegible]
کا قائم مقام پیدا نہیں ہو سکتا مرشد [illegible] دیر
کے بعد بشارت دی کہ [illegible] فرزند ہی
پر [illegible] کیا ہے جس کی [illegible] دنیا کے [illegible]
تک اس کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا اور [illegible]
ہوتا یہ بشارت حضرت مرشد کے [illegible] سب
نے مبارکباد دی خدمت مرشد میں [illegible]

حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر کا یہ شعر پڑھتے تھے

[illegible]

چونکہ وہ بہت شوقِ ارادت میں مشغول تھے۔ اس زمانے میں صاحبِ ولایت حاجی
چراغ ہند تھے۔ لہٰذا مصمم ہوا کہ جن بزرگ کو خواب میں دیکھا ہے وہی ہوں گے۔ اپنے
شاگردوں کو ساتھ لے کر ظفرآباد گئے اور حاجی صاحب کی خدمت میں بہ نیتِ بیعت
حاضر ہوئے جب شرفِ زیارت حاصل کیا تو تردد پیدا ہوا کہ جو صورت خواب
میں دیکھی تھی وہ نہیں ہے بہت متردد رہے۔ اسی خلجان و فکر سے چند روز شہر میں
مقیم رہے اسی اثنا میں حضرت جہانگیر کی کرامت کی دھوم تھی۔ انھوں نے بھی
غلغلہ سنا اور قصد کیا کہ ایک دن ان بزرگ کے پاس بھی جانا چاہئے۔ جس وقت
حضرت جہانگیر مسجد ظفرخان میں مقیم تھے۔ حاجی صاحب سے کہا کہ ایک دوست
کی خوشبو دماغ میں آتی ہے مگر اس کی صورت نظر نہیں آتی۔ اتنے میں شیخ کبیر
سامنے آئے جیسے ہی حضرت کی نظر پڑی فرمایا کہ وہ دوست جس کو میں یاد کرتا تھا
آگیا اور خادم سے کہا کہ نان و شربت تیار کرو۔ شیخ کبیر نے حضرت کا جمال دیکھا تو پہچان
لیا کہ صاحبِ خواب یہی ہیں فوراً پڑھا اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ اور دوڑ کر قدم بوس ہوئے۔ اسی وقت بیعت سے مشرف کیا اور خلعت
سے مشرف و دستار سے معزز فرمایا۔ نان و شربت سے جو باقی رہا تھا خود مرید کو عطا کیا۔
... کرایا اور ہر ایک نے مبارکباد دی۔

شرف چون یافت از لطفِ اشرف — همه یاران مبارکباد کردند

شیخ کبیر کے مرید ہونے کی خبر حاجی چراغ ہند کو ہوئی تو ان کو ناگوار ہوا اور
کہنے لگے کہ یہ شخص ہمارا مرید ہونے کے لئے آیا تھا۔ آج دوسری جگہ جاکر مرید ہوگیا اگرچہ
ان کے دل کے مناسب نہ تھا لیکن تقاضائے بشریت سے غضب پیدا ہوا اور ...

کی تجلی ہوئی۔ اور ذہن مبارک سے شک کے پردے دور ہوئے

شیخ کبیر کو اس تجلی کی خبر ہو گئی۔ حضرت جہانگیر جی متاثر ہوئے اور فرمایا کہ فرزند کبیر غم نہ کرو اور اس بدلہ کو پھیر دو۔ شیخ کبیر نے عرض کی کہ میں کیا کر سکتا ہوں جو بدلہ انھوں نے میرے حق میں کیا ہے ویسی ہی ان پر پڑے اور وہ مجھ سے پہلے مریں۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا کی مرضی اور مشیت ہی یہی تھی۔ دونوں بزرگوں کی دعا بدولت جا بجا پہنچی ۲۵ سال کی عمر میں شیخ کبیر کے بال سفید ہو گئے اور بعد ازاں چراغ محمد کی شمع ہدایت شیخ کبیر سے ۵ سال پہلے گل ہو گئی۔ اس قصہ کے بعد ایک دن حضرت مسجد میں بیٹھے تھے اور اصحاب حلقہ میں تھے حضرت کو حاضرین کو گرمی معلوم ہوئی تھوڑی دیر تک ضبط کیا تب حرارت برداشت سے باہر ہو گئی تو اصحاب نے پنکھا کرنے شروع کئے شور شروع کیا یہاں تک کہ کوئی بے تابی نہ رہی تب حضرت جہانگیر مسکرائے اور کہا کہ یہ آگ کی تپش ہے اس کو ٹھنڈا کرنا چاہیے پانی کی ایک گل پاس رکھی تھی حکم دیا کہ اس میں سے تھوڑا پانی لے کر چھڑک دو۔ تب ہی آگ کی گرمی کم ہو جائے گی۔

جب وقت یہاں پانی گرایا گیا حاجی صاحب غسل کر رہے تھے۔ فوراً ان کا جسم ٹھنڈا ہو گیا اور وہ محظوظ و مسرور ہو گئے اثناء راہ کی ارواح کی طرف توجہ کی اور یہ خبر بذریعہ مراقبہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی گئی۔ بس یہ ارشاد فرمان ہوا کہ اشرف کو چاہئے کہ محمد حسن دو جہان تک سچی نگاہ رکھتا فرزند تھا۔ اس کی رعایت کرنا چاہئے تھی۔ اب تم لوگ اشرف سے خدمت کرو اور دنیا کی روح پاک حضرت کے پاس آئی اور معذرت کی۔ آپ نے فرمایا کہ

نہیں دیتی۔ کہ یہاں خود ان کو منظور نہیں ہے۔ دونوں بزرگوں کے خاندان پشت در پشت دونوں کے درمیان یہ جھگڑا مستمر ہے۔ اب تم دونوں کے ساتھ گنتی میں مقصد قرار دی جاتی ہے۔ تاکہ ایک دوسرے کی ولایت میں تجاوز نہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ درویشوں کا یہ کام نہیں ہے کہ ملک کا باہم تقسیم کریں۔ ان کو تو مخلوق کی شفقت کرنی چاہیئے۔ الغرض اس کا بڑی سفارش سے دونوں بزرگوں کے دل صاف ہوگئے۔ ایک دوسرے کے منزل پر تشریف لے گئے اور باہم کمال محبت ظاہر کیا۔ حضرت نے اپنے صاحب کو تاکید کی کہ ظفرآباد جاکر جونپور میں قیام کرو ظفرآباد کی مسجد تیار کرنے کے بعد ایک دن ملا چراغ ہند آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جماعت بہت دور کی آئی۔ وہ مرید ہونے کی درخواست کی۔ حضرت نے اور ملک رحمت اللہ جو شاہ بھی تھے کہا کہ ان لوگوں کو آپ مرید کریں۔ ملا جی صاحب نے فرمایا کہ ارادت سے مقصد توبہ ہے اور یہ لوگ توبہ نہیں کرتے۔ ان کو کیونکر مرید کرسکتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم یہاں مرد ہیں اور سائل کو ناامید نہیں کرتے ہیں ان کو مرید کرتا ہوں۔ اس گروہ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ جیسے ہی حضرت کے ہاتھ مبارک کا ہاتھ مس ہوا ان کے جسم میں لرزہ پڑ گیا اور توبہ و استغفار شروع کی۔ جب شور تھم گیا اور فارغ ہوئے تو توبہ کی۔ حضرت نے سب کو مرید کیا اور ان کے سروں پر مقراض چلائی۔ بیعت کی برکت سے ان کو سلوک کی توفیق ہوئی اور نیکوں کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ میں کسی شخص کو اس وقت تک مرید نہیں کرتا جب تک لوح محفوظ میں اس کا نام اپنے مریدوں اور مخلصین کی فہرست میں نہیں دیکھ لیتا ہوں۔

اس قصے کے بعد حضرت نے شیخ کبیر کو دوسرے ... کے ساتھ ... پر
... خدمت ... کی زیارت کے شوق کی طرف ... ہوئے
... نے اپنے ... حضرت شمس ... محمد ... کی ...
تین دن ... حجرہ کا دروازہ بند کر لیا ... دن تک نہ کھولا ...
... کر ... گئے تو دیکھا کہ حضرت ... میں ...
... کا ... حضرت کے ...
... شمس ... ۹۷۵ھ کا ... اور
اس سے ... سال ... ۹۷۶ھ میں شیخ کبیر کی وفات ہوئی۔

... عراقی حضرت ... بعض ...
... کی زیارت کی ... شریف ...
... کی ... سے مشغول ہوئے ... حضرت ... شیخ ...
... دوسرے بزرگوں کے ... ہیں ...
... ہیں ...
... کی شہرت ... وقت شیخ
... کی ... اور ... کی ... سے

... کی ... ہے۔

... کی ... درکشی ... کی
... گشت ... ہی ...

... پہنچ ... عبدالغفور سے

ملاقات کی جو حضرت غوث ثقلین کی اولاد میں تھے اور حضرت جہانگیر کی ایک
خواہر زادی بھی ان کے نکاح میں تھیں۔ ان کے صاحبزادے سید عبدالرزاق کو
حضرت سے بڑی الفت ہو گئی اور خدمت میں حاضر رہنے کی درخواست کی۔
سید زادے کی عمر اس وقت صرف ۲ سال کی تھی۔ ان کے والد بزرگوار اور
دوسرے اقارب نے بہت نصیحت کی۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ جب سید عبد[illegible] والد
نے دیکھا کہ نصیحت و فہمائش کا کچھ اثر نہیں ہوتا تو صاحبزادے کو حضرت کی خدمت
میں لائے اور کہا کہ میں اس لڑکے کو اللہ کے واسطے آپ کی خدمت کے لئے پیش کرتا
ہوں اور اپنے حقوق معاف کرتا ہوں۔ صاحبزادے کی والدہ نے بھی اپنے جگر گوشہ کو
آپ کی خدمت کے لئے نذر کیا۔ والدین کے اصرار سے حضرت نے اس صاحبزادے
کو اپنی فرزندی میں قبول کیا اور پرانی قرابت کو تازہ کر دیا۔ حضرت کی تربیت اور
فیض صحبت سے صاحبزادے نے نورالعین کا لقب پایا اور حضرت کی وفات
کے بعد بھی ۳۰ سال تک سجادہ نشین درگاہ رہے۔ آخری زمانہ میں حضرت فرمایا
کرتے تھے کہ مجھ کو حق تعالیٰ نے دو نعمتیں دی تھیں۔ ان دونوں میں سے عبدالرزاق
کو دے دیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ شیخ زادے بہت کم جادۂ ہدایت پر رہتے ہیں۔
لیکن میرا فرزند شیخ زادہ نہیں ہے بلکہ اس کا [illegible] شیخ زادوں [illegible]

له سید نورالعین کا سال وفات ۸۷۲ھ ہے اور ۸۰۸ھ میں بادشاہ [illegible] ایک سو
برس کی عمر پائی۔ ۸۰ برس تک سجادہ شریف کے فرائض میں مصروف رہے۔ بادشاہان کی عمر سے
خدمت گذاری مقرر کی گئی۔ [illegible] یہ واقعہ ۸۷۲ھ کا ہے اس کے قریب [illegible] زمرۂ [illegible]

نسل سے شیخ پیدا ہوں گے۔ عراق سے کوچ کر کے دمشق پہنچے۔ دو ماہ رمضان وہاں بسر
کیا۔ مسجد جامع میں معتکف تھے اور نفر دو نفر کو تراویح پڑھاتے تھے۔ کبھی ایسا بھی
ہوتا تھا کہ ایک شب میں قرآن ختم کرتے تھے۔ آسودہ طبیعت لوگ اتنی طویل نماز
کی کلفت برداشت نہیں کر سکتے تھے اور تھک جاتے تھے لیکن عابد و مرتاض
اس قیام کو معراج سمجھتے تھے۔ تقریباً ایک سو اہلِ کمال آپ کی اقتدا میں تراویح
پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ جس شخص نے امام [illegible] کے پیچھے نماز ادا کی تو اس نے
گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔

جب عید نمودار ہوا ہر طرف طبل و نقارے بجنا شروع ہوئے تو حضرت
نے ایک خروش مارا اور بحر تفکر کے دریا میں غرق ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا
کہ جب یہ رمضان سے پوچھو کہ ہوش نہ تھا یاد نہیں کہ اس زمانہ میں نماز پڑھی ہے
یا نہیں انہوں نے عرض کی کہ کوئی دقیقہ آداب نماز کا فروگذاشت نہیں ہوا
فرمایا کہ خود حضرت شریف کا وقت شیخ اکبر کی طرح محفوظ رکھا گیا کیونکہ انہوں نے
فتوحات مکیہ کے باب دہم میں لکھا ہے کہ ایک وقت ان پر ایسا گذرا کہ
وہ نماز باجماعت پڑھتے تھے، امامت کرتے تھے اور تمام اعمال نماز بجا لاتے تھے۔
مگر ان کو اس میں کسی چیز کا شعور نہ تھا۔ بعد افاقت حال کے سمجھے کہ جو کچھ ان
سے صادر ہوا وہ حرکات نائم کی طرح تھا جس میں نہ شعور تھا نہ اختیار۔ اسی مسجد
جامع میں ایک دن بعض صوفی حاضر ہوئے۔ وحدت وجود کی گفتگو شروع
کی۔ وہ صوفیوں کی شطحیات زبانی سنا کے معانی حضرت سے پوچھتے تھے۔ لیکن
ان کا مقصود استفادہ نہ تھا بلکہ اپنی قابلیت کا اظہار منظور تھا۔ حضرت نے

فرمایا کہ اے عزیز [illegible] توحید [illegible] میں [illegible] کے [illegible]
سے توحید کا ادراک نہیں ہو سکتا جب تک [illegible]
ریاضت شاقہ عبادت پسندیدہ [illegible]
نہیں ہو سکتا [illegible] کوشش کرنا چاہیے [illegible]
معدوم ہو [illegible] قدرت [illegible]

کار این [illegible]   [illegible]

حضرت [illegible] حضرت شاہ [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
بیان اس قدر [illegible]
[illegible]
وسلم کی زیارت [illegible] فرمایا [illegible]
فرزند [illegible]
[illegible]
[illegible]
کے آثار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
سے [illegible] اور [illegible]

دیارِ اللہ کی خدمت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ ان کو ہر دو علوم ظاہری کے فنون میں
شغل کیمیا و سیمیا میں بھی دخل تھا سیمیا کے چونکہ وہ اب ناپید ہیں یہاں ان کا ایک
ادنیٰ شعبہ مسمریزم کے نام سے مغرب زدہ ملک میں شہرت پذیر ہے جس میں حیرت
سے کام دیتا مسمریزم نظر کا بھی ہے۔ ملک خطہ میں تو مدت کے بعد حضرت جہانگیر شاہ کے
ہمسفر ہوئے اور دور دراز مقامات کی سیاحت کی۔ عجیب و غریب کمالات دکھا کر
فنون سیکھے اور خود فرمایا کرتے تھے کہ بہت ان کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جو
کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ وہ مثل خورشید کے تھے اور میں ذرہ کی طرح ان کے ہمراہ
تھا۔ ایک دفعہ حضرت محمد شریف اور سید احمد صاحب کے ہمراہ سفر دلاور شاہ بیگ مجلس
میں موجود تھے سید ہمدانی نے حضرت جہانگیر سے التماس کیا کہ ان بزرگوں کے تعلقات
وقت بیان کرو۔

حق تعالیٰ نے تمام مدت حضرت جہانگیر پر منکشف کر دیے اور حضرت خلیفے
جبردی والی خبر بیان کر کے جو بعد کو بیشک ثابت ہوئے۔ وہاں سے حضرت تبریز
بھی لے گئے جو ملک منغریب ہے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس شخص کو ۵ سال تک یہیں کمانی
نہ موجود ایک مدت تک یہاں اعتکاف کرے تو فتح یاب ہو جاتا ہے۔ حضرت وہاں
پہنچے تو دیکھا کہ ایک جماعت درویشوں کی تیس برس سے توکل پر بسر کر رہی ہے شخص
نے کبھی پہاڑ کے دامن میں بھی رہ کر ریاضت کی جب یہ مدت پوری ہو چکی تو وہ
جماعت درویشوں کی ملاقات کے لئے آئی۔ اور ان کے ساتھ شیخ ابوالغیث یمنی بھی
تھے جن کا تذکرہ اجمالاً کیا جائے گا۔ سب درویش حضرت سے ملے اس زمانہ کے غوث کہلاتے
تھے۔ حضرت جہانگیر کو شاہ تیس دن بعد درویش ابوالغیث نے ایک تیر دیا جو بالکل قلندر

معاف تھا کہ کوئی ولیے معاف نہیں ہوتے اس تبرک کی خاصیت تھی کہ ملازمین کو
پانی میں باندھتے تو کتنی ہی پیاس لگی ہو اور کیسی ہی پیاس کے وقت منہ میں رکھے
تو کھانے پینے کی خواہش باقی نہ رہتی۔ اسی پہاڑ کے دامن میں تین درویش اور مقیم
تھے۔ جن کے لئے افطار کے وقت دس روٹی اور ایک پیالہ شربت کا غیب سے
آتا تھا۔ اگر کوئی مہمان آ جاتا تو اسی قدر روٹی میں مہمان کو بھی شریک کر لیتے تھے اس
جماعت کے بھی ایک بزرگ حضرت سے ملاقات کے لئے آئے اور حضرت کو
بشارتیں دیں۔

حضرت والا نے فرمایا کہ شیخ ابو الغیث یمنی شروع شباب کے وقت
رہزنی کیا کرتے تھے۔ ایک روز قافلہ کی گھات میں بیٹھے تھے کہ ہاتف غیب نے آواز
دی کہ اے شخص تیری آنکھ تو قافلہ کی طرف ہے لیکن دوسرے کی آنکھ تیری طرف ہے۔
یہ سنتے ہی ان پر ہیبت طاری ہوئی اور رہزنی سے تائب ہو گئے اور شیخ ابن افلح
یمنی کے مرید ہوئے۔ نفس پاکیزہ ہوا اور عجیب وغریب خوارق و کرامات کا ظہور ہونے
لگا۔ ایک دن اپنا خچر جنگل کے کنارے چھوڑ کر لکڑیاں چننے لگے۔ لکڑی
کا گٹھا باندھ ہی رہے تھے کہ ایک شیر نے خچر کو پھاڑ ڈالا۔ لکڑی لے کر آئے تو خچر کو مردہ پایا۔ شیر
سے کہا کہ تو نے میرے خچر کو مار ڈالا۔ میں لکڑی کس پر لادوں۔ عزت معبود کی قسم ہے
کہ میں یہ گٹھا تیری پیٹھ پر لادے بغیر نہیں رہ جاؤں گا۔ چنانچہ وہ بندھا اور
گٹھا پیٹھ پر لاد کر شہر کے قریب لائے۔ آبادی کے باہر گٹھا اس کی پیٹھ سے اتار لیا
اور شیر سے کہا کہ اب جہاں تیرا جی چاہے جا۔ یہ عجیب تصرف کی بات اسی
کتاب میں لکھی ہے کہ بعض فقراء نے یکدم دل گوشت کھانے کی آرزو کی۔ سب نے

کرتے دن گزشتہ کی تو جب وہ دن آیا تو ایک ڈاکو شیخ کے لڑکے سے کوفر

ہو آپ نے فقیروں سے کہا کہ اس گائے کو ذبح کرو اور پکاؤ مگر اس کا سر نہ پکانا رکھ

تھوڑی دیر کے بعد دو مرد ڈاکو آئے اور ایک بوجھ بھوسی کا لائے شیخ نے کہا کہ تم بھی

اور روٹی تیار کرو جب کھانا تیار ہوا تو شیخ نے دونوں کو کھانے کو دیا ان میں

سے بعض مہمان فقیر تھے انہوں نے دسترخوان پر سے کھانا شروع کیا شیخ نے دونوں

سے کہا کہ تم کھاؤ کیونکہ یہ نہیں کھاتے ہیں فقیروں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا جب فراغت

سے فراغت ہوئی تو ایک شخص آیا اور کہا کہ حضرت میں نے ایک گائے فقیروں کی نذر

کی تھی وہ چل گئی میں اس کو ڈھونڈتے ہوئے یہاں آیا ہوں شیخ نے کہا کہ اس کا سر رکھا ہوا ہے تم

پہچان لو گے اس نے کہا ہاں گائے کا سر جو رکھا ہوا تھا دکھایا تو اس نے کہا کہ

یہ میری گائے کا سر ہے۔ اتنے میں ایک اور آدمی آیا اور کہا کہ حضرت آپ کی نذر

کے لئے ایک بوجھ بھوسی کا لایا تھا ڈاکوؤں نے چھین لیا شیخ نے جب دیکھا فقیروں

کی نذر فقیروں کو مل گئی تو اس سے بہت حیران ہوئے اور معلوم ہوا کہ وہ سب نذر

سے محروم رہنے پر پشیمان۔

حضرت جنید اور عمر بن پہنچے ایک مسجد میں قیام کیا شب برات کی تھی

کو دیکھ ہوئے کہ شیخ نے نیت کی آگے کہا کہ اس سے ایسے پر ہیبت رات

کو فرض بہت دوام برداشت نہیں کر سکتے حضرت جنید نے کہا کہ تب کون سے

تک معلوم ہوا شیخ نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ ہم دونوں تقسیم کر لیں یا دو

لیں اللہ خلق اللہ کو آرام میں تمام رات دونوں بزرگوں نے عبادت میں صرف کی۔ وہ

سب بیانات اور آخر اپنے نفس پر قبضہ کر لیں صبح کے وقت دونوں نے چہرے سے

نہ دیکھا۔ آنکھیں سرخ تین دن تک جنبش کرنے کی تو نوبت نہ ہوئی لیکن یہی آفات
زیب سنت خوشنود ہو۔ حضرت کے مرید خاص شیخ نظام یمنی جنھوں نے لطائف اشرفی
ترتیب دیکر کے حضرت کی سوانح حیات ومنازل سے روشناس کیا اسی مقام پر پہلی بار
حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور ایسی بشاشت بہت ہی بیٹھنے دیتے تھے میں
کہتے ہیں کہ یہ بشارت تھی۔

ہندوستان کو واپسی

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے ہندوستان کا سفر تین بار کیا تھا۔ پہلا سفر حضرت کی بیعت کے لیے
تھا جب حاجی ملتان میں نفحات شریف میں قیام رہا۔ دوسرا سفر حضرت کے
خدمت بزرگ شاہ زین سید جی پر کیا تھا اس بار بھی تین چار سال تک مرشد
کی خدمت میں حاضر رہے۔ رخصت کے وقت بادی برحق نے بشارت دی کہ تم
کو جنت جاوید حاصل ہوگا اور اس وقت کہ محمد اور شہدا زندہ ہیں کہ نئی نسبت
کی بخشش کر کے حضرت کو روحانی آبادی جہاں حق کا مدفن مبارک ہوگا۔ حضرت
کو ارشاد ہوا کہ ایک قول تو سب سے اور اس کے دین بیک ملتان کے برابر
درست وفر ہو کہ جب تک وہ قل ہے وہی قبر کی منزل ٹھکانہ ہے۔ چنانچہ وہ رخصت
ہو کر ہندوستان پہنچے تو اس مقام کی جستجو شروع کی جو آخر منزل مدفن شریف کہا
دکھایا ہوا تھا۔ بہت خوب کر کے قصد کیا اور وہ کی سمت کو رخ کیا کئی مقامات دیکھے
جن میں وہ تمام یہاں تک کہ روضہ پنڈوہ میں پہنچے۔ ملک محمد وہاں کے رئیس
دریافت کئے گئے ان کے حال پر بہت عنایت فرمائی اور ان کے مجرد مقام
قصور کی تلاش میں نکلے ایک گاؤں تھا جب نظر پڑی تو اس کو دیکھ کر حضرت نے

فرمایا کہ مجھ کو پیر و مرشد نے یہی جگہ دکھائی تھی۔ ملک محمود نے عرض کی کہ یہ قطعہ زمین بہت پُر فضا ہے چاروں طرف پانی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہاں ایک جوگی رہتا ہے اگر اس سے مقابلہ کی طاقت ہو تو یہاں قیام ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

حضرت نے فرمایا قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا بے دینوں کی جماعت کا ہٹانا کیا دشوار ہے۔ آپ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ اس شخص سے کہو یہاں سے چلا جائے۔

جوگی نے جواب بھیجا کہ میرے ساتھ پچاس چیلے ہیں مجھ کو تو تب ہی ہٹا سکتے کوئی ہٹا دے تو خیر ورنہ مجھ کو ہٹانا آسان نہیں ہے۔ ایک صاحب جمال الدین نام اسی دن مرید ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم جوگی کے استدراج کا جواب دو۔ جمال الدین کو تامل ہوا آپ نے پاس بلایا اور اپنے منہ سے پان نکال کر دستِ مبارک سے ان کے منہ میں رکھ دیا۔ اس پان کے کھاتے ہی جمال الدین پر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی وہ دلیری سے مقابلہ کے لئے گئے۔ جوگی سے جا کر کہا کہ ہم لوگ کرامت کو اظہار مناسب نہیں سمجھتے لیکن تمہارے ہر ایک استدراج کا جواب دیں گے۔ جوگی نے سب سے پہلے یہ شعبدہ دکھایا کہ ہر طرف سے کالی چیونٹیوں کی فوج جمال الدین کی طرف بڑھی جمال نے ان کی طرف نگاہ کی تو وہ سب غائب ہو گئیں اس کے بعد شیروں کا لشکر نمودار ہوا جمال نے کہا کہ یہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ سب بھاگ گئے مختلف شعبدہ بازیوں کے بعد جوگی نے اپنی کھڑاؤں ہوا میں پھینکی۔ جمال نے حضرت کا عصا لے کر ہوا میں اڑایا۔ وہ عصا اس کھڑاؤں کو مار مار کر نیچے اتار لایا۔ جوگی سب حیلوں سے عاجز ہوا تو عرض کی مجھ کو حضرت کے پاس لے چلو تب ایک ن

راجوں نے جو جواہر بیش بہا تحفہ کر لائے تھے حضرت کے قدموں پر گرا دیا۔ آپ نے کلمۂ شہادت کی تلقین کی۔ اسی وقت سب چیلے مسلمان ہوئے اور اپنے مذہب کی کتابیں جلا ڈالیں۔ حضرت نے تالاب کے کنارے ایک جگہ اس کو عنایت فرمائی۔ اور اپنے طریقے کے مطابق ریاضت و مجاہدات میں مشغول کر دیا۔ بعد ازاں درویشوں کو حکم دیا کہ اپنا اپنا سامان یہاں لائیں۔ سب اسباب کو تقسیم کیا اور ہر ایک اپنے لئے جدا جدا حجرہ بنائے۔ سلطان محمود نے چند ہی روز میں حضرت کے لئے وہیں خانقاہ بنوا دی۔ یہیں خدا اور رسول کو مرہون کریں۔ گرد و نواح کے سادات بھی حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ تین سال میں وہ تختہ گلزار ہو گیا۔ اس علاقہ کا نام حضرت نے روح آباد رکھا اور خانقاہ کا نام گلشن آباد مقرر کیا۔ اس گلشن آباد میں ایک مختصر حجرہ آپ کے لئے مخصوص تھا وہ وحدت آباد کے لقب سے موسوم ہوا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ آئندہ زمانہ میں اس جگہ بڑی رونق ہوگی۔ [illegible] عجیب رہ بہشت [illegible] یہاں آئیں گے وہ فیض یاب ہوں گے وہی مقدس مقام آج شیخ فیض آباد میں [illegible] کے نام سے مشہور ہے۔ وحدت آباد کے وسط میں مزار مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔ اللہ تعالیٰ راقم کو بھی اس بارگاہ پر حاضری سے مشرف فرمائیں۔ آمین۔

کسی شاعر نے اس شعر میں حضرت نے روح آباد کی طرف اشارہ کیا ہے۔

شرف [illegible] ○ کہ روح آباد [illegible] شد

حضرت جب روح آباد پہنچے تو اکثر جناب سے کہا کرتے تھے کہ [illegible]

یہاں سے ایک دوست کی خوشبو آتی ہے۔ اس کی جستجو میں ہو دیا

گئے اور مدینہ میں نزول فرمایا [illegible] ملاقات کو آئے تھے ایک جوان شمس الدین
نام تھے جو صورت میں [illegible] کی تکمیل کر چکا تھا مگر [illegible] کی تکمیل کے لئے
مرشد کی تلاش میں تھے حضرت نے فرمایا کہ فرزند شمس الدین [illegible]
[illegible] شمس الدین [illegible]
[illegible] شمس الدین کی کیفیت [illegible]
[illegible] خلوت میں [illegible] شمس الدین [illegible]
[illegible]
[illegible] خلوت میں [illegible] جب خلوت [illegible]
تو [illegible] ملاقات [illegible] رسائی [illegible] حضرت [illegible]
حضرت شمس الدین [illegible] دونوں ایک دوسرے [illegible] نہیں ہیں۔ ایک روز
حضرت [illegible]
[illegible] ملاقات کو آئے ان کو [illegible] چند [illegible]
کسی طرح [illegible] دریافت [illegible]
ہوئی تھی۔ حضرت کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان [illegible] خود
ہی [illegible]
[illegible] شیخ [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] شیخ [illegible]
کر [illegible] ایک کیفیت پیدا ہوئی [illegible] پانی [illegible]
تمام [illegible] پانی [illegible] ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ فرزند خیر الدین پر وہ نعمت جاری ہے کہ تمام دنیا کے سمندر
دوات بن جائیں [illegible] تو بھی صرف نہ ہوگا غرض شیخ کا لقب مشہور
ہوگیا تو حضرت نے [illegible] عطا فرمائی۔ ایک مرتبہ ان کی مغفرت
کے لئے [illegible] حضرت تشریف لے گئے [illegible] شیخ خیر الدین کے ساتھ منتسب
ہوگئے [illegible] ایک بزرگ قاضی [illegible] حضرت نے
قاضی سے دریافت کیا کہ آپ کا نسب کس خاندان سے ہے۔ قاضی نے کہا کہ [illegible]
[illegible] فرمایا کہ [illegible] نسبت کا شرف دنیا پر [illegible] تو
[illegible] حضرت کے پاس پہنچ [illegible] قاضی [illegible] اعتقاد
حضرت کے [illegible] ایک بزرگ [illegible] شیخ خیر الدین کے [illegible]
[illegible] حضرت کو اپنے مکان تک لے گئے اور خدمت [illegible]
[illegible] حضرت نے قاضی کو مرید کیا
[illegible] سب
[illegible] شیخ خیر الدین کی تربیت [illegible] قاضی [illegible] حضرت کے

[illegible] شیخ خیر الدین کی [illegible] کرامات نے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مخالف کے ساتھ پیدا ہوچے۔

آپ کے صاحب ذکر جہر زور شور سے کرتے تھے۔ ایک مولوی نے کہا
نے شور دیکھا [illegible] کہ یہ غوغائی کہاں سے آتے ہیں۔ مولوی کو [illegible] مسائل کے
چند مسائل میں اشتباہ تھا۔ اور وہ حضرت سے حل نہ ہوتے تھے۔ بزرگی کے [illegible]
پر یہ رستہ کے آئے تھے وہاں اتفاق سے حضرت خواجہ [illegible] پہنچے تو آپ کے
پہنچے مولوی نے دیگر سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں حضرت نے فرمایا [illegible]
کہ ہم سب غوغائی ہیں۔ [illegible] شرمندہ ہوئے اور معذرت کرنے لگے حضرت نے
فرمایا کہ یہ بات کچھ نہیں ہے [illegible] زیادہ مشکلیں برداشت کی ہیں۔ [illegible]
میں حضرت نے [illegible] ان دو مسائل کو [illegible] شرح کیا جن کو [illegible]
سمجھتے اور ایسی دلپذیر تقریر کی کہ مولوی کے دل پر نقش ہو گئی اور حضرت کے
عقیدت مند ہوئے اور ایسی عاجزی سے عذر خواہی کی کہ حضرت [illegible]
دور ہو گئی۔ مولوی جی کو مرید ہوئے اور اپنے بیٹے کو بھی مرید کرایا۔ اس وقت [illegible]
کہ تقریباً [illegible] دہلی کے ایک بزرگ شیخ ہیں۔ [illegible]
کہ جانتے [illegible] کی ہدایت ایک سید کے سپرد دہلی ہے۔ [illegible]
[illegible] آپ گئے۔ [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] فرمائی [illegible]
کے انتقال کے وقت [illegible]
کے [illegible] ایک [illegible]
[illegible] کی خدمت [illegible]

تب ان کو خطرہ آیا اور کہا کہ جن لوگوں نے واسطہ دلایا تھا انہیں کیا وہ کیسے جا سکتیں۔ ان کی زبان
سے یہ فقرہ نکلتا ہی تھا کہ ان کی تمام بیٹیاں آگئیں اور بہت آزردہ ہوئے۔ شیخ کمال کو
بہت شرمندگی ہوئی اور حضرت سے معافی مانگنے روتے آیا دیکھا جب سامنے آئے
تو فرمایا کہ وقت تیرے فرزندوں کو جلا دیا اور ان کے گھر برباد کر دیئے۔ شیخ کمال کو
قدمبوسی سے محروم کیا۔ وہ خانقاہ کے عقب میں کئی روز تک پڑے رہے۔ مدت کے
بعد فرزندوں کی سفارش سے ان کا گناہ معاف ہوا۔ فرمایا کہ تیرا ایمان سلامت
رہے مگر تو ہمیشہ سرگردانی رہے گی۔ اور تیری اولاد تباہ و برباد رہے گی۔ حضرت کے
ایک مرید بہ منتظر ... کے رشتہ دار تھے۔ اس عہد کے مشہور عالم فاضل فصیح و بلیغ شاعر
تھے ان کی ملاقات حضرت سے جب حضرت تشریف لائے جامع مسجد میں نزول فرمایا تو تقی بر ملنسر
نے ایک قصیدہ آپ کی شان میں کہا تھا وہ پیش کیا اور حضرت نے اس کی بہت
تعریفیں کیں۔ شیخ مصلح الدین سعدی کی طرح تھا۔ اتفاقاً ان کے بھی جنس کا نسب حضرت
کے یکے تھا اور وہ بھی حضرت کے سامنے حاضر ہوئے تھے پیش کئے۔ حضرت نے فرمایا کہ
یہ شاعر او ربیت نہیں یہ تو شاعر ستم کش ہیں ان پر صلہ کی ضرورت
نہیں ہے۔

حضرت دہلی کے وقت میں ... میں قیام ... ایک مجذوب ابراہیم
نامی بڑے گرم مزاج تھے اور ... پہنچ لگتے تھے۔ حضرت ... سے ملاقات ہوئی
تھے اور آپ کے ایک مرید ... تھے حضرت جیسے تھے کہ کوئی چیز مجذوب
کے آگے ... کر سکا۔ ... حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور جب
تشریف ... حضرت ... شریک ہوئے جب

[illegible]

[illegible] کہا جا سکتا ہے۔

یہ سنکر [illegible] حضرت [illegible] کوئی چیز چاہیئے۔ حضرت نے ایک بلند مینار کی طرف اشارہ کیا [illegible] مینار کی طرف پھینکا تو وہ گر پڑا۔

حضرت [illegible] جو کہ حضرت [illegible] عقیدت تھی۔ [illegible] فرمایا کہ الحمد للہ [illegible] ان کی [illegible] نہیں ہوتا [illegible] ذکر [illegible] فرماتے تھے۔ ایک رات حضرت [illegible]

تشریف دی۔ راہ میں ایک گاؤں سنبھلی نام تھا وہاں کے رئیس سید سیف الدین
حضرت کو اپنے مکان لے گئے عمارت جدید تیار کرائی تھی اس سے کی خوشی بہت دعوت
تھی۔ اکابر و اشراف گرد و نواح کے شریک مجلس تھے حضور تشریف فرما ہوئے تو
قوالوں نے سماع شروع کیا۔ حضرت کو کیفیت ہوئی اور اس قدر گریہ کیا کہ محلہ کی عورتوں
تک آپ کی آہ و فغاں کی آواز گئی اور انھوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ یہ خوب نیک
نہ ہوئی پہلی بار اس عمارت میں میزبانی ہو رہی تھی۔ اس موقع پر گریہ و زاری کا شگون
بُرا ہے۔ حضرت کی کیفیت جب فرو ہوئی اور مجلس تمام ہوئی تو آپ نے سیف الدین
سے کہا کہ اپنی عورتوں سے کہہ دو کہ دکھی رہیں۔ ہم نے اپنے آنسوؤں سے عمارت کی
دیوار کی جڑ مضبوط اور مستحکم بنا دی ہے۔ انشاء اللہ تا دیر آباد رہے گی۔ کنتور پہنچ کر
شیخ محمود کے یہاں چند روز مہمان رہے۔ اشراف سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے
فرمایا کہ یہ سادات صحیح النسب ہیں اور نصیحت کی کہ تم لوگ مردم دنی سے قرابت نہ
کرنا۔ حضرت کا دستور تھا کہ نماز جمعہ سفر و حضر میں ترک نہ کرتے تھے۔ جب تک
روح آباد میں مسجد نہ بنی تھی حضرت نماز کے لئے موضع سنبھولی جایا کرتے تھے۔
جامع مسجد میں نماز کے بعد ایک شخص نے آپ سے عرض کر کے مسئلہ پوچھا کہ بندے
کو اپنے فعل کا اختیار ہے یا نہیں۔ اگر اختیار کہا جائے تو قدریہ ہو جاتے ہیں اور عدم
اختیار کہا جائے تو جبری۔ ان دونوں کے درمیان کیا بات ہے جس پر اپنا عقیدہ رکھیں۔ حضرت
نے فرمایا کہ تفتیش مسئلہ کی بات اور ہے معنوی ہے۔ اس نے علم کے غرور میں یہ جواب
تسلیم نہ کیا۔ بحث میں طوالت ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ تیری زبان بھی کیا چلتی ہے
ادھر یہ الفاظ زبان مبارک سے نکلے ادھر معترض کی زبان باہر نکل آئی اور وہ بولنے

کے بیان سے پہلے ہم اس عرض جیسا ہو کہ خدمت کرتے تھے۔ ایک بڑھیا اس کو خبر
ملی وہ بھاگتی ہوئی مسجد میں آئی۔ اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ کر اس قدر روئی
کہ تمام مسجد کو اس کے نالوں پر ترس آیا۔ بڑھیا نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے۔
پانچ برس کا بیمار ہے۔ جب اس کی بڑی حالت ہوگئی۔ حضرت نے کہا تیرا
بیٹا بچ سکتا نہیں۔ لیکن تیری خاطر سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ درست
ہو جائے گا۔ حضرت کی توجہ سے اس کی نسل تب تک دنیا میں رہے۔ اس کا ہر ایک
بڑا آدمی ہو کر خدمت میں رہے۔ اور بیٹا بچ گیا۔ ہم اس کو نہ
بیان کرتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں۔ کہ فراموش ہو گئے۔

شیخ سلیم اپنی مرشد سے ملنے تشریف لے گئے ہیں۔ ان دنوں سے مدتوں
بعد ... اس کا بیٹا
... ایک مرتبہ حضرت نماز جمعہ کے بعد
... تو فرمایا اس گاؤں سے
... مسجد میں ... کردیجئے
... سید جب ... کر دی
حضرت ... ان کے بعد
... ان کی

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

... ہندوستان
کی زبان ... ہے۔

بیعت کی کہ کسی بزرگ سے دعا کرائیں تاکہ یہ مشکل حل ہو ایک [illegible]
پر کیفیت تھی۔ سب جب [illegible] بچی [illegible] فرزند [illegible] کے منتظر ہو گئے۔ حضرت
نے فرمایا کہ یہ مبارک ہو تمہارے [illegible] بہت ہوگی کسی درویش کی دعا
درکار نہیں۔ تم کو [illegible] بھی [illegible] اطمینان رکھو۔ جیسے ہی یہ گفتگو ختم ہوئی ایک
سن رسیدہ عورت [illegible] آئی۔ اور حضرت کے قدم پکڑ کر کہا [illegible]
اس لڑکے کے سوا میرے کوئی اولاد نہیں ہے اور یہ [illegible] سے بیمار ہے۔
خدا اس کو صحت دے۔ آپ نے فرمایا کہ ماں تیرے بچہ کی عمر [illegible] سے زیادہ
نہیں باقی ہے میں مجبور ہوں۔ وہ رونے لگی اور کہنے لگی کہ یہ لڑکا بچتا تو بہتر ورنہ
میں اس جگہ خودکشی کرتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا تیرے بچے کو [illegible]
سال کی عمر دی ہے [illegible] تیرے لڑکے کو دیتا ہوں [illegible]
جس دن دس برس پورے ہوں گے یہ انتقال کر جائے گا

ایک دن حضرت کے مرید [illegible] رفیق [illegible] ساکن [illegible]
خطرہ آیا کہ [illegible] وقت میں ایسے بزرگ ہوتے تھے کہ ان کی نظر کا اثر [illegible]
[illegible] میں ہی [illegible] ہو جاتا تھا معلوم نہیں اب کوئی بزرگ [illegible] زمانہ میں
ہے یا نہیں۔ حضرت [illegible] خطرہ [illegible] ہو گئے اور مسکرا کر فرمایا کہ [illegible]
کے پاس [illegible] حضرت کے سامنے [illegible] حضرت نے حکم دیا
کہ [illegible] تو حضرت نے [illegible]
کو بیان شروع کیا۔ رفتہ رفتہ حضرت کے چہرہ مبارک [illegible] خوب
خوفزدہ ہو گئے۔ [illegible] ایک [illegible]

پڑی رہی جب ہوش ہوا تو آنحضرت کے قدم چومنے لگی اور سب خواب سے
قدموں پر رہتی تھی اس کے بعد رخصت ہوگئی۔ جب حضرت سے راز دریافت کیا تو
بیان فرماتے تھے کہ جس عورت سے [illegible] فرماتے تھے
[illegible] کی حالت [illegible] تھی جس سے قدموں کو
معلوم ہوا [illegible] ہوں گے۔ [illegible] وقت
[illegible] سب [illegible] کو [illegible]
[illegible] کی [illegible] ہوئی [illegible] تھی۔
دروازہ کھٹکھٹانے لگی [illegible] کہ حضرت نے طلب فرمایا ہے ایک
دن خانقاہ میں [illegible] وارد ہوئی۔ [illegible]
[illegible] حضرت نے [illegible]
[illegible] فرمایا کہ [illegible]
[illegible] کیا جب [illegible] کے
[illegible] کر دیا حضرت نے [illegible] فرمایا [illegible] کا
[illegible]
[illegible] دنیا کو [illegible]
[illegible] اسلام قبول کروں
[illegible] کر دیا۔
جب [illegible] اسلام قبول کرتا ہوں حضرت نے اس کو کلمہ شہادت تلقین کیا
اور مرید کر کے رخصت کیا بعد [illegible]

اس کا شعبدہ باطن ظاہر ہو تو اجازت دینے سے سرفراز فرما کر شہر استنبول
کی ولایت پر دکی بیری حضرت کے وہاں تک زندہ رہی ایک دن جب وہ شیخ
آخر عصر کے بعد میں شیر برنج پکانے کے لئے وہ دودھ کی دیگ آگ پر رکھی گئی
اتفاق سے ایک سانپ دیگ میں گر پڑا۔ کسی نے دیکھا یا وہ دیگ کے گرد لپٹی تھی
زہر کی شدت نہ ہوتی تھی یہ بات کہ اس نے لگا دی۔ جس باورچی نے کھانا سب کی کو بہتے
باہر کر دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ باورچی کسی طرح ہوشیار نہیں ہوتا تو اس نے گرم
دیگ میں کود پڑی اور جان دے دی۔ جب یہ شیر برنج پھینکی گئی تو اس سب
بزرگوں نے اس وہ شیخ سے کہا کہ اس بی نے اپنی جان درویشوں پر قربان کر دی۔
اس کی قبر بنانی چاہئے۔ چنانچہ وہ ضریح کے قریب دفن کی گئی اور اس پر
عمارت بنائی گئی۔

شیخ بدرالدین سماونتی روم کے شہروں سے ادرنہ بلقیہ کی
اولاد سے تھے۔ سلطان کے لشکر کی سپہ سالاری میں رہتے تھے۔ ایک رات
خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ آئے ہیں شیخ نے استقبال کیا۔
تعظیم سے پیش آئے۔ شیخ کے ہاتھ میں شمع کی ایک بتی تھی۔ بزرگ نے کہا کہ
میں چاہتا ہوں کہ تم بہت خوب ہو گئے ہو۔ اب وقت آیا ہے کہ اسے
کو سفید کرو۔ یہ سنکر شیخ نے عرض کی کہ مجھ کو مرید کیجئے اور سلوک کی راہ بتائیے
بزرگ نے کہا کہ جب تک تم پر ثابت ہے کہ اس خدمت کو لائق نہ سمجھے
تو تم کو حق دیتا ہے کہ وہ اس بندے کو کسی ولی تک پہنچا دیں۔ اب میں تم کو
بشارت دیتا ہوں کہ ایک بزرگ عنقریب یہاں آئیں گے جب تم ان کی صحبت

غرض کہ وہ یہ خواب دیکھ کر وہ چپ رہ گئے اور چند ہی روز کے بعد حضرت جہانگیر
کے قدم میمنت لزوم قصبہ رودولی میں پہنچے۔ آپ نے مسجد جامع میں نزول فرمایا
شیخ فتح الدین خواب کی ہدایت کے موافق ملازمت کے لیے آئے جیسے
ہی حضرت نے ان کی طرف دیکھا فرمانے لگے کہ بھائی فتح خوب آئے جب حق تعالیٰ
چاہتا ہے کہ کسی بندے کو قبولیت سے سرفراز کرے تو حضرت خضر کو حکم دیتا ہے
کہ وہ اس کو کسی ولی تک پہنچا دیں۔ یہ سنتے ہی شیخ کا عقیدہ دوچند ہو گیا۔ اور
اسی وقت مرید ہوئے حضرت نے خادم کو حکم دیا کہ شکر لاؤ تاکہ بھائی فتح کو
سوئے کا شربت پلایا جائے۔ اتفاق سے اس وقت شکر موجود نہ تھی حضرت
خود تھوڑے سے پانی کو ایک کٹورے میں ڈال کر اپنے ہاتھ سے ملایا اور دعا کی۔
کہ خدا کرے [illegible] دل مبارک سے [illegible] شیریں ہو جائے [illegible]
کی خدمت حضرت جو بیس دن تک رودولی میں مقیم رہے تو شیخ فتح الدین کو بیک
روز حضرت کی صحبت میں میسر ہوئے۔ جب چلنے لگے تو خرقہ خلافت
عنایت فرمایا۔ وہ حضرت کے ساتھ کچھوچھہ میں رہ گئے۔ ان کے ایک بیٹے اسمٰعیل نام
چند دن کے بعد ان کو حضرت کے قدموں پر ڈالا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی
ہمارا مرید ہے اور اس کو بھی ہم نے قبول کیا۔ یہ بھی صاحب دل جوان ہو کر اپنے
باپ کے جانشین اور مسند رشد و ہدایت پر فروز ہوئے مزار ان کا مزار میں ہے کہ
شیخ فتح الدین رودولی قدس سرہ جب حضرت سیدی و مرشدی کے بعد
رودولی میں متمکن ہوئے [illegible] کی شہرت مشرق سے مغرب تک پہنچی
تو شیخ [illegible] کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ مخدوم نے فرمایا کہ شیخ فتح الدین

کی تعلیم تمہارے نانا کا [illegible] ایک فرزند سعید [illegible]
آئے [illegible] کی [illegible] ایک فرزند
کی ولادت ہوئی جن کا نام عبدالقدوس رکھا گیا۔ وہ آج شیخ عبدالقدوس
گنگوہی کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں اور سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے سرحلقہ
ہیں۔ [illegible]
گنگوہی مشہور ہوئے۔ سید اشرف [illegible] شیخ [illegible]
[illegible]

فرمایا جد اکرم یہاں دو مقدار کا حج میں پ نزد ... خلافت سے
وقت شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ ... حضرت شیخ کا ... تک بیعت
سال تک آپ کی خدمت میں بہ نہایت تھے حضرت ... تک حضرت ہیں
مقیم رہے تعلیم و تربیت کے بعد خلافت و خرقہ سے سرفراز فرمایا حضرت کے
... میں بہت رنجیدہ ... کی بیعت کے لئے ... شرف خود
تشریف لائے حضرت گلبرگہ دو مرتبہ تشریف لے گئے پہلی بار ... میں دوسری بار ...
کے بعد جب حضرت بندہ نواز گیسو دراز وہاں آباد ہو چکے تھے۔ پھر تشریف
لے گئے تو روایت ہے کہ آپ ... آپ کے مزاج کے بہت موافق آئی ... مدت تک
سید محمد گیسو دراز کی خدمت میں ... ان کے قریب آپ کا ...
ہوئے حضرت کا دستور تھا ... ادب ... بیٹھے ... تھے
تھے اور اپنے ... رکھتے تھے ... حضرت
تنہا رہنے کی عادت تھی ... شب کے وقت ... نماز ... بستر
... حضرت ... شیخ ... روایت ...
ایک رات ... حضرت ... حضرت ... ب
عجیب و غریب ... کی ... نہیں ...
شیخ ... فرزند ... حالت ... بزرگ سے
تقریباً ایک پہر ... حضرت ... کی کیفیت رہی ... حضرت ...
ہو گئے فرمایا ... حضرت ... شیخ ... خاطر
... عجیب کیفیت ... حضرت ...

بیان ہوا ہے کہ سو برس کے چند سال اوپر ہو چکے تھے کہ قطب کی وفات ہوئی۔ کہ ہر
روزگار کا منصب رکھتے کہ شیخ شرف الدین کو یہ منصب ملا۔ آپ کے مرشد شیخ کو خود
اعتراض ہونے لگا در پنجتن کہ یہ بار کسی دوسرے کو دیا جاتا تو بہتر ہے۔ حضرت مخدوم
کی سفارش سے مخدوم زادہ محمد نور قطب عالم کے قطب بنائے گئے شیخ شرف الدین
بہت خوش ہوئے اور کہا الحمد للہ میرے بھائی نور نے یہ رتبہ پایا ہے۔

حضرت فرماتے تھے کہ ایک بار میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا
کہ کوئی ایسا ولی آپ نے دیکھا ہے جس کا مرتبہ آپ سے بڑا ہو۔ حضرت خضر نے
کہا کہ ایک بار میں جناب رسول علیہ السلام کی مسجد میں حضرت شیخ عبد الرزاق
حدیث سنا رہے تھے اور مسجد کے گوشہ میں ایک جوان سر جھکائے بیٹھا تھا میں
نے اس سے کہا کہ عبد الرزاق کی جانب سے حدیث سن رہے ہیں تم ان کی طرف توجہ
کیوں نہیں کرتے۔ اس نے کہا میں جس کے پاس جا رہا ہوں نہیں بیٹھتا۔ اس جوان
نے مراقبہ کر کے دیکھا اور کہا کہ دو لوگ عبد الرزاق سے حدیث سن رہے ہیں آپ بھی
رزاق سے سن رہا ہوں۔ اس کے بندے سے سننے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے پوچھا
کہ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ اس نے مراقبہ کر کے کہا تم خضر ہو۔ تب
تب مجھکو معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کے ایسے بندے بھی دنیا میں ہیں جن کے مرتبہ کی بلندی
سے میں آگاہ نہیں۔

مشہور ہے کہ ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ حضرت کو بہت دنوں
تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہیں۔ چنانچہ حضرت کی حضرت
شیخ محمد مدنی کی خدمت میں جو اس وقت مدینہ میں شیخ حرم تھے۔ درخواست کی

یہ بات کی کہ جو کچھ وہ تمہیں بہشت کو بیان کرتا ہے جب شرقی منہ پر پہنچے شیخ
نے سمجھا کہ شیطان نے کہا کہ جب آپ نے ہمیں تمہاری پیشانی میں آفتاب چمکتا
دیکھا اور اب مجھ کو آفتاب پرست چاہتا ہے شرقی کو یہ بات کسی قدر ناگوار
ہوئی لیکن حضرت کے فرستادے نے جواب دیا کہ نہیں نہ آپ کی ملاقات
کے مشتاق ہیں تب شیخ نے پوچھا کہ آفتاب پرستی آپ کی کیا بابت ہے تو پھر
عرض کیا کہ آفتاب کے ذرہ ذرہ تلف ہوکے شیشوں میں اپنی صورت کو
مختلف آئینوں میں دیکھتے ہیں شیخ نے کہا کہ اگر آفتاب وجود نہیں ہے تو سورج
کو آسمان پر کیوں نہیں دیکھتا ورنہ اگر آئینہ میں رنگ نہیں ہے تو صورت اپنے اندر
کیوں نہیں رکھتا شرقی یہ سنکر پھر اس حضرت کی خدمت میں پہنچے
تمام بیان کیا تو حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا [illegible] حضرت نے
[illegible] کرامت [illegible] سوا
[illegible]
[illegible] شیخ [illegible] شیخ محمد
[illegible]
[illegible]
[illegible] فرمایا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رمضان ۱۳۶۲ھ میں حضرت روح آباد میں تشریف فرما تھے اور دستور
تھا کہ ظہر و عصر کے درمیان ان رسائل کی تفہیم فرماتے تھے۔ ۲۵ رمضان کو شام
سے شدید [illegible] ہوگئی۔ حضرت نے [illegible] اس وقت نماز عصر
پڑھ رہے تھے جب ہی کمزوری [illegible] تنزل رہا [illegible] حضرت
جب مسجد میں تشریف [illegible] حضرت اکثر بار
دن بھر تھا آپ نے [illegible]
سے یہ میں کرون [illegible] اس وقت خود
نے تمام عنایت فرمایا ہیں اس کے [illegible]
۲۷ رمضان کو حضرت نے [illegible] زیارت کرائی۔
صبح کے وقت [illegible] حضرت
صبح کی نماز [illegible]
نجم الدین [illegible]

[illegible]
۱۳۶۲ھ میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مستفیض رکھے۔ آمین۔

دوسرا جب ... زیادہ بڑھا تو پھر حضرت کو اس دفتر کی خبر کی سب مسکرائے اور فرمایا کہ اس وقت ایک شعر خواجہ حافظ شیرازی کا یاد آیا ہے اس کو پڑھتا ہوں ہے

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز
باشد کہ باز بینیم دیدار آشنا را

حضرت نے یہ شعر پڑھا ہی تھا کہ ہوا پلٹ گئی اور جہاز تیزی سے ساحل [illegible] حضرت [illegible] لگے [illegible] ایک دوسرے کی حضرت سے آگاہ [illegible] حضرت کی [illegible] کی زبان کے خوف سے چپ رہے [illegible] اور بعض دیگر اصحاب [illegible] ہیں [illegible] سیل [illegible] ہوئے [illegible] ہوئی کہ شفقت [illegible] کے قدم [illegible] کے پاس لگے۔ شرف توبہ [illegible] ہو گئے۔

[illegible] ایک دشمن [illegible] کی بابت کوئی بات

نانہ سب ہی آپ کی زبان پر آیا کہ جس جگہ جیتے آدمی رہتے ہیں وہاں ہر ہمیشہ
آگ کیوں نہیں لگتی۔ قصبہ جل گیا۔ اور بارشوں سے نہر پھر کر خراب ہو گئے
وہاں سے ہٹ کر ایک اور قصبہ میں پہنچے جہاں ہر سال سیلاب سے زراعت خراب
ہو جاتی تھی۔ اتفاقاً اس سال طغیانی زیادہ ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے
طوفان کی شکایت کی۔ آپ نے کاغذ پر کچھ لکھ کر کہا کہ اسے
عبداللہ شریف ... ...
... ...
خود آپ نے وہ رقعہ ... ... پانی ... ...
اس سے آگے نہ بڑھا۔

سفر دوم

حضرت ... ...
وہاں ... ...
رونق افروز ہوئے تو ... ...
جلوہ فرما تھے حضرت نے ... ...
کی ... ...
دشمن ... ... حضرت کی ... ...
صاحب ... ...
میں ... ...
کے قدم ... ... حضرت ...
جسم مبارک ... ...

پہلے موجود تھیں حضرت کے پاس مجلس میں موجود ہوگئیں حضرت نے
فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔

ہر دل کا آئینہ صورت گر است

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سمرقند کی ولایت سپرد کی۔ ایک روز آپ کی مجلس میں چند درویش و فقراء مست تھے۔ ناگاہ حضرت نے چند لمحہ یا دو چند بار نفس سب پر کی [illegible] [illegible] کو اس حالت پر حیرت ہوئی۔ جب وہ کیفیت دور ہو گئی تو اور [illegible] جنہوں نے [illegible] سبب پوچھا تو اس [illegible] کے بعد فرمایا کہ اس وقت دریا کے کنارے [illegible] کے میدان میں جنگ ہو رہی تھی اور اس لڑائی میں ایک میرا مرید شکست کھا رہا تھا [illegible] سب [illegible] اس کی دستگیری کر رہا تھا۔ اتفاقاً اس مرید کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی اور دشمن کے سوار بھاگ گئے۔ جن لوگوں نے اس واقعہ کی تاریخ لکھ لی۔ چند روز بعد ایک زخمی سپاہی اس طرف سے آیا اور اس نے بیان کیا کہ جنگ وہی ہوئی تھی [illegible] جو حضرت نے [illegible] فرمایا تھا۔

[illegible] چشتی کے روضہ کی زیارت [illegible] [illegible] اس وقت وہ ذکر جہر [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] ذکر کے [illegible] حضرت [illegible] کی کہ ذکر [illegible] کے [illegible] اس کو [illegible] ذکر [illegible] کی تاکید کی۔

[illegible] کے قریب [illegible] حضرت [illegible] آپ کی [illegible] دستر خوان پر [illegible]

۱؎ ذکر جہر کی ترتیب [illegible] حضرت [illegible] میں [illegible]

ایک عارف نے کہا کہ حضرت دوسرے سخت رنجیدہ ہیں ان دوستوں کی
تلاش کرنا چاہیئے۔ ہمراہیوں کو شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ فلاں لوگ موجود نہیں ہیں
ان کی جستجو میں لوگ نکلے تو دیکھا کہ ایک جگہ برف میں ڈھکے پڑے ہیں۔ آگ جلائی
گئی، ہر قسم کے گرم لباس ان پر ڈالے گئے تو کسی قدر حرارت ان کے بدن
سے دور ہوتا تھا اتنے ہی میں حضرت کو پہنچے تو جیسے ان کو برف کی کیفیت معلوم
ملی تو حضرت بھی بحال ہوئے۔ ایک بار سفر میں حضرت سمرقند سے گزر رہے تھے راہ
میں ایک جنگل تھا جس میں بہت شیر تھے۔ حضرت کے ساتھ والوں نے
عرض کی راستہ پُرخطر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ خیریت سے طے
ہوجائے گا اور اسی راستے کو چلے۔ ایک جگہ پہنچ کر ناگاہ شیر نظر آیا تو سب
ڈرے خوفزدہ ہو گئے۔ حضرت نے چند قدم آگے بڑھ کر کہا وہ شیر ہٹ کر اس طرف
کو نکل گیا۔ قافلے کے ساتھ بعض منکران شریعت بھی تھے، کہنے لگے کہ حضرت
جادوگر ہیں۔ حضرت کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ لوگوں نے دوست پناہ کو بری تہمت
لگائی تھی۔ مجھ کو کیونکر معاف کرتے ہیں، حق کے آگے ولی کچھ نہیں۔

حضرت کے ایک مرید پیر کی طرح صحبت میں تربیت [illegible]
ہنوز تکمیل نہ ہوئی تھی۔ ان کے دل میں حضرت کی طرف سے کدورت پیدا ہوئی اور جس
حرکات بے جا ظہور میں آئے۔ کسی شخص نے حضرت سے شکایت کی۔ حضرت نے
فرمایا کہ وہ مرید ہمارے ہیں [illegible] ان کی [illegible] معافی [illegible]
معاف کرادیں لیکن حضرت کا غبار نہ دور ہوا۔ مجبوراً خدمت [illegible]
ہمدانی کی خدمت میں پہنچ کر [illegible] کی شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا [illegible]

کو سید اشرف جہانگیر نے بند کیا ہے اسے کوئی نہیں کھول سکتا۔ اس کے بعد شیخ
سعد الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہیں کامیابی نہ ہوئی۔ آخر بار مکہ معظمہ چلا گیا اور
شیخ محمد سعید کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ایک مدت کے بعد انہوں نے بھی
جواب دیا کہ اس نامرد بی دستار کو میرے بھائی سید اشرف جہانگیر نے
بند کیا ہے میں اس کو کھول نہیں سکتا بلکہ آج روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہیں
ہے جو ان سے مقابلہ کر سکے۔ حضرت کے مرید گوہر نامی شہر بہرائچ کے بازار سے گذر
رہے تھے کہ وہاں ایک خوبصورت عورت سے تھوڑی دیر تک باتیں کیں اور اس
کے بعد تو ہاتھ اٹھا کر حضرت کی خدمت میں آئے آپ نے ان کی طرف سے منہ
پھیر لیا اور تھوڑی دیر کے بعد غصہ ہو کر فرمایا کہ میں آج کو دیکھو کہ بازار میں بازاری
خوبصورت عورتوں سے باتیں کرتا ہے۔ مرید کا منصب درویش یتیم کے سپرد تھا
انہوں نے حضرت کے حکم سے اس کو اپنی مجلس سے نکال دیا۔ ایک مدت تک وہ
ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔ چند روز تک ان کو حاضری کی اجازت نہ ملی۔ درویش یتیم کی سفارش
سے قصور معاف ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ مرشد اول تو ہادیوں کے لئے ضروری
ہے کہ وہ مریدوں اور اصحابوں کی حفاظت سے غافل نہ رہیں تاکہ شریعت و طریقت
کے خلاف کوئی خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے۔ رسالہ حسینی میں لکھا ہے کہ ایک
جگہ حضرت کا ایک مرید گوشت خوری کا عادی تھا۔ آپ نے فرمایا کہ گوشت
زیادہ کھانے سے طبیعت پر گرانی آجاتی ہے۔ آپ کے مرید خاص تو اسی بات کی
اس وقت دسترخوان پر جاتے یہ نصیحت سنی۔ گوشت کا کھانا چھوڑ دیا۔ ایک دن
مدت کے بعد حضرت کی ضیافت کے وقت اسی کی طرف گئی تو دیکھا کہ گوشت

ہوئے اور بہ تعداد کثیر گھوڑے نذر کیے۔ اس زمانہ میں امیر تیمور[1] صاحب
قِران سمرقند میں تھے۔ آپ کے ساتھ ہجوم بڑھا تو امیر کو لوگوں نے خبر پہنچائی کہ سمنان
کا ایک شہزادہ جس کا تعلق سامانیوں سے بھی ہے یہاں آیا ہے اور کئی ہزار
ازبک و ترک اس کے مرید ہوئے ہیں۔ اندیشہ فساد کا ہے۔ امیر تیمور نے تحقیق و
تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ سید اشرف جہانگیر ہیں وہ حضرت سے مشہد کے مقام پر
ملازمت حاصل کر چکا تھا اور آپ کی ترک ہر دو سلسلے سے واقف تھا
اپنے ایک معتمد کو حضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور بہت تحائف نذر کے لئے
بھیجیں حضرت نے وہ سب مال و اسباب فقراء کو تقسیم کر دیا اور خود اس مقام
سے تشریف لے گئے۔ اس جماعت کے ساتھ ایک ازبک جشیر بیگ بھی آ گئے
تھے ان کو سلوک کی توفیق ہوئی اور خدمت سے بہرہ ور ہوئے۔ چند روز کے
بعد اجازت و خلافت سے سرفراز فرما کر دولت آباد سے رخصت کیا تاکہ وہاں
ملک میں طالبوں کو ہدایت کریں۔

۸۰۰ھ میں امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا ان کی جنگ کا تماشا
دیکھنے سید نورالعین یا سید خادم اور بعض دیگر اصحاب کو ہمراہ لے کر حضرت

---

[1] امیر تیمور کا سال جلوس ۷۷۱ھ ہے۔ رخصت علم فردوس پر دفن رکھ بہ تخت نشستہ شد۔
۷۷۱ھ سے ۸۰۷ھ تک یعنی سمرقند کو دارالسلطنت بنایا۔ ۸۰۷ھ تک فتوحات کا
سلسلہ جاری تھا جس وقت سمرقند واپس ہوتے رہے۔ تقریباً ۳۰ برس تک سمرقند مستقر حکومت رہا
اور اسی دوران میں یہ واقعہ پیش آیا۔ (ماخوذ از روضۃ الصفا)

ایک پہاڑی پر دونوں فوجوں کے دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا
تھے۔ دونوں طرف سے تیر زنی کا آغاز تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ فوجیں میرے پنجۂ قدرت
میں ہیں۔ اور دونوں ہاتھ آستینوں سے باہر نکال دائیں پنجہ بلند کر لیتے اور کبھی
بائیں پنجہ بلند ہوتا تھا۔ اس سمت کے لشکر کو میدان جنگ میں اندر جب پست
کر لیتے تو اس سمت جنگ کی پشت رہتی۔ آخر دائیں اور بائیں ہاتھ کو پست
بلند کیا اور پھر فرمایا کہ نقشہ حضرت کے ارشاد کے مطابق بدل رہا۔ اس کے بعد
تصرف ترک کیا اور ان کے ہاتھوں سے جس فوج کی فتح مقدر ہو چکی تھی وہ کامیاب
ہوئی اور سرنگوں شکست کی۔ یہ واقعہ بڑی وضاحت سے مشاہدہ ہوتا ہے۔

اس واقعہ بہاری کی نسبت حضرت کے آخری سفر کا پتہ چلتا ہے۔ یعنی
سنہ [illegible] میں پیر صاحب کی رحلت کے بعد مخدوم زادہ مخدوم کی سجادہ نشینی
کے وقت حضرت چند روز بیمار رہے۔ اسی وقت آپ نے ظاہر کیا کہ مخدوم زادہ
قطب بنے ہیں۔ حاضرین نے ثبوت طلب کیا تو آپ نے مخدوم زادہ سے کہا
سامنے پہاڑی ہے اس کی طرف انگشت شہادت سے اشارہ کرو اور اس کو حکم
دو کہ یہاں آئے۔ حضرت کے خادم بابا حسین جو اس وقت حاضر مجلس تھے کہتے ہیں
کہ جونہی یہ لفظ حضرت کی زبان سے نکلے پہاڑی کو حرکت پیدا ہو گئی۔ حضرت
نے پہاڑ سے کہا ٹھہرو تمہیں پیر زادے سے ثابت کرنا ہے۔ حرکت موقوف ہو گئی
پس آپ کے حکم مخدوم زادے نے پہاڑی کی طرف انگلی کی۔ شاہزادہ کے اشارہ سے حرکت میں
آئی۔ جب حاضرین نے آنکھوں سے کرامت دیکھی تو مخدوم زادے کی قابلیت
کے قائل ہو گئے۔ شیخ محمد عمر صاحب سجادہ نشین ہوئے اور حضرت

تھے آپ کے مرید [illegible] شیخ [illegible] قریب آگئے تو حضرت نے فرمایا کہ تم
نے مخلوق ہماری مسخر کی ہے۔ جتنے سجدہ کرتے ہیں جتنے قدم چومتے ہیں [illegible]
قیامت کے دن ہمارے [illegible] کے قدموں سے پامال ہو۔

حضرت [illegible] کی سرکار سے ہدایت ہوئی کہ تم [illegible]
سے دو سروں کی نماز قبل [illegible]

چند روز تک [illegible] استغراق ہو
کر سر بہ فرمایش ہوگیا۔ [illegible]
کہ مقصود معرفت [illegible]

[illegible]

[illegible]

میں روایت ہے کہ خلیفہ کا بادشاہ ہو اور پچیس سال حکمرانی کی۔ آپ نے حکومت کے وقت
اپنے دل میں خواہش تھی کہ جنید و شبلی سے قریب دنیا میں نہیں ہیں۔ خواب میں
معلوم ہوئی کہ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو جنید اور بایزید سے کم نہیں
ہیں مگر سب پوشیدہ ہیں۔ صبح ہوتے ہی ان کی جستجو اور ایک درویش ربانی سے
ملاقات شروع کی۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ جونپور تشریف لائے اور شاہی مسجد میں
نزول فرمایا۔ تو فقیر دوست بادشاہ نے شرف دیدار حاصل کرنے کا قصد کیا۔ قاضی
شہر شیخ شہاب الدین نے عرض کی کہ درویش جنہیں آئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ
مستفید ہیں اور ان کا حال خود جو مناسب سمجھے پہلے میں جاؤں اور ان کا طور طریقہ
دیکھ آؤں۔ تب آپ تشریف فرما ہوں۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ قاضی صاحب ہاتھی پر سوار
دانشمندوں کی جماعت ہمراہ لے کر ملاقات کے لئے آئے۔ حضرت نماز ظہر سے فارغ
ہو کر بیٹھے تھے کہ یہ لوگ پہنچے۔ حضرت کو معلوم ہوا کہ قاضی شہاب الدین کی سواری
[illegible] سوار [illegible] ہیں۔ قاضی [illegible] ادب کسی قدر فاصلہ پر
سواری سے اتر کر [illegible] دانشمندوں کو [illegible] کوئی [illegible] نہ کرے۔
[illegible] روایت [illegible]
[illegible] ملاقات
[illegible] فضیلت سے
[illegible] شیخ ابوالوفا
[illegible] کر کے
[illegible] گفتگو ختم

ہوئی تو شیخ نے [illegible] سلطان آج حضرت [illegible] کے لئے آئے [illegible]

میری [illegible] کر [illegible] [illegible]

سلطان کے ساتھ [illegible] حضرت نے فرمایا [illegible]

تم [illegible] بادشاہ [illegible]

تب شیخ [illegible] ہوئے [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible] رہتا ہے۔

دوسرے روز حضرت [illegible] سلطان [illegible]

مسجد کے قریب پہنچے تو شیخ نے بادشاہ [illegible]

[illegible] مناسب نہیں [illegible] بادشاہ

بہت [illegible] مسجد میں [illegible]

ہوئے۔ بادشاہ نے [illegible] بات [illegible]

نے [illegible]

[illegible] ہے۔

تین دن کے بعد بادشاہ پھر [illegible]

[illegible] بادشاہ

نے کہا کہ حضرت [illegible]

سے بادشاہ بہت عقیدت مند ہو گیا [illegible]

[illegible]

نے قبول [illegible]

بعد ادائے رخصت مسنونہ بیٹھے تھے کہ قاضی جی آئے حضرت کا دستور تھا کہ ہر آنے والے سے اس کے مشرب کے مطابق بات کرتے تھے۔ نفحات کے حروف میں گل پر گفتگو شروع کی۔ اس کے بعد حقائق و معارف بیان کئے جس کو سمجھنا قاضی صاحب کے لئے دشوار تھا۔ قاضی کی ہمت کچھ پوچھنے کی نہ پڑی۔ رخصت ہونا چاہا۔ حضرت نے زبان حال سے دریافت کر کے سوال کیا آج حضرت کس غرض سے تشریف لائے تھے۔ قاضی نے عرض کی کہ بعض علمائے روزگار نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت کی زبان سے فلاں کلمہ تکبر نکلا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس کا مفہوم بہت آسان ہے کلمہ انا مستی پر اطلاق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہر دم ہم شکار ہوا و ہوس کے بندے ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ہوائے نفسانی کو میرا بندہ اور محکوم بنایا ہے جب ایسا ہو گئے نفس کے محکوم ہوئے تو میرے محکوم کے محکوم گویا میرے بندے ہیں اس کی مثال یوں ہے کہ ایک بادشاہ نے کسی درویش کو کہا کہ مجھ سے کچھ مانگو درویش نے جواب میں یہ رباعی کہی۔

از حرص و ہوا دو بندہ دارم   در ملک خدائے بادشاہم
تو بندۂ بندگان مائی   از بندۂ بندہ ات چہ خواہم

قاضی کو یہ جواب سن کر تشویش پیدا ہو گئی اور رخصت کے بعد حضرت نے پوچھا میر یہ فقرہ کس نسبت میں کس سے روایت کیا ہے۔ صاحب نے یہ فقرہ نسبت کے سامنے بیان کیا تھا وہ خوف سے حضرت کی زبان سے یہ سنتے ہی ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آخر قاضی کی وساطت سے حضرت رضامند ہوئے اور ان کی خطا معاف کر دی۔

یہ مکتوب اردو میں [illegible] کو [illegible] رشد [illegible] علوم [illegible] شہاب

فرشتوں سے تعلیم پانا یقین کے قلب سے پیدا [illegible] تصوف اعظم کی بحث یہاں

فرعون کی بہت مدلل جواب [illegible] فرعون کا ایمان [illegible]

نہ تھا وہ غرق کے خوف سے ایمان لایا ابن دوزخ کی طرح [illegible] عذاب آخرت

کا مشاہدہ نہ کیا تھا ایمان قبول [illegible] یہاں بحث نہیں ہے۔ [illegible] قبل

آیت من [illegible] مفسرین کے معنی [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] کی قوم کی عزت ہے۔ [illegible] ایمان نہیں،

تہذیب کا [illegible] حقوق [illegible] کے [illegible]

[illegible] کی [illegible] میں [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible] کی [illegible] ابراہیم [illegible]

[illegible] تب [illegible]

[illegible] ہیں [illegible]

[illegible] کسی شخص کا [illegible]

[illegible] کام نہیں [illegible] کا ہے۔

[illegible] دست [illegible]

[illegible] دل [illegible]

[illegible] ابراہیم [illegible] کہ جس

[illegible]

[illegible]

صلحاعال مقرر ہوں۔

[illegible]

[illegible]

باعث برکت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ [illegible]

[illegible]

یہ فقیر رو سکین کو تو نہیں۔ امیروں سے سوال کریں تو ان کو دولت مندوں سے
مناسب غربت درمیان۔

فقیر حقیقی بھی دو قسم کے ہیں ایک کامل دوسرے مکمل۔ کامل وہ ہے کہ
دائرۂ وحدت سے باہر نہیں نکل سکتا۔ جب کثرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو
ذوق وشوق میں کمی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ کثرت کو غشاوۂ وحدت خیال کرتا ہے۔
جو شخص اس مرتبہ پر فائز ہوا اس کے لئے صحبت دنیا سے بچنا ضروری ہے
شاید کہ یہ مذکورہ غنی اور فقیر دونوں پر برابر ہیں۔ اس کے لئے عزلت وخلوت ہی مناسب
حال ہے۔

نیز مکمل وہ ہے کہ کثرت میں خلوت اختیار کرتا ہے اور وحدت کا شاہد
ہے اس کا فرض ہے ارشاد خلق [illegible]
کرے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم
بالتی ہی احسن پر عمل پیرا ہو [illegible] کی طرف حکمت ونصیحت سے [illegible]
جو اس کا حسن طریقہ ہے کرے۔

نیز مکمل [illegible] سب موجودات [illegible]
آئینہ [illegible] دیکھتا ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اس کے بعد قوتِ احساس باقی نہ رہتی تھی۔ اس سے کیفیت دریافت کی تو کہا کہ میں
کا جواب کل دوں گا۔ شیخ نجم الدین دسویں محرم سے موجود تھے ان سے دریافت
کیا گیا تو بولے کہ قبلہ تکمیل جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا تھا ان تین دن میں پوری ہو گئی
یعنی محرم سے تیرہویں تک دور دراز سے لوگ آئے اور ہر ایک کو آپ نے شرفِ
قدم بوسی سے سرفراز فرمایا۔ ان تین روز کے اندر ان تمام خدمتوں کے حوالہ کرنے
سے فراغت ہوئی کہ اس کی تفصیل خدا کو معلوم ہے جس روز سے کہ محرم کا چاند دیکھا گیا
تھا آپ روضۂ منورہ کے تمام ایام میں مصروف رہتے تھے ہمیشہ نماز پڑھتے تھے اور
کھانے پینے سے پرہیز کرتے تھے اور ہر وقت آپ سے
کوئی بات نہ تھی جس سے کچھ نہ کچھ روضہ کا شرف ہو۔ اتنی مدت تک یہ حال رہا
ہی تھا اور بہت سے درخت حضرت نے خود اپنے ہاتھ سے لگائے تھے
جب آپ سے ملنے کو درخت رکھے گئے ان کو خوب سیراب کیا۔
اس کا نام ہی تھا جو بہائی دہلی ذکر ہوئی۔ اتفاق دانہ ہوئے محرم کی
تیرہویں سے پہلے ہی ہوئی جنت کا اندیشہ ہی تھی وقت آگئی۔ صاحب نے
دو چار کو پڑھ کر ہر ایک دانہ کم تھا۔ تب آپ کی تیاری
کی اور دوسرے سے ملے تو اس کی چھ ہاتھ سے ایک پودے کی شاخ پر نصب
کر دیا اور فرمایا کہ یہ درخت ہمارا ہے اور پھل بہت عمدہ ہوگا۔ سب خلفا کو معلوم
ہے کہ سات برس ہوئے یعنی محرم ۱۲۸۹ھ سے روضہ کی طرف توجہ زیادہ ہوئی۔ فرمایا
کہ یہی بڑی بات ہے اور یہی ہماری عرض تھی کہ نماز پڑھو۔ اور جس
دن تیرہویں تاریخ تھی جب دن ختم ہوا تو تہجد کے وقت قبلہ کو دیکھا

اور یہ [illegible] سے ایک نسبت [illegible] بعد
محمد [illegible] جناب رسالتمآب کو معلوم ہو کہ میں [illegible]
ان کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں اور [illegible] تمام احکام [illegible] میرا عقیدہ
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب [illegible] سے افضل
تھے اور سب میں [illegible]
علیہم اجمعین۔

[illegible] میرا یہی عقیدہ تھا یہی ہے
[illegible] میں اس
[illegible] فقیر
[illegible] نہیں آسکتی۔ [illegible]
[illegible] کے گناہ
[illegible] سب
[illegible] والا
[illegible] رسول اس فقیر کی
[illegible] فرشتے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

نورالعین کو طلب کرکے تبرکات کا بقچہ منگایا اور جو نعمت بزرگوں سے پائی تھی وہ
نورالعین کو عنایت کی اور بعض دیگر مریدین [illegible]
[illegible] معتقد و ارادتمند [illegible] اشرف جہانگیر [illegible] سے دور نہ تھا
کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے [illegible] قدس میں جگہ دی [illegible]
نورالعین کو [illegible] الله کی منزلت [illegible]
[illegible] بیٹھ گئے اور [illegible] شیخ سعدی کے چند شعر [illegible]
[illegible]
[illegible]
جن پر حضرت مخدوم قدس سرہ کی روح [illegible]

[illegible]

[illegible]

شیخ عبدالرحمن مولف مرآۃ [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت خضر
علیہ السلام کی زیارت کا بہت شوق تھا [illegible]
نے اس واقعہ میں اشارہ فرمایا کہ میر سید اشرف جب [illegible]
داخل ہوئی [illegible]
[illegible]
کیا ہے [illegible]
اعتکاف کیا [illegible] ایک شب حضرت
خضر علیہ السلام کو دیکھا کہ [illegible] میں غسل کر رہے ہیں [illegible]

[illegible] کی آخری شب [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام اور [illegible] کی زیارت

ہوئی اور [illegible] شب [illegible]

[illegible] پیران چشت

[illegible] شیخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قبل معلوم ہوتا

[illegible] فرمایا کہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۸ جمادی الثانیہ کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] صاحب تصرف
[illegible] جیسا کے
تصرف کریں گے۔

[illegible] حضرت شیخ بدیع الدین
شاہ مدار [illegible] مسعود غازی اور
[illegible] ہمیشہ امن و
[illegible] بستی
[illegible] شکر
[illegible] کرتے ہیں کہ
[illegible] رکھتا ہے۔

[illegible]

[illegible] کرامات

[illegible]
[illegible] کے
[illegible] ارشادات
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قریب ہے کہ ملفوظات سے اوراق کے اوراق سعید احمد صاحب کے خود ساختہ پیش کئے
گئے جو روایات کی صحت اور سند کی تصدیق سے خالی ہے۔ اس میں کتب کی ترتیب
زمانے کے لحاظ سے کی گئی ہے [illegible]
بلیت، شیخی وغیرہ اور حضرت کے حالات لکھے گئے [illegible]
ہیں ان مقامات سے [illegible] حضرت کی سوانح مرتب ہو سکتے
ہیں۔ اور مورخ کی نظر میں یہ شہادت [illegible] کیونکہ شیخ [illegible]
ہوئے اور ۲۰ برس حضرت کے سفر و حضر میں ہمراہ رہے۔ انہیں حکایات [illegible]
نے حضرت کی زبان مبارک سے سنی تھیں۔ [illegible]
تھے اور ان کے [illegible] حضرت کے زمانہ حیات میں تدوین
[illegible] ہو سکتی تھی۔ مگر شیخ نے سنین کی ترتیب
کو ملحوظ نہیں رکھا جو روایات جس لحاظ سے تعلق رکھتی تھیں ان کو ایک
جگہ درج کر دیا۔ [illegible] حضرت کا [illegible] ترک کر کے
بیعت کے لیے ہندوستان آنا، شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی
نماز جنازہ پڑھنا۔ چنانچہ [illegible]
میں لکھ دیا [illegible]
[illegible] شہادت [illegible]
[illegible] پیش آئے [illegible] ترتیب [illegible]
طرح مخلوط کر دیا [illegible] مختلف [illegible] متعلق ہیں۔ [illegible]
[illegible]

تکیہ [illegible] کاکوری کے کتب خانے میں یہ نسخہ ۱۲۰۵ھ کا لکھا ہوا محفوظ ہے
جس کے خاتمہ پر کاتب کا دستخط ہے نیز اس سے مقابلہ کیا گیا۔ اس کتاب
کے آخری اوراق کم ہیں۔ ۱۳۰۲ھ میں نواب شرف جنگ ارشد الملک حسین
[illegible] حضرت جہانگیری کی سعی و کوشش سے یہ کتاب طبع ہوئی تھی [illegible]
[illegible] کا کتب خانہ تکیہ شریف کے نسخہ سے مقابلہ کرنے کے لیے
کاکوری شریف لائے تھے۔ موجودہ طبع کے جس جگہ دونوں نسخوں میں اختلاف
ہے ایک قدیم نسخہ [illegible] کا کتب خانہ سرکاری ریاست رامپور میں ہے
اگرچہ تاریخ تحریر نہیں کتاب کے حاشیہ پر [illegible] کوئی صاحب [illegible] نام
ان کے قلم سے ۱۲۷۰ھ سرورق پر لکھا موجود ہے [illegible] یہ نسخہ بھی تکیہ شریف
کے نسخہ سے مختلف ہے۔ ایک اور نسخہ اس [illegible] کا شیخ عبد اللطیف
صاحب [illegible] صدیقی [illegible] کے کتب خانے میں ۱۲۹۵ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے
خاتمہ پر تحریر ہے۔ کاتب الحروف [illegible] محمد سعید [illegible] خطیب و موذن مسجد
[illegible] تاریخ [illegible] ربیع الاول
سنہ [illegible] مطابق سنہ [illegible]
[illegible] شنبہ [illegible] تحریر یافت۔
[illegible] غائب ہیں۔
[illegible] شریف کے
[illegible] نسخہ [illegible] کتب خانہ سرکاری ریاست رامپور میں [illegible]
[illegible] نسخہ میں

سال وفات ۸۱۲ھ درج ہے۔ لیکن اسی مقبوضہ نسخہ کے صفحہ ۲۲ و ۲۳ حاشیہ
پر دو قطعات تاریخ وفات درج ہیں۔ ایک کا مادہ اشرف المومنین ہے اور
دوسرے کا [illegible] ان دونوں سے ۸۰۸ھ برآمد ہوتا ہے۔ [illegible] نسخہ کے
صفحہ ۲۲ پر (لطائف اشرفیہ میں) بعد ازاں انہیں حضرت کی تاریخ وفات
بست و ہشتم ماہ محرم ۸۰۸ھ درج ہے۔ تعجب ہے کہ [illegible] نسخہ کے متن میں
ان تاریخوں سے مطابقت نہیں کی گئی اور قلمی نسخوں کی غلطی برقرار رہی۔ شیخ
محمد عارف بدخشی دہلوی ۱۰۲۳ھ تک بقید حیات تھے۔ انہوں نے ایک کتاب
تاریخ صوفیہ نام تالیف کی جو سنین پر مرتب ہے اور اس میں ہر سنہ کے اندر
فوت ہونے والے سلاطین و امراء و مشائخ کا تذکرہ ہے [illegible] لکھا
گیا ہے۔ کتب خانہ رامپور میں اس کتاب کا ایک مسودہ مصنف کے قلم کا
لکھا موجود ہے۔ اس میں ۸۰۸ھ کے ضمن میں سید اشرف کی وفات [illegible]
[illegible] اگرچہ یہ سید اشرف جہانگیر کی وفات
۸۰۸ھ میں [illegible] کا مؤلف [illegible] وقت کی [illegible]
پیدا ہوتے [illegible]
ہیں جنہوں نے کوئی تاریخ درج نہیں کی۔

شیخ عبدالرحمن چشتی کی تالیف مرآۃ الاسرار ۱۰۶۵ھ کی تالیف ہے [illegible]
[illegible] کے کتب خانہ [illegible] میں [illegible]
[illegible] مرآۃ الاسرار کے [illegible]
درج ہیں [illegible] اشرف جہانگیر کے تذکرہ میں [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصہ لطائف اشرفی

دیباچہ مؤلف

[illegible]

بیان طوائف صوفیہ رکھا گیا۔ اس کتاب کے شروع میں مقدمہ بھی تھا پر نہایت [illegible]

[illegible] ہے۔

صفحہ (۱) بیان توحید۔ صفحہ (۲) بیان معرفت اور [illegible] صفحہ (۳)

معرفت [illegible] (۴) [illegible] صوفی [illegible] و ذکر غوث و ابدال و اوتاد وغیرہ

(۵) معجزہ و کرامت و استدراج میں فرق (۶) [illegible] شیخ [illegible]

(۷) [illegible] (۸) حقیقت معرفت [illegible] (۹) ذکر [illegible]

شرطیں (۱۰) شرائط [illegible] (۱۱) [illegible] (۱۲) [illegible]

(۱۳) [illegible] (۱۴) شیخ کے [illegible] (۱۵) حضرت [illegible]

[illegible] (۱۶) [illegible]

[illegible] (۱۹) [illegible] (۲۰) [illegible] (۲۱) [illegible]

قضا و قدر (۲۲) حضرت کے [illegible]

بیان (۲۳) حضرت [illegible] (۲۴) [illegible]

[illegible] (۲۵) بیان [illegible] (۲۶) [illegible]

[illegible] (۲۷) [illegible] (۲۸) [illegible]

(۳۰) حج (۳۲) [illegible]

[illegible] (۳۶) طریق [illegible] (۳۷) [illegible] (۳۸) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۹۹) نسب ... درود ... (۱۰۰) ذکر ... (۱۰۱) نسب حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰۲) ذکر بعض ... (۱۰۳) ذکر بعض شعرائے صوفی
(۱۰۴) حضرت کی بعض کرامات (۱۰۵) شیخ عبدالرزاق کو تنزیل مقام (۱۰۶) حضرت
کا [illegible] (۱۰۸) [illegible] وغیرہ (۱۰۹) وفات شریف (۱۱۰) بشارات
حضرت [illegible] عبدالرزاق [illegible]

[illegible]

[illegible] میں [illegible] کتاب [illegible] ہوں [illegible] قرآن [illegible] کریں ۔ [illegible] جزا [illegible] اس کتاب کے [illegible] ہیں [illegible] اس [illegible] کرے ۔

اضافہ از مترجم

[illegible] ۲۳ [illegible]

[illegible] (مترجم)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اُردو میں موجود ہیں [illegible] ضرورت نہیں [illegible]

[illegible] ۲۷ [illegible]

کر دیا گیا۔ منطق و فلسفہ [illegible]

[illegible]

سے زیادہ [illegible]

مقدمہ لطائف اشرفی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسال مثنوی کا سلسلہ ملتوی رہا دو برس کے بعد دوبارہ شروع ہوئی [illegible]
ایک دن شیخ حسام الدین نے کہا کہ جس وقت مثنوی پڑھی جاتی ہے اور [illegible]
محفل اس کے ذوق میں [illegible] ہوتے ہیں تو میں دیکھتا ہوں کہ ایک جماعت
تلواریں لئے کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ جو شخص اس کتاب کو غور سے
نہ سنے گا ہم اس کے ایمان کی جڑ کاٹ دیں گے۔

[illegible]

[illegible]

کا سلسلہ ہو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر دو حقائق کے دریا ہیں۔ [illegible] شیخ شہاب الدین کی بابت شیخ [illegible]
کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ سر سے قدم تک متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان بزرگوں کا فرق مراتب انہیں [illegible] سے دریافت
ہو سکتا ہے لیکن کس کو طاقت ہے کہ اس بیان کو [illegible] ظاہر کرے۔ شیخ
اکبر کا مرتبہ بلند تھا لیکن بعض [illegible] کی تصنیفات [illegible]
[illegible]

[illegible]

چوتھی قسم توحید کی [illegible] توحید [illegible] موحد کی ذات کا [illegible] کی
[illegible] ہوتا ہے [illegible] ہوتا ہے اس مرتبہ پہ
[illegible] مستغرق ہوتا ہے کہ سوائے ذات و
صفات [illegible] واحد کی صفت
[illegible] صفت [illegible] اللہ موحد
[illegible] کوئی اثر ظاہر ہوتی نہیں ۔

مثال [illegible] ابوبکر خطیب کی
[illegible] ابوبکر خطیب کو تاکید کی
[illegible] کہ سوال [illegible] گیا ہے ۔ وہ
[illegible] گا ۔ آپ
[illegible] ابوبکر خطیب کہتے ہیں کہ
[illegible] ابوبکر خطیب ولی ہیں ۔
[illegible] کہ آپ
[illegible] کس کی نظر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صورت
[illegible]
[illegible] ہے ۔ جس

چند ساعتوں کے نصیب ہوتے ہیں۔ چند ایسے ہی ہیں کہ راست ہو یا کذب
ان کے کانوں میں ہمیشہ گونجتا رہتا ہے۔ غرضیکہ توحید ہی کی بدولت ہے کہ
مطلوب حقیقی کی زیارت سے اتنا ذوق پیدا کر دیتی ہے اور درد سر آخر یہ ہے کہ
مطلوبوں کو تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔

حضرت علیؓ کی بابت منقول ہے کہ کسی لڑائی میں وہ زخمی ہوئے اور
ایک تیر جراحت ان کے جسم میں رہ گیا تو حکم دیا کہ جب میں نماز میں ہوں تو اس کو
میرے زخم سے نکال لینا۔ چنانچہ لیا تو جس وقت آپ کو کچھ خبر نہ ہوئی [illegible]
فارغ ہوئے تو معلوم ہوا۔

ایک بزرگ غیر مذہب والوں سے مناظرہ کیا کرتے تھے اور خصم کو
شکست دیتے تھے ان کا لقب [illegible] مشہور ہو گیا تھا۔ ایک مجوسی نے ان
سے پوچھا کہ آگ حق تعالیٰ کی اجازت سے کام کرتی ہے یا اپنی طبیعت سے۔ انہوں
نے کہا اپنی طبیعت سے اثر کرتی ہے۔ وہ مجوسی بولا کہ اگر تم ثابت کر دو کہ آگ
خدا کے حکم سے کام کرتی ہے تو تمہارا دین قبول کر لوں گا۔

شرط منظور کی گئی اور [illegible] آگ جلائی گئی [illegible] بند ہوئے
اور بہت سے تماشائی جمع ہو گئے جب بڑی جلتی آگ [illegible] میں پھینکے گئے۔
لباس [illegible] جب [illegible] تو حضرت [illegible]
[illegible] پاؤں جھلس گئے [illegible] کنارے پہنچے تو [illegible]
کافی [illegible]
وقت ان کے خادم نے دیکھا [illegible]

سبب یہ ہے کہ شیخ نے ہوا میں آگ پر چلتا تھا تو شریعت سے غائب تھا۔ کہ رہے پہنچا تو غرق ہو گیا۔ وہ خوشی سے بات کی کہ آگ کے درمیان یہ شعلہ خدا کو پیدا ہوتا تو نہیں جاتا۔ صاحب بصیرت نے سمجھ لیا تھا کہ آگ کسی معین وقت پر خداوند تعالیٰ کے حکم سے کام نہ کرے تو کیا تعجب کی بات ہے جس طرح حضرت ابراہیم کے معاملہ میں فرمان ہوا کہ یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراہیم یعنی اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو ابراہیم پر۔ اگر حکم میں لفظ سلاماً نہ ہوتا تو وہ آگ اتنی سرد ہو جاتی کہ ٹھنڈک سے حضرت ابراہیم کی جان خطرے میں پڑ جاتی پس خدا کے حکم سے اس قدر سرد ہوئی کہ جسم مبارک کی حفاظت رہی۔

جس وقت شہود کی آگ عارف کے جسم میں بھڑکتی ہے وہ ذرہ برابر بھی تہمت کسی پر رکھے تو وہ اثر کر جاتا ہے۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کو جو لوگ ولی تراش کہتے ہیں[1] اس کا سبب یہ ہے کہ ظہور شہود کے وقت جس شخص پر آپ کی نظر پڑتی تھی وہ ولی ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک سوداگر سیر کرتا ہوا آپ کی خانقاہ میں آیا۔ شیخ پر اس وقت تجلی و مستی طاری تھی نظر سوداگر پر پڑی تو فوراً مرتبہ ولایت سے سرفراز ہوا۔ شیخ نے اس کا وطن دریافت کر کے اسی ملک کی بادشاہی اور ولایت کا منشور لکھ کے اس کو روانہ کر دیا۔ ایک روز شیخ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک باز ہوا میں کسی کبوتر کا تعاقب

---

[1] ولی تراش یعنی آپ جس کو چاہتے ولی بنا دیتے۔ (مترجم)

کرتا تھا۔ جب اس فقیر کی نظر پڑی تو [illegible]
اتنے میں کبوتر اس قدر [illegible] ہو گیا [illegible]
بیان کرتے تھے کہ [illegible]
زمانہ میں کوئی ایسا بزرگ ہے [illegible]
نورِ فراست سے [illegible]
اس پر نظر کی وہ [illegible]
[illegible]
جاتے تھے [illegible]
حکم دیا کہ اس کو دفن کرو اور اس کی قبر پر عمارت بنادو۔

جس زمانہ میں شیخ [illegible]
رہتے تھے [illegible]
دل میں [illegible]
پر ایک مجذوب [illegible]
اور [illegible]
اور اپنے [illegible]
حاضری کی اجازت [illegible]
سے [illegible]
اس قول کے معنی سمجھے [illegible]
ہیں گئے [illegible]

کہ وہ مجلس میں بیٹھ کر وعظ و تلقین کریں۔ لیکن وہ سمجھتے تھے کہ ان کو تلقین کا استحقاق نہیں ہے لہٰذا تعمیلِ ارشاد سے گریز کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک رات جمعہ کی شب انھوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے وعظ کا حکم دیا۔ خواب سے بیدار ہو کر صبح کے وقت خواجہ کے مکان پر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ خواجہ سری سقطی نے کہا کہ تم ہم کو سچا نہیں سمجھتے حضرت کے ارشاد کی ضرورت پڑی اسی روز سے شیخ جنید نے مجلس شروع کی جب شہرت ہوئی کہ جنید وعظ کہتے ہیں تو ایک آتش پرست زاہدوں کا لباس پہن کر مجلس میں آیا اور بولا کہ اے شیخ رسول اللہ صلعم کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ شیخ جنید یہ سن کر تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے اس کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ تو اسلام لا تیرے مسلمان ہونے کا وقت آگیا ہے۔

امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں کہ لوگ اس قصے کو تنبیہ کی بنا پر کرامت سمجھتے ہیں مگر درحقیقت دو کرامتیں ہیں۔ اول آتش پرست کے کفر پر اطلاع پانا دوسرے اس بات سے واقف ہونا کہ وہ اسی وقت اسلام قبول کرے گا۔

شیخ ابو اسحق کازرونی نے ایک بار حضرت رسالتمآب کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ توحید کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جو خیال تیرے دل میں گذرے اللہ تعالیٰ اس سے خارج ہے۔ یعنی اللہ کی ذات تک انسان کی [illegible]

لہ شیخ ابو اسحق کی حکایت اس کتاب میں کئی جگہ درج ہے۔ [illegible] تفصیل ہے۔ ۴۲۶ھ میں وفات پائی۔ (مترجم)

نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارا وہم کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

ایک بزرگ حضرت ذوالنون نے پیغمبر خدا صلعم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ عشق کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ادنیٰ درجہ عشق کا یہ ہے کہ دنیا کو ترک کرے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ خدا کی ذات میں فکر کو ترک کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو خدا تعالیٰ کی ذات میں فکر کرتے ہیں وہ احمق ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ خدا کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات پر فکر نہ کرو۔ صاحب فتوحات مکیہ نے لکھا ہے کہ خدا کی ذات میں تفکر محال ہے بلکہ صرف مخلوقات میں فکر کی جا سکتی ہے۔

عارفوں کے نزدیک مرتبہ ذات میں جو ثابت ہے اس کو نزول مراتب تنزلات ہیں اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

لطیفہ دوسرا

ولایت ولی اور اس کے اقسام

امام جلال الدین سیوطی نے ایک کتاب میں ولایت کی نسبت پر دس آیتیں قرآن شریف کی اور دس حدیثیں نقل کی ہیں ان میں سے تین آیتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

آیت اول: الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک ہو الفوز العظیم

وہ لوگ ایسے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان پر انعام کیا ہے نبیوں و صدیقوں و شہیدوں اور
صالحوں میں سے اور وہ لوگ بڑے اچھے رفیق ہیں۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے۔

(دوسری آیت) الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
الذین آمنوا وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل
لکلمات اللہ ذلک ہو الفوز العظیم۔ ترجمہ: تحقیق خدا کے دوستوں پر کوئی خوف نہیں
ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو لوگ کہ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے تھے انہی کو خوشخبری
ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ نہیں تبدیلی ہے واسطے کلمات خدا کے اور
یہ بڑی مراد تک پہنچنا ہے۔

(تیسری آیت) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم
الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ ترجمہ: تحقیق
جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ پھر اس پر استقامت کی ان پر فرشتے اترتے
ہیں کہ تم مت ڈرو اور غمگین نہ ہو اور خوش ہو اس جنت سے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

(حدیث) بخاری میں ہے کہ حق تعالیٰ کہتا ہے کہ جس شخص نے میرے کسی دوست
سے عداوت کی اس کو میں خبردار کرتا ہوں جنگ سے۔ کوئی بندہ نزدیکی نہیں حاصل
کرتا ہے کسی وسیلہ سے جو کہ زیادہ محبوب ہو مجھ کو بہ نسبت اس چیز کے جو میں نے فرض کی
ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا ہے نوافل سے یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں
پس جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو اس کی شنوائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا
ہے اور اس کی بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں
جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے [illegible]

کوئی سوال کرے تو پھر کہوں کہ [illegible] سے پیدا [illegible] تو پیدا [illegible]۔

یہ مسلم ہے کہ بہت سے [illegible] سے بڑے [illegible] مرتبے کے ہیں کہ [illegible] ان کے [illegible] کو [illegible]۔

میری مدت کی [illegible] جس کی [illegible] معلوم [illegible] کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا جس میں [illegible] ہوں۔

[illegible] ہدایت کے [illegible] رسول [illegible] مشغول نہیں رہتے [illegible] میں کم [illegible] زیادہ [illegible] کام لیتے [illegible] تک [illegible]۔

[illegible] کوئی جواب نہیں [illegible] جس میں [illegible] کوئی بزرگ [illegible] موجود [illegible] حضرت [illegible] میں [illegible] رہتے ہوں۔

[illegible] کے [illegible] قریب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور وہ عبارت ہے بندہ کے حق تعالیٰ میں فنا ہو جانے اور ذات کے ساتھ باقی رہنے سے۔ اور یہ ہے کہ سیر الی اللہ ختم ہو اور بقا یہ ہے کہ سیر فی اللہ شروع ہو۔ سیر الی اللہ اس وقت ختم ہوتی ہے جب سالک وجود کے جنگل سے نکل جائے اور سیر فی اللہ اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب بندہ خودی کے فنا کے بعد اوصافِ خداوندی کے ساتھ اخلاق میں ترقی کرے۔ سید علی جرجانی کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو حق تعالیٰ کی ذات میں باقی ہو۔ اس کو نہ اپنے نفس کی خبر ہوتی ہے اور نہ غیر اللہ کے ساتھ قرار ملتا ہے۔

بایزید بسطامی نے ایک شخص سے کہا کہ اگر ولی ہونا چاہتا ہے تو دنیا و آخرت کی کسی چیز سے رغبت نہ کر اپنے نفس کو حق تعالیٰ کے واسطے فارغ رکھ اور اسی کی طرف متوجہ رہ۔

رسالہ قشیری میں ہے کہ ولی کے دو معنی ہیں ایک بروزن فعیل بمعنی مفعول یعنی اللہ تعالیٰ اس کے کام کا متولی ہوتا ہے وھو یتولی الصالحین پس اس کو ایک لحظہ کے لئے نفس کے سپرد نہیں کرتا اور اس کی رعایت کا ذمہ دار رہتا ہے۔ ولی کے دوسرے معنی فاعل کے ہیں یعنی وہ ذمہ دار رہتا ہے حق تعالیٰ کی بندگی و طاعت کا اس کے لئے عبادت برابر اور لگاتار ہوتی ہے اور جب ہے کہ حق تعالیٰ کے حقوق پر تمام و کمال قائم ہو اور خوشی و رنج میں ہمیشہ اس کا محافظ رہے۔

نبی کے لئے شرط ہے کہ معصوم ہو اور ولی کے لئے شرط ہے کہ محفوظ ہو۔ جس شخص پر بروئے شرع اعتراض ہو سکتا ہو وہ مغرور ہے اور فریب میں گرفتار ہے۔

ایک شخص ولی مشہور تھا۔ بایزید بسطامی اس کی ملاقات کو گئے۔ مسجد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ اس شخص نے بمرض کر قبلہ کی طرف تھوکا۔ بایزید بے سلام کئے بغیر پلٹ آئے۔ اور کہا کہ یہ آداب شریعت پر امین نہیں تو حق تعالےٰ کے اسرار کا امانت دار کیونکر ہو سکتا ہے۔ ایک شخص ابوسعید ابوالخیر کی خدمت میں آیا اور چاہا بایاں پاؤں مسجد میں رکھے۔ شیخ نے کہا واپس جاؤ جو دوست کے گھر میں آنے کا ادب نہیں جانتا ہم کو اس سے ملاقات کرنا مناسب نہیں ولی کے لئے محفوظ ہونا ضرور ہے اس کا مقصود یہ ہے کہ وہ گناہ پر قائم نہیں رہتا ہے اور معصیت پر اصرار نہیں کرتا۔ جنید نے کہا ہے کہ ولی گناہ وغیرہ سے بچ کر رہنے میں محفوظ ہے۔ ایک شخص نے حضرت جنید سے سوال کیا۔ کیا ولی زنا کر سکتا ہے۔ حضرت تھوڑی دیر تک سرنگوں رہے۔ اس کے بعد کہا وکان امر اللہ قدرا مقدورا۔ یعنی خدا کا حکم اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔

شیخ ابو سعید منائی فرماتے تھے کہ انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ ہیں سے معصوم ہیں محفوظ ہیں۔ گو کہ بعض کے نزدیک معصوم ہیں اور محفوظ ہیں ہمارے نزدیک تو کوئی گناہ اس سے بدتر نہیں کہ بندہ اپنے تئیں خدا پر ترجیح دے۔ ولی کے لئے ضروری ہے کہ قول و فعل اور ہر وقت میں رسول اللہ کی پیروی کرتا رہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرے حکم کا اتباع کرو۔ خدا تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کرے گا اور گناہوں کو بخش دے گا۔

ولی کے لئے شریعت کا جاننا ضروری ہے اور دینی کتابوں کا

پڑھنا نہیں ہے بلکہ وہ علم مقصود ہے جو انبیاء کی وراثت ہے۔ کتابوں سے علم آتا تو علمائے ظاہر انبیاء کے وارث ہوتے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ علم وراثت بغیر تعلیم و عمل ہوتا ہے۔ وعلمناہ من لدنا علما (ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم تعلیم کیا) اسی بات کی دلیل ہے کہ یہ علم بے عمل موہوب و دلی ہے۔ اگرچہ ظاہر میں اس نے ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو۔ حافظ شیرازی نے خوب کہا ہے:

نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت

بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

(ترجمہ: میرا معشوق جو نہ مکتب گیا نہ کچھ پڑھا لکھا اپنے غمزوں سے سینکڑوں استادوں کو مسئلے سکھا دیئے۔)

بر فتح کے عالم قشیری رقم طراز ہیں کہ مشہور ہے۔ چنانچہ شیخ ان پڑھ امی تھے۔ بیس برس کی عمر میں توبہ کی توفیق ہوئی۔ پہاڑ پر جا کر ریاضت و عبادت میں مشغول ہوئے۔ ۱۰ سال کے بعد ہدایت حق کا نزول ہوا اور معانی کے دروازے ان پر کھل گئے اور توحید و معرفت، شریعت و حقیقت کے بیان میں انہوں نے سینکڑوں کتابیں لکھ دیں جن میں آیات و احادیث کی اسناد درج تھیں۔ تقریباً ۳۰۰ کتابیں ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔

شیخ ابوالحسن خرقانی اور شیخ ابوالعباس قصاب بھی پڑھے ہوئے نہ تھے۔ حقائق و دقائق میں تقریر نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن یہ دونوں بزرگ اپنے عہد کے غوث تھے۔

شیخ ... کہتے ہیں کہ میں درست میں بیٹھا ... نہیں بیٹھا

کہیں آپ نے ہی فرمایا تھا جو ایک کا درویش ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ترکمان
مع اپنی خاتون کے آیا اور ۱۲ برس کا ایک خوبصورت لڑکا ان کے ساتھ تھا مگر آنکھوں
سے اندھا۔ انھوں نے کہا کہ اے شیخ تقدیر نے ہم کو سب نعمتیں دی ہیں مگر سوائے
اس نابینا لڑکے کے کوئی فرزند نہیں جب ہم کسی درویش بزرگ فرزانہ طبیب کا نام
سنتے ہیں تو اس لڑکے کو ان کے پاس لے گئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا ہم نے سنا ہے کہ آپ جو کچھ
حق تعالیٰ سے مانگتے ہیں مل جاتا ہے۔ ہمارے اس لڑکے پر نظر عنایت کیجئے اس کی
آنکھیں روشن ہو جائیں تو جو کچھ ہمارے پاس ہے آپ پر نذر کریں گے اور اگر ہمارا مقصد
حاصل نہ ہو تو ہمیں اپنے کو ہلاک کر دینگے۔

شیخ نے کہا مردے کو زندہ کرنا اور نابینا کی آنکھیں روشن کرنا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا مجھ کو کیا طاقت ہے کہ وہ ہمت کرے یہ کہہ کر روانہ ہوگئے
فقیر کے دل میں ٹھیک ایک خاص وقت تاریکی طاری ہوئی اور اس سے شیخ کو بھی گریہ آگیا
کہ غیب سے شیخ کو ندا ہوئی کہ اٹھ اس لڑکے کے پاس جا اور اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر
رکھ شیخ اٹھے اور ہاتھ رکھا تو خدا کے حکم سے لڑکا دونوں آنکھوں سے دیکھنے
لگا۔ شیخ نے کہا کہ آپ نے کہا تھا کہ مردے کو زندہ کرنا اور نابینا کو بینا
کرنا عیسیٰ کا معجزہ ہے اب ہم آپ سے کہتے ہیں کہ ہم کریں گے ہم کریں گے تو دونوں باتوں
میں مطابقت کس طرح ہوگی۔ شیخ نے فرمایا جو کچھ کہا گیا وہ اس کا کام تھا۔ اور
جو میں نے کیا وہ ہمیشہ سے ہے لیکن جب وہ اس لڑکے کے پاس گیا تو خدا کے حکم سے
مرد ے کو زندہ کرنا اس کا کام ہے لیکن وہ جو کہتا ہے کہ ہم کریں گے ہم نے یہ کیا
کی آنکھیں روشن ہو گئیں نعمت دی ہے نصیب سے ہے اس کا ذکر کیا جائے

سے دوسرا فقرہ نکلا یہ قول و فعل حق کا تھا جو ہمارے ہاتھ اور زبان سے نکلا جس پر یہ

روایت ہے کہ محمد معشوق[1] کبھی نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن خواجہ احمد نوری

کا قول ہے کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ تمنا کریں گے کہ وہ خاک ہوتے تاکہ ان پر محمد معشوق

کے قدم پڑ جاتے۔

شیخ ابو الخیر طوس کی جامع مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے۔ محمد معشوق نے جو شریک

مجلس تھے اپنی قبا کے بند باندھے تو شیخ ابو سعید کی زبان گنگ ہو گئی۔ کچھ ساعت

کے بعد جب بولے کہ لوگ سمجھ لیں محمد معشوق نے قبا کے بند کھول دیے آپ نے یہ قول آسمان

اور زمینوں کو باندھ دیتا ہے۔ سبحان اللہ کیسی ادا تھی کہ تمام عوارف و حقائق ان کے

زبان و دل سے جاری ہوتے تھے۔

بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ فلاں بزرگ نے وفات کے وقت ولایت اپنی

دوسرے کو بخش دی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ولایت انعامات ربانی میں سے ہے جو

محنت و کوشش سے حاصل کی تھی دوسرے کو دے دی۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ سلوک کا طریقہ

جو ان سے مخصوص تھا دوسرے کے سپرد کیا۔ ہر ایک کے پاس ولایت کا سرمایہ ہوتا ہے سو

ولایت بالفعل بھی ہوتی ہے۔ ولایت سے مقصود ہے مرید کو ذات رسول تک پہنچانا۔

---

[1] محمد معشوق طوسی کے ایک شخص تھے روایت ہے کہ ایک دن شیخ ابو سعید نے محمد معشوق

حضرت کی مجالس میں ساتھ دیکھے بزرگ تھے جب ان پر نظر پڑی تو شیخ ابو سعید نے

کہا کہ ان کو بشارت دی کہ وہ زیارت کریں گے جب تمہارے یہاں سے چند روز کے

بعد تمہاری ولایت چھن جائے گی۔

اور اس طریق سلسلہ اور روحانیت سے منسوب ہے محبت حق اور قرب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پیر دنیا سے انتقال کرتا ہے تو روحانیت جس کو چاہے بخش دے اور ہاتھ ملانے کی توفیق نہ ہو اپنے دوستوں میں سے جس کو چاہے عنایت کر دے لیکن روحانیت پیر کا مزہ ہوتی ہے اور اس کے ساتھ باقی ہے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر کے پاس ایک خرقہ تھا جو ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بواسطہ مشائخ ملا تھا۔ بوقت آخر حکم ہوا کہ یہ خرقہ احمد جام کو دیا جائے۔ اپنے فرزند شیخ ابوطاہر کو وصیت کی کہ میری وفات کے چند سال بعد ایک خوبصورت نوجوان احمد نامی تیرے پاس خانقاہ میں آئے گا یہ خرقہ ان کو دے دینا۔ شیخ ابوطاہر کو آرزو تھی کہ شیخ ابوسعید اپنی ولایت ان کو عطا کریں۔ شیخ نے آنکھ کھول دی۔ اور کہا تم جس ولایت کی طمع کرتے ہو وہ دوسرے کے سپرد کی گئی۔ اور ہمارا منصب تمہارے لئے خرقہ باقی رہ گیا۔ اس واقعہ سے چند سال بعد ایک رات ابوطاہر نے خواب میں دیکھا کہ ابوسعید اپنے دوستوں کے ساتھ جا رہے ہیں۔ ابوطاہر نے پوچھا کہ یا شیخ آپ کہاں جاتے ہیں۔ جواب ملا کہ قطب جہاں کی طلب کو آ رہے ہیں۔ دوسرے دن ابوطاہر خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ ایک جوان آئے ابوطاہر نے فوراً پہچان لیا اور ان کو لے جا کر تعظیم و عزت سے بٹھایا کہ آپ کا خرقہ میں کیوں نہ پیش کر دوں ابھی یہ کہنے نہ پائے تھے کہ خدمت میں ہرگز نہیں۔ ابوطاہر یہ سن کر خوش ہوئے اور خرقہ ان کو عنایت کیا یہ ذکر ان شیخ احمد سے ابتدائی میں شراب پیتے تھے نہیں کہ شیخ ابوسعید کے بعد وہ خرقہ ان کو عطا کیا گیا۔

ایک شبہ متعلق ہے کہ ان اشیاء اتنا لاکھوں کتابوں میں

دار الی دار یعنی اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو منتقل
ہو جاتے ہیں۔ اس سے مراد موت طبعی نہیں ہے بلکہ موت ارادی مقصود ہے۔
چنانچہ حدیث میں ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا مر جاؤ قبل موت آنے کے۔ اللہ
کے دوست موت ارادی سے مرتے نہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی
کرتے ہیں۔ مقامِ انسانی کی انتہا نہیں ہر ساعت ترقی ہوتی رہتی ہے۔ خدا کی ذات بے
تغیر نہیں۔ ہر دم معرفت حق سے مزید حصول ہو سکتا ہے۔ شیخ سعدی نے خوب کہا ہے

نہ حسنت نہایتی دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

دوسرے معنی حدیث موتوا قبل ان تموتوا کے یہ ہیں کہ اولیاء اللہ کے
قرب کی بدولت مراتب باطن پر پہنچ کر اللہ منازل طے کرتے ہیں اور اسی وقت سے
ان کی ذات لباس بشریت سے نکل کر جب اس قدر ترقی کرتی ہیں اور موت ان
کی ابدی تمامی طرف ہوتی ہے جیسے زندگی میں تھی۔

حضرت خواجہ نقشبند کی باتیں بڑی معرفت کی ہیں لیکن سب کا مدعا
حق تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے
بعد کی دوسری طرح کی طرح ہر ایک دنیا کی خواہش سے ان کو آزاد کیا ہے
سے نہیں وہ کہ ان سے ہدایت کے طالب رہتے تھے۔ ان کی تحریریں ہر ایک کے لیے
حقیقت و معرفت کا درس دیتی ہیں۔ بعض اشعار ان حضرات کے ایسے ہیں کہ
کلام پر اعتراض کرتے ہیں وہ بیچارے ہیں کہ ان کو سمجھ نہیں سکتے اور ان پر
تکتہ چینی کرتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]
کی جرأت کریں گے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
ان کا سمجھنا دشوار ہے ۱۲۰

قرآن پڑھا کرتے تھے۔ تین سیپارے میں پڑھتا تھا، دو تین وہ پڑھتے تھے۔ جب وہ وفات
ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ [illegible] اور فکر ہو گئی۔ دو شیخ
کی تربت کے قریب بیٹھ کر قرآن پڑھنا شروع کیا۔ [illegible]
تین سیپارے ختم کرتے تو شیخ کی قبر سے قرآن خوانی کی آواز آتی تھی۔ جب تک
ان کے دوسرے سب تین نہیں ہو گئے وہ آواز نہیں بند ہوئی۔ مدت تک یہی
رہا۔ ایک دن میں نے یہ حال کسی دوست سے بیان کر دیا۔ اسی دن سے آواز بند ہو گئی۔

حقیقت صوفیہ میں ہے کہ اولیاء اللہ قبور میں بھی تصرف کرتے ہیں جیسے
زندگی میں کرتے تھے اور ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت معروف کرخی، شیخ عبد القادر جیلانی،
شیخ [illegible] شیخ [illegible]
کے ہیں۔ ہندوستان کے بزرگوں میں فرق مراتب کے لحاظ سے [illegible] نہیں۔ مگر
خواجہ [illegible] چشتیہ کے اکثر [illegible]
نظام الدین، شیخ [illegible]
سمجھتے ہیں۔

حقیقت صوفیہ میں ہے کہ حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک دن شیخ کی خدمت میں

سلہ [illegible] کرامات [illegible]
[illegible]

اگر اولیاء بہ تفرقہ میں نہیں [illegible] سے اب غوث میں تو یہ تعجب کی بات ہے

گر درد ید یک [illegible] کرم   عزرائیل گوید بخشید [illegible]

تفسیر شہابی میں ولسوف یعطیک ربک فترضی (تیرا پروردگار تجھ کو اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا) کی تشریح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ کی امت سے ایک شخص بھی دوزخ میں رہے گا تو حضرت راضی نہ ہوں گے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ بعض بزرگ ہوتے ہیں تو [illegible] کی [illegible] کی جاتی ہے۔ کیا عجیب ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی عزت داخل ہوں [illegible] [illegible]

چوتھا جواب صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تم کو فنا کر دیتا اور دوسری قوم پیدا کرتا کہ وہ گناہ کرتی اور خدا سے [illegible] مانگتی شیخ [illegible] [illegible] اس حدیث کے معنی میں بیان کرتے ہیں کہ مسلمین و مومنین سے [illegible] [illegible] نہ ہوتی تو حضرت حق کی صفت غفاری کا ظہور کیونکر ہوتا۔

گنہ من ار نبودی [illegible]   [illegible] آمرزش [illegible]

وہ رحمٰن و رحیم [illegible] [illegible] کوئی [illegible] [illegible] سے خارج نہیں ہے۔

حضرت شیخ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک شخص [illegible] [illegible] [illegible] دوسرے کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کی گئی ثابت ہوتی ہے۔

حضرت سید اشرف فرماتے تھے کہ میں دمشق کے مقام پر شیخ عبد الرزاق کاشی کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت پر گفتگو شروع ہوئی۔ شیخ نے کہا کہ یہ حقیقت کے دائرہ میں جن کو [illegible] نہیں سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور مدینہ کے کسی کوچہ سے [illegible] گزر رہے تھے کہ ایک عورت [illegible]

[illegible]

یہ بھی جاننا چاہیے کہ بعض اوقات قرب فرائض ہوتا ہے اور بعض قرب [illegible] قرب نوافل [illegible] حقیقت [illegible]

دیکھتا ہے مجھ سے بہتر ہے۔ لیکن قریب فرشتوں کی [illegible] کر سکتے۔ وجود و عدم میں تو
نہیں رہا۔ ذات سے نفس کی [illegible] قربت حق تعالیٰ سے [illegible] ہے اور سب کے [illegible]
بمنزلہ آستانہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے گویا [illegible] بن عمر کے
ان الحق ینطق علی لسان عمر۔ جب سب سے [illegible] مرتبہ پر پہنچا ہے تو صفات
اس سے کیونکر منسوب ہو سکتے۔ نیز ذات عمر کی صفت [illegible] نے بشریت سے دور
ہو گیا۔ [illegible] اللہ الخوف عبد صدق تصدیق ہوگئی۔ ایک دن دو شخص [illegible]
قصاب کے پاس آئے اور کہا کہ ایک [illegible] درپیش ہے۔ ایک کہتا ہے کہ [illegible]
[illegible] اور دوسرا کہتا ہے کہ [illegible]۔ یہ تمام شادی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ [illegible]
[illegible] دونوں [illegible] پہنچے اور کہا [illegible] کی [illegible]
[illegible] شادی [illegible] ہے [illegible] دوسری [illegible]
ہے [illegible] نہیں ہو سکتی۔ [illegible]
دونوں شخص [illegible] ہو گئے [illegible] ایک [illegible]

[illegible] عباس [illegible] مبارک [illegible] محمد بن [illegible] صاحب کرامت [illegible]
دمشق [illegible] محمد بن علی [illegible] شیخ [illegible]
۴۵۱ [illegible] کی [illegible] محسن [illegible] جعفر [illegible] قصاب [illegible]
[illegible] وفات ۳۵۲ھ [illegible] بزرگ [illegible]
[illegible] ۲

غرضیکہ اہلِ ہندوستان کا گروہ صوفیہ کے نزدیک اپنے زہد و قدرت نفس کا دعویٰ محض شرک ہے یہ دل دیں رہبدہ نقش و نگار جب ذات نہیں تو صفات کہاں شیخ ابو الوفا خوارزمی نے اسی مضمون کی ایک رباعی کہی تھی جو متقدمین کتب میں لکھی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے یہاں بھی عقل کی بولی ہے۔

ہرگز دل ما تشنہ بدتر زکشت ۰ چون بست درین عذر مرد دعویٰ تباہ

دعویٰ زہد و قدرت دعویٰ نفس ۰ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ملفوظ قدسی میں ہے اولیا کی محبت تبائی کہ ابراہیم خیری اپنے دوست ہیں تو کیسے ہیں ان کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچانتا یعنی شاید کہ وہ ایسے ہوں جو دل نہ پاتے ہوں جو وہ رہبر دنیا کو پہچان سکتے ہیں۔ ان دونوں قسم کی صحبت یوں ہے کہ جو بزرگ دین مستور ہوتے ہیں ان کو سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں پہچانتا ان کو اخیرت اپنا شہید رشتہ یعنی قرب فرشتہ قرب نبی سے مثل کا شمار قرار نہیں ہے وہ ان سے واقف ہوتے ہیں دنیا کی نظروں میں بیگانہ جدائی کے سبب میں رہتے ہیں شمار ظہور ذوق کے اندر بیگین رہتے ہیں بزرگ تھا ان کے ایک سپاہی جو خدا کی راہ لے رہیدی پر بیٹھتے دیکھ ورنہ سچ جستہ تو دوسرا تھا اور تیرے آپ کی آنکھ یار بہشت ذوق بعد مرتب شرعی کے بی سے خدا کا تصوف فرمان کہا ہے کہ آپ نے بہت کچھ ہوا یہ بشر ہے بعض بعض ہوتے شرع نے کہا یہ شعر کا دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ وہ سمجھے ہیں شرع کی سیر سے زبردست کی وہ سچائی سے بچا ہے [illegible] کہ عہد میں بیٹھے رہے اور پھر بعد ہنا۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ کا بیٹا بزرگ زادہ ہو کر نوکری کرے۔ شیخ نے
جواب دیا کہ یہ خدمت گزار لشکریوں میں ہوں تو ضعیفوں اور کمزوروں کی فریاد کو
سنے۔ تو اپنے خلیفہ کو خدمت کرنے دے۔ اور کوئی جوان خدمت گزار ہو تو اس کو
لشکر میں سمجھتے کہ ان جیسے ہیں شکر ہیں ان خدمت کے واسطے زیبا ہیں۔

خاکساران جہان را بحقارت منگر
تو چه دانی که درین گرد سواری باشد

شیخ علاء الدولہ سمنانی کہتے تھے کہ کوئی شخص مرتبہ ولایت پر نہیں پہنچ سکتا جب
تک کہ حق تعالیٰ اس پر پردہ نہ ڈالے اور خلق کی نگاہ سے اس کو پوشیدہ نہ کرے اور
یہ پردہ صفت بشریت کا ہوتا ہے۔ اور جب شخص کا باطن منور ہو وہ اس کو چھپا نہیں سکتا
جب تک نفسانی اور ذاتی کدورتیں ترک نہ کرے۔

شیخ علاء الدین کی خدمت میں بعض نے حقیقت طریقت اور ہدایت ... دنیا
انبیا کی بعثت ہدایت کے لیے ہے ... دنیا کی طرف سے شیخ نے فرمایا
کہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ انبیا کی جو نہج شریعت میں ہے وہ ...
لیکن نبیوں کا جو آخر طریقت میں ہے وہ اولیا کی نہج ہے۔

شریعت کا کمال حقیقت پر قدم رکھنا ہے ... جب تک
شریعت کا پابند نہ ہو حقیقت میں قدم نہیں رکھ سکتا ... جو انتہا شریعت میں
ہے وہ ابتدا ہے طریقت کی ... اگر کوئی شخص ابتدا ہی میں ... کرے تو ممکن نہیں ...
ان کی طرف توجہ نہ کرے ... ہرگز وہاں نہیں پہنچ سکتا ...
کا فرمانا ... شریعت ... جو ... ہے ... طریقت ...

یہ ہے کہ ولی کتنی ہی کوشش کرے نبی کی روحانیت کو وہ مراتب نہیں حاصل ہو سکتی
جتنی کہ جسم کو [illegible] ولایت کی انتہا [illegible] ولی کو بھی ہے کسی قدر شباہت
ہوتی ہے تو یہ انتہا [illegible] ولیوں کی ابتدا انبیاء کی ہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند فرماتے تھے کہ ولی دو قسم کے ہیں۔ ولی عزلت اور ولی عشرت۔ ولی عزلت
کا مرتبہ [illegible] جب تک ان کو قرب حق نصیب نہیں ہوتا وہ بے اختیار
ہوتے ہیں۔ اور ولی عشرت کا مرتبہ وزیر کا ہے۔ حضرت حق سبحانہ کی [illegible]
[illegible] خلق [illegible] ان کو [illegible]
رہتا ہے جو کہ اپنے زمانہ کی شریعت [illegible] ہیں۔

گروہ صوفیہ کے نزدیک ہے کہ زندہ [illegible] شریعت نہ ہو۔ اور
طریقت کے [illegible] پر شیخ [illegible] ہے۔ دل کی وجہ سے سالہا
سوچتا پڑا رہا وہ [illegible] حرام
[illegible] کی ایک عبارت ان کی
[illegible]
میں [illegible] وقت [illegible] جو ہر سال
[illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible]

[illegible]
[illegible]

رکھتی۔ محمد یہ سنکر بے ہوش ہو گئے تین رات دن تک اسی طرح پڑے رہے۔ آخر ایک دن پیر کو ترس آیا اور کہا کہ تم نے جو بے ادبی کی ہے اس کی سزا یہ ہے کہ تم روم جاؤ اور وہاں ایک سال تک سور بانی کرو۔ دن بھر سور چراؤ اور رات کو ہر سور کے مقام پر جس کو کہ فرد ان سے معلوم تعین کر دیا گیا ہے تم نے پڑاؤ کرنا ہو اور ایک ساعت کے لئے بھی نہ سونا۔ تب شاید تمہارا قصور معاف ہو۔ محمد نے جب شیخ کے حکم کی تعمیل کی اور میعاد پوری کرنے کے بعد دوبارہ مکہ آئے۔ شیخ کے دروازہ پر پہنچے تو خادم نے کہا جلد آؤ سات بار شیخ تم کو طلب کر چکے ہیں۔ اتنے میں شیخ خود باہر نکل آئے اور کہا کہ اے محمد تو میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ اس کے بعد آپ حرم گئے تو وہاں کے شیخ نے بھی استقبال کیا۔

بعض اولیاء اللہ صاحب عظمت اور بڑے شان ہوتے ہیں اور بعض خاص صفت ہوتے ہیں۔ اولیاء کی انتہا مختلف درجات کی ہے اور اس سے اشارہ کرتے ہیں ذات کی طرف ہے جو نہایت بلند مقام ہے جس شخص نے وہ کشش بندی کے خلعت حاصل نہ کیا وہ کعبہ مقصود کو نہیں پا سکتا۔ شیخ علاء الدولہ سمنانی شیخ مجد الدین بغدادی[1] سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں حضرت رسالت پناہ سے پوچھا کہ آپ ابن سینا کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ ایک شخص ہے جس نے میرے وسیلہ کے بغیر خدا تک پہنچنے کا ارادہ کیا اور میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے

---

[1] شیخ مجد الدین بغدادی کا کسی قدر تفصیل سے تذکرہ سلسلہ میں آ گیا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ نے دریا میں غرق کر دیا تھا۔ اس کی سزا میں ملک خوارزم تباہ کیا گیا۔ ۱۲ مترجم

روکے وہ بیہوش ہو کر آگ میں گر پڑا۔ مولانا جلال الدین حبشی نے یہ شکایت
سنکر فرمایا عجیب ہے کہ میں بغداد سے شام کی طرف جاتا تھا اور روم جانے کا ارادہ
تھا موصل پہنچا تو ایک رات مسجد میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک جماعت حلقہ
باندھے بیٹھی ہے اور ایک نورانی صورت بزرگ ان کے درمیان ہیں جن کے سر سے
نور آسمان تک جاتا ہے وہ بزرگ کلام فرما رہے ہیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کون
ہیں؟ جواب ملا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں سامنے گیا اور سلام کیا۔ آپ
نے سلام کا جواب دیا اور اسی حلقہ میں بیٹھنے کی اجازت عنایت فرمائی میں بیٹھ گیا اور
پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ ابن سینا کے حق میں کیا فرماتے ہیں حضور نے فرمایا وہ
ایک مرد ہے جس کو حق تعالیٰ نے اس کے علم کے موافق گمراہ کر دیا۔ تب میں نے
پوچھا کہ آپ شہاب الدین مقتول کے حق میں کیا کہتے ہیں حضور نے فرمایا وہ بھی انہیں
کے تابعوں میں سے ہے۔ اس کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ امام کی بابت
بھی پوچھوں میں نے عرض کی کہ آپ فخر الدین رازی کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔
آپ نے کہا وہ ایک مرد ہے جس پر عتاب کیا گیا۔ تب میں نے پوچھا کہ آپ کا
نسبت امام غزالی کے حق میں کیا حکم ہے فرمایا کہ "وہ ایک مرد ہے جو مقصود کو
پہنچا۔ تب میں نے پوچھا کہ امام الحرمین کی بابت کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا
کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے میرے دین کی مدد کی۔ تب میں نے
سوال کیا کہ ابو الحسن اشعری کی بابت کیا فرماتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں کہہ
چکا ہوں کہ قول میرا یہ ہے کہ ایمان درخت ہے میرے پاس ایک
جماعت بیٹھی ہوئی تھی انہوں نے جھگڑا کہ ان سوالوں سے کیا فائدہ ہے۔ حضور

سے دعا کی درخواست کرو۔ تب میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھ کو دعا
سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللھم تب علی حتی اتوب واعصمنی حتی لا
اعود وحبب الی الطاعات وکرہ الی الخطیات۔

(ترجمہ) اے اللہ مجھ کو توبہ کی توفیق دیجئے۔ اور مجھ کو محفوظ رکھئے تاکہ میں پھر
گناہ نہ کروں اور طاعت کو میرے لئے محبوب کیجئے اور گناہوں کو میرے دل میں
ناپسند بنا دیجئے۔ بعد ازاں حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں جاؤ گے؟ میں نے کہا
"روم" تو فرمایا کہ الروم ما دخلہ المعصوم یعنی روم میں کوئی معصوم داخل
نہیں ہوتا۔

میں اس کے بعد بیدار ہو گیا۔ اس جگہ ایک قلندر تھا اور وہاں ایک بزرگ
مولانا موفق الدین ساکن تھے جو آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے میں ان کی زیارت کو
گیا۔ انھوں نے پوچھا کہ تم کون ہو میں نے کہا جمال الدین پھر پوچھا کہاں سے آئے ہو
میں نے کہا بغداد سے۔ انھوں نے پوچھا کہاں جاؤ گے۔ میں نے کہا "روم" تو فرمایا
"الروم ما دخلہ المعصوم" مجھ کو بہت تعجب ہوا میں نے ان سے پوچھا
کہ آپ شاید رسالت کی مجلس میں حاضر تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں میں وہیں تھا
ان کو چھوڑ دیا اور واپس چلا آیا۔

اولیاء اللہ کا ذوق جن کے اندر اور ترجمہ میں وہ خدا کی مرضی کے موافق
کام کرتے ہیں اور اپنی مراد سے کوئی تصرف نہیں کرتے اور اس معاملہ میں سمجھتے
ہیں کہ جو کچھ اللہ نے کیا بہتر ہے۔ پس ہر حال میں خیر ہے اور ہرگز دم نہیں
مارتے کہ یہ برا ہے وہ اچھا ہے۔ ہر حال میں خوش ہیں ہر شخص پر رحم ہے

کہ خدا کے قہر سے پناہ ڈھونڈتے اور دفع وبا کے لئے دعا کرتے لیکن کاملین خدا کی مراد قبول کرتے ہیں اور ہرگز نہیں کہتے کہ وبا برطرف ہو۔

ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

شیخ محمد بن ابی الحسن[1] بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے ماموں کی خدمت کے قریب بیٹھا تھا۔ میں نے ان کے پاس کسی کی آواز سنی۔ نظر اٹھائی تو دیکھا ایک شخص بیٹھا ہے جس کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دیر تک وہ دونوں باہم باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ شخص دیوار کے ایک سوراخ سے باہر نکل کر نہر کی طرف ہوا میں غائب ہوگیا۔

میں شیخ کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہ مرد کون تھا۔ انھوں نے کہا تم نے اس کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہاں تو وہ بولے کہ وہ ایک شخص ہے جس سے خدا نے اپنے شہر کی حفاظت کرائی ہے اور وہ ابدال میں سے ہے۔ تین روز ہوئے اس پر عتاب ہوا ہے اس کو خبر نہیں۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے اس پر عتاب کیوں ہوا؟ بولے کہ یہ ایک جزیرہ میں تھے۔ تین رات دن مسلسل پانی برستا رہا۔ ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ کاش یہ پانی آبادی میں برستا۔ اس کے بعد وہ پچھتائے اور استغفار کیا لیکن اسی خطرہ پر عتاب ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے ان کو عتاب کی خبر دی؟ بولے کہ مجھ کو شرم معلوم ہوئی۔ میں نے نہیں کہا۔

---

[1] شیخ محمد بن ابی الحسن ... بزرگ ... وفات ۵۷۹ھ۔

میں نے عرض کی کہ اگر آپ فرمائیں اُن کو اطلاع کر دوں۔ اُنھوں نے کہا اپنا سر گریبان
میں ڈالو۔ میں نے تعمیل کی۔ تب میرے کان میں آواز آئی کہ سر اٹھاؤ۔ میں نے سر
اٹھایا تو خود کو ایک جزیرہ میں پایا۔ نہایت حیران تھا تھوڑی دور چلا تھا کہ اُسی
مرد سے ملاقات ہوئی جن کو تنبیہ کرنے میں آیا تھا۔ میں نے سلام کیا اور وہ قصہ
سنایا۔ اُنھوں نے کہا کہ تم قسم دو کہ جو کچھ وہ کہیں میں اس کی تعمیل کروں۔ میں نے
قسم کھائی تب اُنھوں نے کہا کہ اس خرقہ کو گردن میں ڈال کر مجھ کو زمین پر گھسیٹو
اور منادی کرو کہ یہ سزا اس شخص کی ہے جو خدا کے کام پر اعتراض کرے۔ میں نے
خرقہ ان کی گردن میں ڈالا اور چاہتا تھا کہ گھسیٹوں یکایک ہاتفِ غیب نے
آواز دی کہ اس کو چھوڑ دو آسمان و زمین کے فرشتے اس کے حال پر رو رہے ہیں
اور خدا اس سے راضی ہو گیا۔ یہ آواز سنکر میں بے خود ہو گیا جب ہوش آیا تو خود
کو اپنے مریدوں کے سامنے دیکھا۔ واللہ میں نہیں جانتا کہ میں کیونکر گیا اور
کیسے واپس آیا۔

شیخ ابو السعود[1] اپنے مریدوں سے کہتے تھے کہ پندرہ برس سے خدائے
تعالیٰ نے مجھ کو دنیا میں تصرف کا اختیار دیا ہے لیکن میں نے اس وقت تک کوئی
تصرف نہیں کیا حق سبحانہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ خلق اپنی مشیت پر جس طرح
چاہے تصرف کرے۔

---

[1] اسم مبارک ابو مسعود بن شبل ہے۔ حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی کے اصحاب
میں سے تھے۔ نفحات الانس میں بہت تعریف لکھی ہے۔

ہرچہ خواہد میکند پروردگار بندہ را در کار مولیٰ نیست کار

اولیاء اللہ اسرار خداوندی سے واقف ہوجاتے ہیں اور جو کچھ عالم بالا سے نازل ہوتا ہے وہ فوراً ان سب کو معلوم ہوجاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت غوث الثقلین جمعہ کے دن بغداد جارہے تھے۔ راہ میں ایک بیمار شخص پڑا ملا۔ زرد رنگ نہایت کمزور مگر اس نے کہا السلام علیک یا عبدالقادر۔ حضرت نے سلام کا جواب دیا تب اس نے کہا کہ میرے نزدیک آؤ اور مجھ کو بٹھا دو۔ آپ نے اس کو بٹھا دیا تو اس کا جسم تازہ ہوگیا۔ صورت درست ہوگئی اور رنگ صاف ہوگیا۔ اس سے پوچھا تو کون ہے۔ وہ بولا تم کو نہیں پہچانتے میں دین اسلام ہوں میرا حال وہ ہوگیا تھا جیسا کہ پہلے تم نے دیکھا۔ اب خدا نے تمہارے سہارے سے مجھ کو زندہ کیا ہے۔ تم محی الدین ہو یعنی دین کے زندہ کرنے والے۔

حضرت اس واقعہ کے بعد جامع مسجد پہنچے تو ایک شخص سامنے آیا اور کہا یا شیخ محی الدین۔ نماز کے بعد ہر طرف سے لوگوں نے گھیر لیا۔ آپ کے ہاتھ پاؤں چومتے تھے اور شیخ محی الدین کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ حالانکہ اس دن سے پہلے ان کو اس لقب سے کسی نے یاد نہیں کیا تھا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ سید اشرف فرماتے تھے کہ دو قسم کے ہیں۔ معراج صوری ممکن ہے اور معنوی بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ پہلی معراج معنوی تو وہ ہے جب وہ بری صفات سے نکل کر ذات حق تک پہنچتے ہیں۔ دوسری معراج معنوی وہ ہے جب وہ غیر حق سے قطع نظر کرتے ہیں۔ اس کے بعد وجود مکانی یعنی معراج صوری تو محل ہوجائے اور مثل دیگر کرامات کے کچھ تعجب انگیز نہیں۔

بلکہ اولیا شہرت کو دوست نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ شہرت آفت ہے اور گمنامی راحت۔ اپنا حال نظرِ اغیار سے چھپاتے ہیں کہ خضر علیہ السلام کو بھی ان کے اسرار پر اطلاع نہیں ہوتی۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں ایک دن شیخ عبدالرزاق حدیث بیان کر رہے تھے مگر ایک شخص ان کی مجلس سے الگ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت خضر کے اعتراض پر اس نے جواب دیا کہ یہ لوگ عبدالرزاق سے حدیث سنتے ہیں اور میں رزاق سے سنتا ہوں جس سے ثابت ہوا کہ حق سبحانہ کے لیے مقرب بندے بھی ہیں جن کے مرتبہ کی بلندی حضرت خضر کو بھی معلوم نہیں۔ یہ قصہ متعدد کتب میں درج کیا جا چکا ہے۔

لطیفہ نمبر ۱

معرفت عارف و جاہل

معرفت مرتبہ ظہور ہے۔ اگر صفات و ذات حق تعالیٰ کو دیکھیں ہے جب معلوم مجمل کو تفصیل میں دیکھا جائے تو معرفت حاصل ہوتی ہے مثلاً علمِ نحو جانتا ہے کہ عامل لفظی و معنوی کیا عمل کرتے ہیں یہ نحو کا علم بہ اجمال ہوا جب یہی عربی عبارت پڑھتے وقت بے توقف اور بے ساختہ تمیز پیدا ہو اور استعمال کرے تو یہ نحو کا علم معرفت تفصیل میں ہے۔ یہ جانتا کہ موجودِ حقیقی اور فاعلِ مطلق حق سبحانہ ہے۔ علمِ توحید بہ اجمال ہے لیکن نفع و نقصان قبض و بسط عطا و منع کے وقت ہر چیز کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا توحید

[illegible] نہیں

[illegible]

[illegible] مگر

[illegible] حق تعالیٰ کا

مشابہ [illegible] تو وہ مشرک

[illegible] توحید [illegible] معرفت کی

[illegible]

[illegible] تو وہ

[illegible]

[illegible] حق

[illegible] ذیل

[illegible] معرفت [illegible]

[illegible] علیہ وسلم

[illegible]

[illegible] تو وہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عارف کو چاہیئے کہ کائنات کے تمام مظاہر میں قرار ہی و مشاہدہ کرے کہ کوئی نفع پہنچے تو یہ سمجھے کہ اسم نافع کی تجلی ہے جو نفع پہنچاتی ہے شکر ادا کرے اور نقصان یا تکلیف پہنچے تو جانے کہ اسم ضار کی تجلی ہے جو ضرر پہنچاتی ہے صورتاً ضرر ہو مگر معنی میں نفع ہی نفع ہے۔

سلطان نظام الدین کے ایک مرید دہلی سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں رہتے تھے وہ حضرت کے ارشاد کے مطابق سلوک کی منزلیں طے کرتے تھے ناگاہ ایک واقعہ پیش آیا وہ کسی طرح دور نہ ہوتا تھا پیر و مرشد کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے ان سب تدبیروں سے وہ تردد رفع کر دیا خوش ہو کر واپس گئے ایک مدت کے بعد دوسرا حجاب سامنے آیا پھر خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے بہت سعی کی مگر وہ مرض دور نہ ہو سکا تب فرمایا کہ تم صبر کرو مفتح الابواب کوئی راستہ تمہارے لئے نکالے گا مرید مایوس ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں ایک مسجد میں قیام کیا اس کی چھت پر چند جوان بیٹھے ہوئے خربوزہ کھا رہے تھے ان لوگوں نے ازراہ خوش طبعی سے خربوزہ کے چھلکے ان کی طرف پھینکنے لگے مگر جو چھلکا ان کے سینہ پر پڑتا تھا ایک عقدہ حل ہو جاتا تھا یہاں تک کہ ان کا تردد بالکل رفع ہو گیا اور وہ شکر بجا لائے۔

عارف جب قہاری کی تجلی دیکھے تو مناسب ہے کہ اسم لطیف یا اسم ... کی تجلی سے پناہ مانگے خوب سمجھ لو کہ حق تعالیٰ نے اس صورت میں ذات کی تجلی کی ہے ورنہ مناسب جرأت ہرگز نہیں۔ شیخ عبد اللہ جیلانی کے ایک مرید کو سلطان

۱؎ قطب الدین تھا شیخ ... کی ولادت ... شہر ... میں ہوئی ... سال وفات ۱۲۲۵ھ ہے۔

میں بیٹھے تھے ایک بار سانپ ان کے سامنے آیا انھوں نے اس کے پکڑنے کا ارادہ کیا
اس نے کاٹ کھایا [illegible] آگیا جنھوں نے ان کو اٹھا کر شیخ کے
پاس لے گئے شیخ نے کہا کہ تو نے سانپ کو کیوں پکڑا جو اس نے کاٹ کھایا وہ بولے
کہ آپ نے فرمایا تھا کہ بغیر خدا کچھ نہیں ہے میں نے اس کو بغیر خدا نہیں سمجھا اور پکڑنے کا
ارادہ کیا شیخ نے فرمایا کہ جب تک اس مرتبہ میں [illegible] کے نزدیک
[illegible] میں ہو اسی میں پڑے رہو۔ بعد ازاں شیخ نے ان کے سر پر
ہاتھ پھیرا [illegible] پڑھ کر پھونکی تو ورم دور ہوا اور مرید نے
شفا پائی۔

منقول ہے کہ ایک وقت کے [illegible] میں نقصان
[illegible] شریعت کی [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] شیخ عبد اللہ [illegible] کے پاس [illegible]
ایک [illegible] پوچھا کہ [illegible] انھوں نے
کچھ جواب نہ دیا [illegible] شیخ نے کہا [illegible]
[illegible] شیخ نے کہا [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] شیخ نے کہا [illegible]
[illegible] شیخ نے اس [illegible]
[illegible]
[illegible] شیخ نے جواب دیا
[illegible]

کے نزدیک سب یکساں ہیں [illegible] تو اُن میں کیا [illegible] شیخ نے کہا [illegible]
کی چیز [illegible] کی بھی ہے" زاہد خوش ہو گئے اور فرمایا کہ خوب کہا [illegible]
سجدہ پر سر رکھ کر بیٹھو [illegible] تم نے جو کہا کہ منصور [illegible]
دلیل ہے شیخ نے کہا جو شہسواری کا دعوی رکھتا ہے [illegible] اس کے ہاتھ سے [illegible]
جائے اور گھوڑے [illegible] تب بیشک وہ سوار [illegible]
ہو شہسوار کہا جائے گا۔ یعنی گھوڑے [illegible] اس کی استادی کا دعوی [illegible]
یہی منصور کو [illegible]
واسطے ہو۔

خواجہ بہاؤالدین نقشبند نے فرمایا کہ جب شخص نے معرفت [illegible]
کے سامنے عاجزی [illegible] توحید حقیقی [illegible]
اور وحدت کو کثرت میں دیکھتا ہے تو وہ [illegible]
کچھ ظہور نہیں ہے [illegible] معرفت سے
غافل ہو گیا کہ [illegible] شریعت میں ہے [illegible]
[illegible] اللہ [illegible]
اس کی [illegible]
کی طرف [illegible] کی طرف
رجوع ہے [illegible] منسوب کرے [illegible]
جانتا ہو کہ [illegible] حق کے [illegible]
اس کے سامنے عاجزی کرنا ضروری ہے۔

عشق معشوق در جہان کردگار [illegible] در حجرہ مستور

غرض کہ غیرت نصیب ہوتی تھی کہ اس دیوانے کی عزت میں
درحقیقت [illegible] ایک بادشاہ کا [illegible] اس نے شیخ [illegible]
سعید کو ایک خط [illegible] اور کچھ سونا [illegible] نذر کے [illegible] شیخ نے قبول نہ کیا اور پھیر کر
واپس کر دیا کہ فقیروں کی ضرورت نہیں [illegible] زبردستی چھینا ہے
[illegible] کو حق سے وصول کر دو
[illegible]
[illegible]

وله ما فی السموات وما فی الارض وما بینهما [illegible]
[illegible] شوکت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

طے کرنے کے بعد امیر نے شاہوں سے کہا [illegible] بغیر سہارے کے [illegible]
نے چھوڑ دیا۔ امیر منہ کے بل گر پڑے پھر اٹھا۔ امیر نے کہا کہ چھوڑ دو میں خود چلوں [illegible]
پھر گر پڑے جب تین بار یہی معاملہ درپیش آیا تو امیر نے سرداروں کی طرف رخ کرکے
کہا کہ تیمور اپنی طاقت سے دو قدم بھی نہیں چل سکتا ہے اور یہ سب شوکت جو تم دیکھ
رہے ہو حق تعالیٰ کی عظمت و جلال سے ہے میرا اس میں کچھ دخل نہیں اور میں کوئی حیثیت
نہیں رکھتا۔

خواجہ بہاء الدین نقشبند سے منقول ہے کہ کل [illegible]
خداوندی سے ہمیں بادشاہوں کی مہربانی بالکل [illegible]
حاصل کر سکتے ہیں [illegible] پوری کرنے کے لئے زیادہ واسطہ کی [illegible]
وہ [illegible]
آداب کی رعایت ہر وقت پر لازم ہے۔

حضرت [illegible]
[illegible] نسبت سے خالی نہیں ہوتا بلکہ [illegible]
گمان [illegible]
ارادت کے [illegible] نقصان ہے [illegible]
میں اور یہ تمام [illegible]
کا [illegible]
ہو سکتا ہے۔

[illegible]

داخل ہوں اور شیشی نے ٹوٹ کر اس طرف اشارہ کیا جس کی ذات کے سامنے
ایسا ہی شکستہ خاطر ہونا چاہیئے۔ عبداللہ نے بہت کچھ ہوتے ہوئے اس منصب سے
غافل تھا۔

سہل بن عبداللہ تستری سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مومن کے
دل سے زیادہ عزیز کوئی مکان نہیں کیونکہ معرفت حق سے بڑھ کر کوئی شے نہیں اور
اس سب سے عطا کے لئے مومن کا دل عزیز ترین بنایا ہے۔ کوئی مکان اگر دل سے زیادہ
عزیز ہوتا تو اپنی معرفت کو اس گھر میں رکھ دیتا جس کی مرتبت ہے۔ سرچشمہ کہ خدا کو سب
سے زیادہ عزیز معرفت ہے جس سے مشغول کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی نظر دل پر ہو اور اس کے
نقش و نگار ... یہاں کوئی شے قریب نہ رکھ سبب
اور اس کے دشمن رہ جائیں۔

سیدنا شرف فرماتے تھے کہ دل میں خوف کی بنیاد معرفت کو جس کا رتبہ
ریاکاری سے جو سب اعمال سے بہتر ہے ... مریدوں کے نفس سے
ایک بزرگ کا قول ہے کہ معرفت ... کی عبادت پر فضیلت رکھتی ہے
کا قول ہے کہ عابد بغیر معرفت کے اس چکی کے گدھے کی طرح ہے جو نہیں جانتا کہ وہ
کیا کر رہا ہے۔

شریف حبشی کہتے تھے کہ عارفوں کی علامت یہ ہے کہ ان کو اللہ ... کی
خبر پہنچی ہے۔

ابن برقی بیان کرتے کہ شریف ... کہتے تھے کہ انہوں نے خود ...
مکہ میں حادثہ ہوا ہے جب تک ... ہو جاتے کہ وہاں کیا اتفاق ہوا ہے۔

نہیں ہوں گا۔ تیرہ دن انھوں نے کچھ نہیں کہا، اس کے بعد خبر آئی کہ قرامطہ نے حرم پر چڑھائی کی تھی، سینکڑوں آدمی قتل کئے اور حجر اسود توڑ ڈالا۔ جب یہ تفصیل معلوم ہو گئی تو انھوں نے [illegible] کی۔

ابو عثمان مغربی نے یہ قصہ سن کر ایک بزرگ سے کہا کہ یہ کوئی بڑا کام نہ تھا، بات جب تھی کہ [illegible] بزرگ نے جواب دیا کہ [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] ہے۔ [illegible] رنگ کے گھوڑے پر سوار [illegible] کی دستار باندھتے ہیں [illegible] کی [illegible] شرط نہیں ہے کہ [illegible] وقت [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] کسی شخص کو [illegible] نہیں کرتا اور کوئی [illegible] غیب نہیں ہوتا۔

[illegible]

محمد بن حسین بن منصور سے منقول ہے کہ انھوں نے [illegible] سے آخری وقت عرض کی کہ مجھکو وصیت کیجئے تو انھوں نے کہا کہ اپنے نفس کو مشغول رکھو اس سے کہ وہ تم کو [illegible] میں [illegible] اور [illegible] تمہاری [illegible] کی کوشش کرتا ہے تم اس چیز کی کوشش کرو جس کا ایک ذرہ بھی تمام دنیا کے [illegible] سے بہتر ہو۔ [illegible] کہا کہ [illegible] کی [illegible]۔

[illegible] عشا کی نماز پڑھ کر [illegible] کی طرف [illegible]

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ [illegible] مشائخ [illegible] حدیث [illegible] حضرت جنید [illegible] کے ہم عصر تھے اور [illegible] کے قائل تھے

دعا یہ کرتے تھے کہ خداوندا مجھے اپنی معرفت عطا کیجیو۔ یہ پڑھ کر تم دیکھو کہ
میرے نام پر کیڑے ہیں آپ کی شناسائی کے بغیر زندگی نہیں چاہتا جب وہ مکہ پہنچے
تو بعض بزرگ مقام ابراہیم میں بیٹھے تھے یہ بھی ان کے نزدیک بیٹھ گئے۔ قاری نے پڑھنا
شروع کیا جب اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم ادا کیا دل پر ایسا اثر ہوا کہ فریاد کرنے
لگے۔ بزرگوں نے قاری کو خاموش کیا ورنہ تو پڑھ کر قاری نے ایک آیت بھی
نہیں پڑھی تمہیں کیا ہو گیا جو فریاد کرنے لگے بسم اللہ نے تم کو کون سے معنی سے جن پر
تمہیں وجد ہو گیا۔ انہوں نے کہا بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے نام پر تمہیں کون
آگاہ ہوئے ہیں [illegible] اس کے نام سے تو تمام جہاں میں کان سننے کے لائق ہے۔ سب
بزرگوں نے ان کی عزت کی اور شب یہاں [illegible] دعا [illegible]
اپنی معرفت عطا کیجیو۔ میری جان جائے آپ کی شناخت کے بغیر زندگی کی
ضرورت نہیں۔ غیب میں بشارت ہوئی کہ معرفت چاہتا ہے تو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] معرفت [illegible]
[illegible]

حضرت شیخ [illegible] نے ایک شخص [illegible] مرشد
[illegible] مرشد [illegible]
[illegible] مرشد کی [illegible]

گیا جواب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ خود پر متصرف ہے اور کسی دوسرے کا اس پر غلبہ نہیں ہے۔

بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے وہی عارف نفس خبر کی خوشبو سونگھتا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب انسان کی تربیت ہو کر وہ کامل ہو جاتا ہے تو اس کی ذات پر حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ ان کے قول سے دوسروں کی تربیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ ان کی صحبت میں ملنے کا تجربہ ہے۔ ان عارفوں سے وہ نسبت ہے جو دل کو قلب سے ہے کیونکہ زاہد مقصود آخرت کی نعمتوں سے لذت اٹھاتا ہے لیکن عارف کی توجہ ہمیشہ ذاتِ حق کی طرف رہتی ہے جس میں بڑا فرق ہے۔ یہی فرق دونوں کو جدا کرتا ہے۔

جو شخص ذکر سے پاک عارف ہو جاتا ہے وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور دنیا کی محبت اس کے دل سے نکل جاتی ہے سب صورت میں اللہ کی ذات میں مشغول رہتا ہے۔ یہ حقیقت معرفت ہے اور یہی حقیقت ہے کہ جو طالب کی ذات میں داخل ہو جاتی ہے اور وہ ذاتِ باری کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کا قرب حاصل کرتا ہے اور اس کی ذات کی طرف خالص شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ہم یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ یہ سب باتیں بیان کی جاتی ہیں وہ سب کچھ معرفتِ حق سے تعلق رکھتی ہیں جو سوا خدا کے بندوں کا ہے۔

ؔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ قول مشہور ہے۔

لطیفہ چوتھا

معرفت صوفی و ملامتی وغیرہ

صوفی وہ ہے جو حق تعالیٰ کی صفات سے موصوف ہو یعنی اس کی صفات کا
نمونہ ہو سوائے وجوب وجود اور قدیم ہونے کے کیونکہ اس صفت کا نمونہ کسی مخلوق
میں نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ عوارف میں ہے کہ بنی آدم کے طبقات تین ہیں۔ پہلا طبقہ واصلین وہ جو
نہایت درجہ کو پہنچے۔ دوسرا طبقہ سالکین کا ہے وہ وہ گروہ ہے تیسرا طبقہ مقیمین کا
ہے وہ سب مقربین ہیں۔ واصلین مقربوں اور سابقوں میں ہیں۔ سالکین ابرار و اصحاب
میں ہیں۔ اور مقیم اشرار و اصحاب شمال ہیں۔ پھر واصل بعد وصول کے بعض ایسے ہیں کہ وہ لوگ
ہیں۔ اول مشائخ صوفیہ جو رسول علیہ السلام کی کامل پیروی کر کے مرتبہ وصول تک پہنچے۔
و ہدایت خلق کے لئے مامور ہوئے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو مرتبہ وصول
تک پہنچے مگر ہدایت خلق ان کے سپرد نہیں کی گئی۔ اور عوام کرنے کے اعمال کی تہذیب

متصوف وہ جماعت ہے جس نے نفس کی بعض صفات سے نجات پائی ہو

اور صوفیوں کو حاصل ہوا مگر بعض اوصاف مذمومہ نفس باقی رہنے کی وجہ سے
درجہ کمال تک نہیں پہنچے۔ ملامتیہ وہ ہے جو صدق و اخلاص کی بے حد کوشش
میں اپنی عبادت کو خلق کی نظر سے چھپانا ضروری سمجھتے ہیں سب نیک اعمال
میں لیکن ہر وقت اخلاص کی فکر رہتی ہے۔ گناہ کرنے ظاہر ہونے کا تبھنا

تنا ہی ان کو اپنی عبادت کے ظاہر ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ سعید اشرف فرماتے تھے کہ ملامتیہ وہ ہے جو نیکی ظاہر کرے اور نہ بدی۔

شیخ کبیر کا قول ہے کہ ملامتی وہ ہے جو اخلاص کا ثمرہ ظاہر نہ ہونے دے۔ اخلاص اور صدق کا مزہ مل گیا تو نہیں چاہتے کہ ان کے احوال، ارادات و اقوال سے کوئی مطلع ہو۔ سعید اشرف کہا کرتے تھے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کے مذہب کا راز نہ کھلتا تھا اور نہ ان کی عبادت کا پتہ چلتا تھا۔ اس کو معلوم ہوا کہ وہ ... کے زمرے میں منسوب تھا۔

مکہ معظمہ میں ایک نوجوان مقیم تھا جس کے پہلو میں ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہوتی تھی جو اس کے سامنے رہتی تھی۔ ایک دن سارے موجود تھے۔ وہ اشعار پڑھ رہا تھا۔ پتہ یہ نہیں ہوا کہ یہ لہو و لعب میں مشغول ہے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عورت اس کی منکوحہ تھی اور عرب میں مشہور صاحب حال تھا۔

اگرچہ ملامتیہ شریف حال ہوتے ہیں لیکن جب تک ان کی نظر سے کامل طور پر دوسری مخلوق نہیں ہٹ جاتی وہ اپنے حال کو مخلوق سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بخلاف اس کے صوفیہ کاملین جو توحید میں غرق ہوتے ہیں خلق کا حجاب ان کی نظر سے دور ہو جاتا ہے وہ اپنی عبادت کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ملامت کا اثبات اور منقصت و ذلت برداشت کرتے ہیں اور خلق سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

دنیا کو ترک کرنے کے چار گروہ ہیں۔ زاہد، فقیر، خادم اور عابد۔ زاہد لوگ ان سے جو نفرت کا شائبہ رکھتے اور نیز ان سے نفرت کرتے ہیں۔ زاہد اور صوفیوں میں یہ فرق ہے کہ زاہد حظ نفس کے لئے بہشت کی تمنا کرتے ہیں۔ لیکن صوفی جمال ازلی کا مشاہدہ

چاہتے ہیں اور دنیا کی طرح رغبت سے بھی رغبت نہیں رکھتے۔

[illegible] فقیر وہ ہیں جن کے پاس دنیا کا سب [illegible]
سب میں سب کو ترک کر دیا [illegible] حساب [illegible]
حساب ہے اور حرام پر عذاب [illegible]
فقرا دولتمندوں سے پانچسو برس پہلے [illegible]
[illegible]
وہ بھی بہشت کے [illegible]
[illegible]

[illegible] کا مرتبہ فقر سے بلند ہے کیونکہ وہ مقام [illegible] ترقی کر کے [illegible]
تک پہنچتا ہے۔ تمام [illegible] اپنی نسبت [illegible] کرتا ہے [illegible]
کوئی مقام اپنی طرف منسوب نہیں کرتا [illegible]
نہ ذات نہ صفت [illegible] جس کی طرف [illegible]
پہلے جو تعریف [illegible]

[illegible]
[illegible] کوئی ارادہ نہیں [illegible]
عین ارادۂ حق ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اور یہ تصور ہے کہ [illegible]
[illegible] دور کرے۔

[illegible] حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نہیں کرتے تھے۔
بلکہ صحابہ میں سے [illegible] کسی دوسرے کی طرف
توجہ نہیں فرماتے [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] العلیا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اس کی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

درحقیقت فقر و زہد صوفی کا وصفِ خاص ہے اور اس کے خاص نکتے ہیں۔ جب
شیخ مجدالدین بغدادی کی خانقاہ کا خرچ بڑھ گیا تو اشرفی تک اور پانچ اشرفی
کی اصلاح کی۔ انھوں نے وقف کی تھی۔ شیخ خود مدار کی خانقاہ کا خرچ روزانہ سو
اشرفی تھا۔

۳۳ خدم سے مراد وہ جماعت ہے جو فقیروں کی خدمت انجام دے کر
بعد ادائے فرائض فقرا کی امداد و اعانت سے بہتر سمجھتی ہے۔ ان کی تربیت
کے لیے کسب سے یا بھیک مانگ کر یا ویسے جو کچھ میسر ہو سامان فراہم کرتی ہے
وہ لوگ حق کی طرف نظر رکھتے ہیں اور خلق کی طرف رابطہ رکھتے ہیں۔ شیخ
ابواسحٰق گازرونی بڑے پایہ کے شیخ تھے۔ شیخ ابو علی حسین فیروزآبادی ایک دفعہ ان کی خانقاہ
میں ہوا تو دیکھا کہ شیخ ابواسحٰق تو رباط میں مصروف ہیں۔ تعریف کی کہ یہ
یہ ایک دن اولیاء کے مرد ہوں گے۔ شیخ نے فرمایا کہ اسحٰق تم میرے مرید ہو جاؤ
بہت وہ مزاج تھے انھوں نے کہا کہ میں مرید ہوں مرید نہیں بنتا۔ شیخ نے فرمایا
کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور کہو میں تمہارا مرید ہو گیا۔ انھوں نے حسبِ حکم
تعمیل کی۔

شیخ ابو علی حسین ان کو مرید کر کے سفر کرنے پر آمادہ ہوئے تو انھوں
نے کہا کہ آپ نے مجھ کو مرید کیا تو کچھ وصیت کیجیے۔ فرمایا کہ تم رستے میں ہو
صرف یہ ہے کہ فرض ادا کرنے کے بعد جو چیز ہاتھ آئے اس میں سے ایک حصہ
فقیر یا مہمان کو دے دیا کرو۔ شیخ نے قبول کیا۔ پھر اسی حکم کی تعمیل کرتے تھے اور
خود ایک جماعت فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے تھے۔ تو تاثیر بڑھ گئی

صاحب تصرف اس قدر تھیں کہ آپ شیخ نے ان کے آتش کا انتقام شروع
کیا تو ہر شخص سے پہلے وہ انتقام کا ان سے رونما ہوگئے۔ شیخ ان کے پیچھے دوڑے
اور تین روٹیاں جو خود ان کے کھانے کے لئے تھیں۔ درویشوں کے سامنے رکھ دیں
جب وہ کھا چکے تو پہلے نے کہا اس جماعت نے ہمارا کام کیا ہم کو بھی کچھ کرنا چاہیئے
پہلا بولا میں دنیا دیتا ہوں دوسرا بولا کہ میں دین دیتا ہوں۔ تیسرے نے کہا خدا کے
خزانہ میں کچھ کمی نہیں ہے دین و دنیا دونوں دیتا ہوں۔ ان بزرگوں کی زبان کے
اثر سے حق تعالیٰ نے ان کو اس مرتبہ پر پہنچایا کہ کل صوفیوں کے سرحلقہ ہوئے
اور اس وقت تک ان کے مزار پر ہر قسم اشرفیوں کا شکر پڑتا ہے۔ بہت سے
اہل طریقہ کو شرف و بیعت ملا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو ان پر فوقیت دی
ہے۔ مولانا اپنے دیوان میں کہتے ہیں۔

گر نہ علم حال فوق قال بودے کے شدے
بندۂ اعیان بخارا خواجۂ نساج را

بعض بزرگ کہتے ہیں کہ خواجہ نساج سے مقصود ہی شیخ دقاق
ہیں ... شیخ ... صوفیہ کرام کی رعایت کرتے ہیں اور ان کی گراں خاطری
کے روادار نہیں ہوتے۔ شیخ ابو عباس قصاب اپنے وقت کے بزرگ تھے۔ مصر
سے ایک خواہاں ان کی ملاقات کے لئے آیا اس نے شیخ کو سلام نہیں کیا اور بے ادبی
سے ... خانہ میں گیا جنت آبخورے کو ... رکھے تو ٹوٹا ہے۔
اس کے بعد اپنے شیخ سے کہا میرے ... شیخ کو جب معلوم ہوا کہ
سب آبخورے ٹوٹ گئے ہیں تو حکم دیا کہ ... سو ... طہارت خانہ

سے باہر نکلا اور بولا کہ شیخ سے کہو کہ [illegible] نہیں [illegible] میرے سامنے لے گئے پیش کیے۔ شیخ نے سن لیا۔ وہ کھڑے ہوئے اور [illegible] لائی۔ شیخ نے دونوں ہاتھوں سے تھام کر [illegible] کہ صاحب [illegible] کہ اس کی ڈاڑھی [illegible] ہے۔ اس [illegible] کے قدموں پر گر پڑا اور بولا کہ آج مسلمان ہوتا ہوں۔

سید شریف فرماتے تھے کہ جو شخص فقراء و مریدین کی خدمت سے دریغ کرے وہ بڑا بد نصیب ہے۔ ابو عبداللہ سے منقول ہے کہ جو دوستوں کی خدمت نہیں کرتا اس کو خدا ایسی ذلت میں گرفتار کرتا ہے جس سے نجات نہیں [illegible] کی خدمت سعادت مندی کا نشان ہے جس نے بندوں کی خدمت کی وہ [illegible] کی بھی خدمت بجا لا سکتا ہے۔ صوفیہ [illegible] ہیں [illegible] خدمت [illegible] دیکھتے ہیں۔ ان کی نظر میں خلق کی خدمت ہی خدمت خالق ہے۔

ابو طالب خزرج شیراز آئے تو ان کو پیٹ کی بیماری تھی۔ شیخ عبداللہ خفیف نے ان کی خدمت اختیار کی رات کو چند بار [illegible] خدمت کرتے تھے ایک رات عبداللہ کو کسی قدر غفلت ہو گئی [illegible] دوسری [illegible] پیش کیا [illegible] جب تو مخلوق کی خدمت نہیں کر سکتا تو خالق کی خدمت کیا کر سکے گا۔ [illegible]

لے [illegible] حضرت جنید [illegible] شیخ [illegible] عبداللہ خفیف شیرازی [illegible]

پڑی مصیبت آ پڑی اور انہوں نے نہ سُنا۔ دوسری بار پھر آ پڑی اور بہت تھوڑی محنت ہو دو اللہ سے درخواست پیش کیا۔ ایک بزرگ نے شیخ عبداللہ سے پوچھا کہ تم سے محنت کیسے سنی گئی وہ بولے کہ جس طرح بزرگوں سے دعا سنی جاتی ہے جس شخص نے استاد کے ساتھ بدتمیزی نہ کی اس کے بچہ کی مار نہ کھائی اور محنت برداشت نہ کی اس کو استاد سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ درویشوں کی خدمت گذاری میں تمیز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہر ایک درویش کی خدمت لازم ہے تاکہ مردان حق میں سے اس کا قصور و فوت نہ ہو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبادت نفل خدمت سے بہتر ہے لیکن یہ غلط ہے کیونکہ عبادت کا نتیجہ ثواب ہے، خدمت کا نتیجہ ہے کہ جس کے ساتھ احسان کیا جائے وہ خدمت کرنے والے سے محبت کرنے لگے تو سب میں محبت پیدا کرنا نفل عبادت سے یقیناً بہتر ہے۔

شیخ ابو علی [illegible] نے تحصیل و تکمیل کے بعد طریقت کی منزل میں داخل ہوئے اور شیخ ابو القاسم گرگانی کی خدمت اختیار کی۔ ایک دن شیخ [illegible] داخل ہوئے [illegible] نے وضو کا پانی گرمایا تھا، ڈال دیا [illegible] سے باہر آئے [illegible] تو پوچھا کہ گرمایا ہے کس نے پانی [illegible] اس سے

[illegible]

خاموش رہے۔ استاد نے مکرر پوچھا پھر بھی انہوں نے جواب نہ دیا جب تیسری بار سوال کیا یہ بولے کہ میں کتا" استاد نے کہا اے بوڑھے جو کچھ ہم نے ستر سال میں حاصل کیا تھا وہ تو نے ایک ڈول پانی میں پا لیا۔ شیخ ابو مدین کہتے تھے کہ جب ان کی روح جوار قدس سے جسم میں داخل کرنے کے لئے دنیا میں لائی جا رہی تھی تو میں آسمان پر پہنچی تھی وہاں کے فرشتے کہتے تھے کہ اس کو عالم قدس سے اس دنیا میں کیوں لئے جاتے ہو جہاں شر و فساد ہے۔ حق تعالے سے خطاب ہوتا ہے کہ قسم ہے میرے عزت و جلال کی اگر یہ سو ہزار برس تک جوار قدس میں رہتا تو وہ مرتبہ نہ پاتا۔ جو کسی بوڑھی عورت یا مزدور کو ایک گھونٹ پانی پلانے سے حاصل ہوگا۔ اکابر شریعت نے غیر مشروع اشیاء فراہم کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔ لیکن مشائخ کی سنت یہ رہی ہے کہ کبھی ناجائز شئے نہ ملنے کی وجہ سے کسی شخص کو تکلیف پہنچ رہی ہو تو اس کو دفع درد و دور کرنے کے لئے وہ غیر مشروع چیز بھی مہیا کر دینا چاہئے حتی کہ باندی موجود نہ ہو تو جا خرقہ اور سجادہ رہن کر کے درویش کی خدمت کرے۔

حق تعالے نے خدمت کا مرتبہ اتنا بلند کیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام کی تمنا کرتے تھے ایک روز جب کی دعوت تھی چند درویش ذوق و شوق سے بزم میں آ گئے اور پوچھا کہ اس گروہ کا سردار کون ہے تو حضور نے فرمایا سید القوم خادمہم" یعنی ان کا سردار ان کا خادم ہے۔ اکابر کا قول ہے کہ خدمت مقام ابرار ہے اور شیخ مقام مقربون ہے کیونکہ خادم کا مقصود خدمت سے ثواب آخرت ہے مگر شیخ بجز ذات حق کے کچھ نہیں ہے۔

کچھ بندے ایسے ہیں جو ہمیشہ وقت عبادت اور نوافل کے پابند رہتے

ہیں تاکہ ثواب آخرت حاصل ہو۔ یہ دعشت عارفین میں بھی موجود ہے لیکن ان میں کوئی
غفلت یا کوئی غرض نہیں ہوتی وہ حق کی بندگی کے لئے کرتے ہیں۔ ثواب آخرت
کے لئے نہیں کرتے۔

۵۔ عابدوں اور زاہدوں میں یہ فرق ہے کہ وہ عبادت کرتے ہیں مگر دنیا کی رغبت
باقی ہوتی ہے۔ آخرت یہ فرق ہے کہ … وجود و متعلقہ عبادت گزار ہو سکتے ہیں بس
نتیجہ یہ ہو کہ واصلوں کے دو گروہ ہیں اور سالکوں کے چار گروہ اور آخر الذکر گروہوں سے
دو دو متشبہ ہیں۔ ایک صادق دوسرا باطل (۱) صوفیہ کے متشبہ صادق متصوفہ ہیں جو
صوفیہ کے احوال پر مطلع ہیں لیکن صفات نفس باقی رہنے کی وجہ سے مقصود اصلی تک
نہیں پہنچتے۔ (۲) صوفیہ کا متشبہ باطل وہ لوگ ہیں جو خود کو صوفی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن
ان کے عقائد … سے … ہیں … بندگی چھوڑ کر … شروع
کر … کہتے ہیں کہ احکام شریعت کی پابندی عوام کے لئے ہے نہ کہ خواص
اہل حقیقت کے لئے یہ فرقہ باطنیہ ہے۔

(۳) مجذوبوں کا متشبہ صادق وہ ہے جن کی ابھی تک خودی ختم نہ ہوئی
اور صفات نفس ابھی تک باقی ہیں جب تجلی کی بجلی چمکتی ہے تو ان کے نفس کی
تاریکی دور ہو جاتی ہے اور جب وہ مخفی ہو جاتی ہے تو وہ حجاب میں غرق ہو جاتے ہیں
لیکن … نہیں ہوتا کیونکہ … ہوتا ہے۔

(۴) مجذوبوں کے متشبہ باطل وہ لوگ ہیں جو زندقہ اور توحید کا دعویٰ کرتے ہیں۔
اپنی حرکات و سکنات خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن ان کی مراد اس تمہید سے
بے گناہوں کا … ہوتا ہے پھر شرمندگی سے بچنے کے لئے … ذات حق

کہ سبب جنت میں ہیں وہ زندیق ہیں۔

سہیل بن عبد اللہ تستری سے کسی نے پوچھا کہ فلاں شخص [illegible] کہتا ہے کہ میں نفس

ارادت حق کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

دیا کہ وہ شخص اگر محل شریعت کا پابند ہے [illegible] [illegible]

تو وہ صدیق ہے اگر [illegible] شریعت کی مخالفت [illegible] نہیں [illegible]

طاعت دور کرنے کے لئے اپنے افعال حق کی طرف منسوب کرتا ہے تو وہ

زندیق ہے۔

سید شریف نے شرح [illegible] میں [illegible] [illegible] شریعت سے

انکار کرتے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

توحید کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

ان کی اکثر کوشش تخریب رسوم [illegible] [illegible]

مراسم کی پابندی نہیں کرتے [illegible] [illegible]

کرتے ہیں اسباب دنیوی [illegible] [illegible]

وہ قلندریہ کہلاتے ہیں [illegible] [illegible]

اشرف فرماتے کہ قلندر وہ ہے جو دنیا کے تعلقات [illegible] [illegible]

کوئی دقیقہ [illegible] [illegible]

آج کل جو لوگ قلندریہ [illegible] [illegible]

اور [illegible] [illegible] [illegible]

زہد کی حقیقت تک نہیں پہنچے۔ بعض خداپرست ایسے ہیں جن کی نیت حق
کی خدمت ہوتی ہے لیکن کبھی نفس کے غصے سے بھی خدا کی آمیزش ہوتی ہے
کبھی اپنی شان و منزلت کے لئے ان لوگوں کی خدمت کرتے ہیں جو خدمت کے مستحق نہ
ہوں اور جو مستحق خدمت ہوں ان کو محروم رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کو متزلزل کہتے ہیں۔

(۳) خادموں کا متشبہ باطل وہ ہے جو دنیا کی منفعت کے لئے خلق کی خدمت
کرتا ہے اور نفع حاصل نہ ہو تو خدمت چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا مقصود جاہ و
مال ہے اپنے نفس کے لئے خدمت کیا کرتے ہیں یہ لوگ متخدم کہلاتے ہیں۔

(۴) عابدوں کا متشبہ صادق وہ ہے جو اپنے وقت عبادت میں صرف
کرے لیکن نفس کی نزہت کی وجہ سے اس کے دل میں وہ اور دینی شوق اور ذوق
نہ ہو عبادت کی لذت نہ پاتی ہو اور بہ تکلف عبادت کرتا ہو ایسے شخص کو
متعبد کہتے ہیں۔

(۴) عابدوں کا متشبہ باطل وہ ہے جو قبول خلق کے لئے عبادت کرے
اس کے دل میں ثواب آخرت پر ایمان نہ ہو جب تک یہ خدمت ہوتی ہے کہ
کوئی دوسرا شخص اس کی عبادت دیکھ رہا ہے وہ ان عبادت پر قائم نظر آتا ہے
ہم سب کو ریاکاری اور قبول خلق کے لئے اظہار عبادت سے محفوظ رکھے۔

خداوند تعالے نے بہ قدرت کاملہ ایک درجہ ولایت کا بھی پیدا کیا ہے۔
یہ حضرات زمین پر ہیں جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور
کافروں کی فوجوں پر مومنوں کو فتح حاصل ہوتی ہے ان میں سے بعض
کے مرتبہ میں اور حضرت کی نسبت سے پہنچا گیا ہے یا مشہور درجہ کو دیا ہے۔

یاد کرادوں۔ شیخ نے جواب دیا کہ اپنا دل درست کرو [illegible] وقت [illegible]
پیدا ہو گیا۔ غوث [illegible]
[illegible] غوث [illegible]
[illegible]
شیخ [illegible]
کی تعلیم کے مطابق عبادت میں مشغول [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہو گئے تھے۔

[illegible]

[illegible]

خدمت پر متعین ہے۔

[illegible]

[illegible] شیخ [illegible] برس کے [illegible] باپ کے ساتھ شکار کے لئے
پہاڑ کی طرف گئے۔ [illegible] ہمراہیوں سے [illegible] میں پہنچے تو دیکھا کہ
[illegible] بیٹھے ہیں [illegible] شیخ [illegible] ان کے درمیان میں
[illegible] گھوڑے سے اتر کر شیخ کے پاؤں پر گر پڑے۔ گھوڑا
[illegible]
[illegible]
[illegible] نصیحت [illegible]
[illegible] آئے۔

[illegible] نہیں مگر
ممکن ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] پر مسلم
[illegible]
[illegible]
[illegible] پرستوں کو
[illegible]
[illegible]
موجود [illegible]

بائب ٥ و ١٣ و ٢٠	مغرب ٧ و ١٤ و ١٩ و ٢٧	نیرت ٢ و ١٠ و ١٧ و ٢٥
شمال ٨ و ١٥ و ٢٣ و ٣٠		جنوب ١ و ١٨ و ٢٦ و ٣
ایشان ٦ و ١٢ و ٢٨	مشرق ٧ و ٢٢ و ٢٩	اگنی ١ و ٥ و ١٩ و ٢٧
کبیتی کبینی	بامشش باسشن	کبتیغ کبتیب	مشش مسشہ

مندرجہ بالا نقشہ میں ... نیرت ... جنوب ... مغرب ... بائب ... ایشان ... مشرق ... شمال ہے۔

ہر قمری مہینہ کی پہلی تاریخ کو ... جنوب میں ... نیرت میں۔ تیسری کو جنوب میں چوتھی کو مغرب میں۔ پانچویں کو بائب میں ... ایشان میں ... مشرق میں ... شمال ... اگنی میں ... نیرت میں ... ہے۔

معلوم نہیں کہاں سے آ گئی۔ میں نے کہا کہ تم اس شخص سے واقف نہ
تھے تو محبت کی وجہ کیا تھی۔ درویش نے جواب دیا کہ یہ ہماری طریقت ہے۔ امیر
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دعویٰ ہو تو مجبوری ہے، بشرطیکہ [illegible] شریعت [illegible]

کرامت کا تذکرہ جائز ہے۔

معجزہ کرامت۔ [illegible]

خرقِ عادت کا ظہور ہو تو معجزہ ہے [illegible]

ہے اور اگر خلافِ شریعت [illegible]

[illegible]

کرامت بھی [illegible]

زکریا علیہ السلام [illegible]

حضرت مریم کے پاس رزق پہنچتا [illegible] کرامت [illegible]

[illegible]

احادیث سے بھی کرامت کا ثبوت ہوتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

میں بیٹھ رہے، ایک پتھر [illegible]

[illegible] پریشان [illegible]

اپنی زندگی میں [illegible]

پیش کریں [illegible]

ماں باپ زندہ تھے [illegible]

[illegible]

ثبوت ہے۔

ایک ساعت میں سمرقند سے کعبہ جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بہت سہل ہے شیطان طرفۃ العین میں مشرق سے مغرب کی طرف پہنچ جاتا ہے۔

شیخ صدقہ بغدادی ایک دن خوش الحان قوالوں کی مجلس وعظ میں آئے اور مشائخ کے درمیان بیٹھ گئے حضرت مجلس میں تشریف لائے تو ان کی [illegible] نے کچھ پڑھا تو سب حاضرین پر وجد کا غلبہ طاری ہو گیا شیخ صدقہ کو بہت تعجب ہوا اور دل میں سوچنے لگے کہ حضرت نے کچھ نہیں کہا اور وجد کی حالت کیونکر طاری ہوئی تو حضرت ان کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ اس وقت میرا ایک مرید بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں آیا ہے اور میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے تمام حاضرین اس کی [illegible] میں مصروف ہیں۔ شیخ صدقہ کو یہ وسوسہ ہوا کہ جو شخص ایک قدم میں بیت المقدس سے بغداد آیا ہے اس کو توبہ کی ضرورت کیا اور پیری کی کیا حاجت۔ حضرت نے تبسم [illegible] فرمایا کہ اس کو توبہ اس امر کی چاہیے کہ دوبارہ ہوا پر نہ اڑے اور میری صحبت سے [illegible] محبت کا راستہ دکھائے۔

سید اشرف فرماتے تھے کہ کرامات اور خوارق عادات کی طرف [illegible] کی نظر ابتدائے حال میں ہوتی ہے [illegible] امام غزالی کے مرشد خواجہ یوسف ہمدانی نے فرمایا ہے کہ یہ سب [illegible] ہیں جن سے اہل طریقت کی پرورش کی جاتی ہے غرض کا [illegible] کرامات [illegible] کبھی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ہوتا ہے [illegible] کے [illegible] اس [illegible] سے [illegible] درجہ [illegible]

مقصود ہوتی ہے۔

لطیفہ چہارم

اہلیت شیخ کی اور آداب مرشد و مرید

شیخ کو ضروری ہے کہ [illegible] چاہیئے تاکہ
مرید کے دل کے [illegible] کی دشواریوں سے آزاد کے
[illegible] نہیں۔

مرید [illegible] ہیں، ایک معتقد محض اور دوسرے محب اور
محبوب [illegible] مریدوں کو جلد
[illegible] کی تمام
[illegible] کے مرتبہ
[illegible] پر اس
[illegible] ہیں ہے۔

شیخ [illegible] ہیں۔ [illegible]
[illegible] واقف نہیں ہوا۔
[illegible] اس میں [illegible] زیادہ
فساد کا اندیشہ ہے۔

[illegible] می کنند [illegible] نیست [illegible] می کنند

نہایت زبردست ملکہ تھی اور حضرت شیخ کی بہت ارادت رکھتی
تھی۔ دشمنوں نے بادشاہ کو خبر دی کہ آپ کی والدہ نے پوشیدہ طور سے حضرت شیخ
مجدالدین سے نکاح کر لیا ہے۔ سلطان اس خبر سے رنجیدہ ہوا اور حکم دیا کہ شیخ
کو دریائے دجلہ میں غرق کر دو۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضرت شیخ کو جب اس بات کی خبر ہوئی
نجم الدین کو بہت رنج ہوا اور بہت دیر تک چپ رہے پھر فرمایا کہ میں نے
خدا سے درخواست کی ہے کہ اس فرزند کے خون بہا میں سلطنت اس سے لے
لی جائے۔

بادشاہ کو خبر ہوئی تو بہت پشیمان ہوا۔ حضرت شیخ کی خدمت میں پیدل حاضر ہوا
ایک سونے کا طشت اشرفیوں سے بھرا ہوا اور تلوار اور کفن رکھ کر حضرت کے سامنے
گیا اور آکر کہنے لگا کہ حضور قصور ہو گیا ہے اگر خون کا بدلہ چاہیے تو یہ سر حاضر ہے
حاضر ہے۔ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ اس کا خون بہا
تمام ملک ہے تیرا سر اور ہمارے سر بھی اس کے ساتھ جائیں گے
کان ذالک فی الکتاب مسطورا یعنی یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ بادشاہ
ناامید ہو کر واپس گیا تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد چنگیز خان نے خروج کیا اور
سلطنت تباہ ہوئی۔ اس وقت حضرت شیخ نے اپنے مریدوں کو
ساتھ لے کر ... حضرت شیخ نے ان کو ارشاد کیا کہ تم اپنے
اپنے ملک کو چلے جاؤ۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو ...
تو بس نہیں ... حضرت شیخ ...
اور ... حضرت شیخ ...

سے رخصت ہوئے اور دوسرے شیخ کے پاس گئے [illegible] وہ کہتے تھے کہ تم کو شیخ کی صحبت نہیں [illegible] شیخ امیر [illegible] انھوں نے اپنی خدمت میں رہنا منظور کیا [illegible] کے تھے، شیخ امیر کی صحبت سے درجہ [illegible] مل گیا۔

مولانا فخر الدین زرادی [illegible] مصر کے ایک مدرسہ میں [illegible] دل سرد ہوا [illegible] شیخ کی خدمت میں [illegible] میں مشغول ہوئے جب تک وہ زندہ رہے ان کی خدمت کی ان کی وفات کے بعد شیخ [illegible] کی تلاش میں سفر [illegible] شیخ [illegible] ان کے پاس پہنچے [illegible] انھی سے تعلق [illegible] کے فرزند سے [illegible]

---

۱ سال وفات ۷۸۲ھ کے بعد [illegible] وفات پائی [illegible] شیخ [illegible] کے بعد شیخ [illegible] کے پاس پہنچے [illegible] مستفید ہوئے۔

۲ شیخ رکن الدین [illegible] شیخ عبد [illegible] خلیفہ و جانشین [illegible] تعلق [illegible] شیخ [illegible] اور تعلق [illegible] جانشین ہوئے۔

لوہے کو اتنی قوت مقناطیس نے اپنی خاصیت تو نہ بخشی اور محبوب کو خاصیت کی
کہ دوسرے لوہے کو جذب کرے۔ اسی طرح روحِ محمدی نے جو مجذوب نہ محبوب تھی
جذب کی خاصیت بزرگوں موصوفہ کی روح خاصیت کی مدد سے ... ہر ایک
نے اپنی استعداد کے مطابق اس خاصیت سے حصہ پایا۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ کی ...
سب اسی خاصیت سے فیضیاب ہوتے ہیں اور مرید ... مشائخ کی
ارواح سے ربط پیدا کرتا ہے جس میں محبت ہی کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ
مشائخ کی ارواح ... قائم ہیں۔ لیکن تمام مریدی روح مشائخ کی
کی روح سے متصل ہوتی ہے وہ محبت کی خاصیت میراث پاتا ہے اور اولیاء اللہ
کے مرتبہ کو پہنچتا ہے لیکن جس شخص نے محبت ہی کو خاصیت سے دوسرے شخص نے
نہ حاصل کی جو وہ مرتبہ مردوں ... تک پہنچتے ... تک
اس کی رسائی نہیں ہوتی۔

سید اشرف فرماتے تھے کہ شیخی کے لئے چند شرطیں ضرور ... ہیں مگر
دس شرطیں نہایت ضروری ہیں۔

شرط اول یہ ہے کہ جب تک پیر مرشد اجازت نہ دے اپنی خوشی سے
بغیر اجازت کے اس منصب کی ہمت نہ کرے

دستار بزرگی نیز کی بدست ... ہر کے ... پیوستہ است

شیخ شہاب الدین ... ادب

سہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے شاگرد اور خلیفہ ... میں وفات پائی۔

دیکھا کہ امیرالمومنین حضرت علی نے ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور بشارت دی کہ حق تعالیٰ
تم کو فرزند نجیب دے گا۔ جب وہ بیٹا پیدا ہوا تو انھوں نے علی نام رکھا اور
نجیب الدین لقب مقرر کیا۔ صاحب زادہ کو نو عمری سے بچوں سے مخالفت تھی۔
ان کے بچپن میں جب ان کی والدہ جب ان کو بیت الخلا لے جاتی تھیں تو ان کے کپڑے تبدیل
کراتی تھیں وہ بہت گریہ کرتے تھے کہ میں عورتوں کے کپڑے نہیں پہنتا۔ لڑکپن
میں کبھی کسی کی خدمت نہیں کی تھی۔ جب وہ بڑے ہوئے ذوق صحبت پیدا ہوا صحبت میں
رہنے لگے تو خواب میں دیکھا کہ شیخ شہاب الدین کے روضہ سے ایک پیر برآمد ہوئے ان کے عقب
میں چند درویش تھے جو ایک دوسرے کے پیچھے چلتے تھے۔ پیر اور نجیب الدین کو دیکھ کر
مسکرائے اور انھوں نے ایک ٹوپی آخری پیر کے ہاتھ میں دی اور کہا یہ امانت ہے جو فلاں
شخص کے سپرد کی ہے۔ نجیب الدین بیدار ہوئے اپنا خواب اپنے دوستوں سے بیان کیا تو
انھوں نے کہا اس خواب کی تعبیر سوائے شیخ شہاب الدین کے کوئی نہیں دے
سکتا۔ ایک شخص ان کے پاس جب گئے تو شیخ شہاب الدین نے کہا کہ یہ خواب سوائے
تمہارے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ پیر وہی شیخ تھے اور دوسرے درویش ان کے
سلسلے کے خلفا تھے جو ایک کے بعد ایک آخری درویش زندہ ہیں جو تربیت ان کے
سپرد کی گئی ہے۔ اس شیخ کی تلاش کرنا چاہیے۔ اس کے بعد نجیب الدین بزغش نے شیخ
(ی)
وہ سعادت حاصل کی اور حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی

۱؎ شیخ نجیب الدین بزغش کو کسی نے خرقہ نہیں دیا تھا۔ انھوں نے صرف
خواب میں ولایت کی بشارت دی تھی۔

کی خدمت میں پہنچے تو پیرزادوں نے جو بزرگ تھے ان کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ کو جو خواب کی خبر تھی انہوں نے کہا کہ حضرت شیخ محمد معصوم کی جگہ سفر شاہ کو بہتر ہے اور حق رہیں تو مسند ارشاد بچھا دیں [illegible] تب کی بات سن کے رکے [illegible] برس تک شیخ کی خدمت میں رہے۔ خرقہ و اجازت پا کر شہر [illegible] گئے وہاں خانقاہ بنائی اور طالبوں کے ارشاد میں مشغول ہوئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شیخ کی نسبت جو متعلمین [illegible] مستقر ہے ممکن نہیں ہوتی بجز اس کے کہ شیخ ذکر سے [illegible] ان کی تعلیم و تربیت دل کی یاد ان کے ساتھ [illegible] ذکر قلبی سے یادداشت معنوی کے مرتبہ تک یادداشت معنوی [illegible] حاصل نہ ہو۔ جب یہ نسبت حاصل ہو تب خواجگان نقشبندیہ اس کو بشارت کرتے ہیں اور طالبوں کی تربیت و تلقین کی اجازت دیتے ہیں۔

شیخ [illegible] مستغرق [illegible] درد کی [illegible] حضرت یوسف [illegible] [illegible] کی خبر [illegible] حق [illegible] کی [illegible] کہتے ہیں [illegible] کے دل میں [illegible] عشق [illegible] [illegible] کی طرف [illegible]

اور توحید و معرفت پر گفتگو ہوئی۔ شیخ نے کہا تم یہ باتیں تقلید سے کہتے ہو ورنہ اگر
قائل ہوتے ورنہ ہم کو ہزاروں دلیلیں خدا کے وجود، توحید اور اس کی ذات
و ماہیت کے معلوم ہیں۔ ہم مقلد کیونکر کہے جا سکتے ہیں۔

شیخ نے فرمایا تم کو دس ہزار دلیلیں معلوم ہوں تو بھی مقلد ہو۔ انہوں نے
دعوے کا ثبوت مانگا تو شیخ نے خادم سے کہا کہ تین موتی اور ایک طشت لا۔ طشت
آیا تو شیخ نے ان دونوں سے پوچھا کہ موتی کی نسبت کیا ہے جواب دیا کہ نیساں
کی بارش کے قطرے سیپ میں پڑے اور خدا کی قدرت سے موتی بن گئے۔ شیخ نے
موتیوں کو طشت میں ڈال کر فرمایا کہ یہ محقق ہو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو تو یہ تینوں
موتی ہیں اور پھر سے پانی بن جائیں گے تم شروع کرو جب میری نوبت آئے گی
تب میں بھی کہوں گا۔ کسی نے بسم اللہ پڑھی مگر موتی اپنی حالت پر رہے۔ پھر
جب شیخ کی نوبت آئی تو دونوں نے طشت کے قریب منہ کرکے کہا بسم اللہ الرحمن
الرحیم تینوں موتی پانی ہو گئے اور طشت میں گھومنے لگے۔ شیخ نے کہا خدا تعالیٰ کی
کے حکم سے سب ہو جاتا۔ فوراً ایک دانہ ہر ایک منتر کا بن گیا سب متحیر ہوئے اور
اقرار کیا کہ ہم تقلید میں گرفتار تھے اور آپ درجہ تحقیق پر ہیں۔

تیسری شرط یہ ہے کہ مرید کے ہر ایک سبب عمل پر واقف رہے۔ اس
کو دخل نہ دے ورنہ سجادہ کا حق ادا نہ ہوگا پیر کا منصب مرید کو تمام ظاہری اور
باطنی برائیوں سے پاک کرنا ہے اس کی مثال بادشاہ کی ہے جو رعایا کے مال میں
خیانت کرے تو آخرت میں مواخذہ ہوگا حضرت کے مرید کی بہت سی قصہ متقدم
کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ شیخ ان حرکات مرید کا محاسبہ لازم سمجھے جن سے عزیمت
پر کوئی حرف آئے یا رخصت کی جانب میل ہو کیونکہ ترک عزیمت خواص کے لیے ایسا ہی
رکھتا ہے جیسے حرام۔ یہی حقیقت ہے کہ جب کوئی مرید عزیمت سے ہٹ جائے تو
ریاضت اور مجاہدے کرتا رہے۔ حضرت شبلی جو کچھ نہیں۔ حضرت شیخ جنید بغدادی
کی عادت تھی کہ جو شخص ذرا سی بھی رخصت کی طرف مائل ہو اس کا محاسبہ کرتے تھے۔
چوتھی شرط یہ کہ ایک دوسرے کے عیوب حضرت سے بیان کریں کوئی مرید دوسرے
کی شکایت کرتا ہو کہ فلاں میں یہ برائی ہے تو اس سے بہت خفا ہوتے تھے شیخ اور مرید دونوں
سمجھ لیں کہ اس شکایت کرنے سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں کیونکہ حقوق
نفس کی شرارت سے آدمی دوسروں کے عیب دیکھتا ہے۔ اسی طرح شیخ کو بھی فرض
ہے کہ مرید کو اس کے نفس کے عیوب دکھائے مگر اس طرح سے کہ پہلے مرید اپنا عمل کرے
جب کبھی اس سے ظاہر ہوتا ہے تو شیخ کو ... اس لیے کہ
... کہ مرید کے نفس کو توڑے اس کی عاجزی ثابت کرے اور حق کا کمال
دکھائے۔ مرید جب ... تو شیخ ... اور پیر کی محنت
ضائع کرتا ہے۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ مرید کے سامنے تعریف و تنقید سے ...
مرید پر مرید کی بے عزتی نہ کرے کیونکہ شیخ ... ادب ... سے عزت ہیبت
کم ہو جاتی ہے مرید کو نقصان پہنچتا ہے ... کہ مرید حق ... کے
... جو معروف نعیم
... کی ... تا ... فیض سے محروم رہتا ہے۔ شیخ

مثلاً وہ مناجات اور دعاؤں کا شوق ہو، ذکر و فکر کی طرف توجہ نہ ہو تو اس کو اشغال بتاتے
اور جس کو وظائف کی طرف رغبت نہ ہو بلکہ نماز فرض ہی کی بہت پابندی ہو
اس کو وظائف کی ترغیب دیتا ہے پھر بیچ میں اشغال باطنی میں زیادہ لگا دیتے۔

اگر دو مرید مختلف مشائخ کے تحت ہیں تو ایک کو وظائف کی تعلیم ہو اور
دوسرے کو ذکر و فکر کی باہم ملاقات کریں اور ایک دوسرے کے اشغال
دریافت کریں تو تعجب نہیں کہ مختلف ہے اللہ کی ذات ہے۔

ابوبکر قحطبی سے اجداد کسی ایک شیخ نے پوچھا کہ تم نے اپنے پیر سے کیا تعلیم
کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عبادت کرنے اور تقصیرات پر شرمندہ رہنے کی تاکید
کی ہے۔ اس شیخ نے کہا کہ تمہارے پیر کو تصوف اور توحید میں زیادہ دخل
نہیں معلوم ہوتا جو انہی حقیقت دیکھتے ہیں وہ واللہ خلقکم وما تعملون۔
مد نظر نہیں رکھتے کہ کرنے والا تو اللہ ہے عمل کو اپنی طرف منسوب کریں۔ اس
بزرگ کا قول صحیح تو ہے لیکن یہ تعلیم ہر مرید کے مناسب حال نہیں۔ اور یہ بات بھی ہے
یقینی نہیں ہے ابوبکر قحطبی کے دل میں اگر اپنے پیر سے بدظنی پیدا ہو جاتی تو ان کے
سلوک میں ضرور خلل پڑتا۔

حکیم حاذق ہر مریض کو اس کی بیماری کے مطابق دوا بتاتا ہے اور
یا حسب ضرورت تبدیل کرتا ہے لیکن تم پہ یہ بحث ہوتا ہے کہ کرتا ہے۔

سنہ وفات ۳۲۸ھ۔ عبداللہ بن محمد بن ... نام ... وفات
پائی۔

اسی طرح مشائخ کی جو مجاہدہ مریدوں کے مناسب حال ہو بتاتے ہیں کسی کو سخت کسی
کو آسان۔ ایک مرید دوسرے کے حال پر قیاس کرنے لگے تو نفع سے محروم
رہے۔ خواجہ مظفر کرمانی شاہی گھرانے سے تھے اور سلطنت کی حالت میں دل بیعت
ہو کر مجاہدہ سے ہوئی۔ شیخ ابو سعید ابو الخیر فرماتے تھے کہ ہم کو اپنی درگاہ میں بندگی
کی راہ سے لائے اور خواجہ مظفر کو خداوندی کے راستہ سے یعنی ہم نے مجاہدہ
شروع کیا اور خواجہ مظفر مشاہدہ کے بعد مجاہدہ میں آئے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ مرید کو قوت حال کی تائید کرے اور اس کو
بچائے کہ عادات اور طبیعت دوسری کو کشش کے رزق دے تاکہ جب تک مرید
کو یقین اور قوت حاصل نہ ہو جائے اس کو تجرید کے راستے پر نہ لگائے۔ عدم کشش
تخم ہے جو معدہ کی زمین میں جاتا ہے اگر حلال ہے تو نیک اعمال کے درخت
پیدا ہوں گے مشتبہ ہے تو خطرات زیادہ پیدا ہوں گے عبادت میں کاہلی ہوگی۔
حرام ہے تو گناہ کے درخت اگیں گے۔ اسی کی طرف شیخ ابو عثمان مغربی نے اشارہ
اپنے کلمات کی [illegible] کی تائید کی تاکہ بچہ پاکیزہ دودھ پیا جائے۔ جیسے
بیان ہو چکا ہے کہ شیخ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] اپنے ہاتھ سے
[illegible] [illegible] کی خدمت پوری کرتی تھیں [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] شیخ ابو [illegible] آئے تو

فرمایا کہ یہ لوگ ان باتوں کے معتقد نہیں [illegible] گفتگو کا رخ جب دنیا پرستوں [illegible]
نے کہا میں معتقد ہوں آپ نے فرمایا کہ آمد سخن بند ہو گئی [illegible] حضرت
الحق ذکا معیار رہے۔ ایک بار حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
سے حقائق بیان فرما رہے تھے تو [illegible] حضرات [illegible]
سننے کی قابلیت نہ رکھتے تھے آنحضرت نے فرمایا کہ [illegible]
برتنوں کو ڈھک لو جو محرم اسرار تھے وہ [illegible] کا مطلب یہ [illegible]
دلچسپ ذکر مگر جو حضرات نو وارد تھے وہ ان معارف کی [illegible] نہ رکھتے تھے
نے ارشاد کا یہ مطلب سمجھے کہ اپنے پیالوں کا منہ ڈھک لو کہ [illegible]
پہنچے۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ منبر پر بیان کرتے تھے [illegible]
جب تک بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نہ آتیں وعظ شروع نہیں کرتے تھے۔ [illegible]
انتظار کرنا پڑا تو کسی شخص نے ٹوکا کہ [illegible] انتظار کر رہے ہیں [illegible]
کو رستہ دیکھتے ہیں خواجہ نے فرمایا کہ جو [illegible]
کے منہ میں کیسے رکھ دوں۔

ایک بادشاہ نے اپنی لڑکی کا عقد [illegible] حضرت [illegible] سے کرنا چاہا [illegible]
بوجہ عدم مناسبت قبول نہ کیا تھا۔ لڑکی نے ان کے پاس [illegible]

له حضرت شقیق [illegible] مشائخ خراسان کے [illegible] مشہور [illegible]
اور شیخ ابراہیم ادہم کی [illegible] مرید [illegible]

آپ کو خود دیتی تھیں. جب آپ نے خدمت کی فقیر کو دولت معنوی حاصل ہو گئی
تو آپ کی [illegible] سنکر [illegible] نے نکاح قبول کیا چند روز کے بعد
اس لڑکی کے [illegible] اس قدر بڑھے کہ شیخ [illegible] سے [illegible] تھے
[illegible] کی خدمت میں [illegible] گئے تب وہ فوت ہو گئے بیوی کی
[illegible] سلطان المشائخ کی خدمت میں زیادہ ہو گئی تو سلطان [illegible] کو
[illegible] ہوئی بیوی نے کہا کہ تم [illegible] میری [illegible]
سلطان المشائخ کی خدمت میں وہ [illegible] باقی تھیں. ایک روز سلطان المشائخ
[illegible] بیوی کی [illegible] خدمت [illegible]
کو جب [illegible] آپ کے پاس بیٹھی [illegible]
[illegible] آپ کے پاس [illegible]
[illegible]

شیخ [illegible] ایک حالت
[illegible] خلوت میں [illegible]
[illegible] واردات [illegible]
[illegible] کی نسبت [illegible] متوسط [illegible] ہے.
[illegible] محبت میں [illegible].

[illegible] شیخ [illegible] شیخ [illegible]
[illegible] شیخ [illegible] نہیں
[illegible]

ہے وہ کسی چیز سے دفع نہیں ہوتا اس گروہ کے افعال بظاہر خلاف شریعت ہوں تو بھی سمجھے کہ کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی کیونکہ پیر کا ہر فعل صواب ہے۔

سید اشرف فرماتے تھے کہ عارف جب اپنے اعیان ثابتہ (یعنی حقیقت قبل وجود فی علم اللہ) پر مطلع ہوتے ہیں اور اس میں خدمات پاتے ہیں تو ان افعال پر اقدام کرتے ہیں تاکہ جلد ہی استعفا کر لیا جائے۔ مشائخ کے بعض افعال جو بظاہر بد معلوم ہوتے ہیں اسی قبیل سے ہوتے ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ افعال ظاہر میں بد ہوں لیکن ان سے کسی دوسرے کو فائدہ پہنچانا منظور ہوتا ہے۔

حضرت مولانا روم نے اپنے فرزند سلطان ولد کو حضرت شمس الدین تبریزی کی خدمت میں دمشق بھیجا چاندی سونا دیا اور کہا کہ یہ تحفہ مولانا شمس الدین کے جوتے میں ڈال دینا اور نعلین کا رخ روم کی طرف پھیر دینا۔ یہ بھی بتایا کہ تم مولانا کو ایک خوبصورت فرنگی زادہ کے ساتھ شطرنج کھیلتے ہوئے پاؤ گے۔ جب وہ بازی جیتتے ہیں تو اس لڑکے سے سونا لیتے ہیں اور جب ہارتے ہیں تو لڑکا ان کے تھپڑ مارتا ہے۔ خبردار ان کے افعال پر انکار نہ کرنا کیونکہ وہ لڑکا گروہ محبوبیہ سے ہے اگرچہ خود ابھی آشنا نہیں ہے۔ مولانا اس کی ہدایت کے لئے کھیل کے بہانے سے دوستی پیدا کر رہے ہیں۔ سلطان ولد دمشق پہنچے تو شمس تبریزی کو شطرنج کھیلتے ہوئے پایا۔ سلطان ولد کے ہمراہیوں نے مولانا کے [illegible] سر [illegible] اور رنجش شروع کی۔ فرنگی زادہ نے جو یہ حال دیکھا تو سمجھا کہ شمس تبریزی کوئی بزرگ صوفی ہیں۔ اپنی بے ادبی پر شرمندہ ہوا۔ سر سے ٹوپی اتار کر ان کے قدم پر رکھی۔ ایمان لایا۔ اور جو کچھ مال اسباب اس کے پاس تھا لا کر شمس تبریزی

[illegible]

خواجہ بہاء الدین نقشبند سے منقول ہے کہ شیخ کی متابعت مرادات و مقامات کے حصول کا سبب ہے اور شیخ کی مخالفت سبب ہے ہر جگہ ہے شک یہ نہیں۔ اس کو ہونے والی حالت نماز کرتے کے وقت نہیں ہوسکتا۔ مرید کو چاہیئے کہ اپنے پیر کے سب افعال محبوب سمجھے اور ان کو کبھی مردود نہ خیال کرے اگر کسی وقت کوئی فعل یا قول نامناسب معلوم ہو تو یقین رکھے کہ اس میں کوئی حکمت ہوگی جو اس کے سمجھ سے باہر ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ بغیر پیر کے حکم کے اس کے کسی فعل کا تقلید نہ کرے کیونکہ ممکن ہے بعض چیزیں جو شیخ کے مناسب حال ہوں وہ مرید کے لئے زہر کی خاصیت رکھتی ہوں۔ شغل و مراقبہ میں کیا دخل ہے بلکہ بغیر حکم شیخ کی تقلید نہ کرنی چاہیئے۔ جیسے کھانے اور سونے وغیرہ میں بھی ان امور کی تقلید نہ کرے۔ کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا اپنے بیٹے کو تعلیم و تربیت کے لئے حضرت غوث الثقلین کے سپرد کر گئی تھی چند روز کے بعد آئی تو دیکھا کہ لڑکا جو کی روٹی کھاتا ہے اور بہت زرد اور دبلا ہو گیا ہے تو شیخ کی خدمت میں پہنچی تو دیکھا کہ حضرت غوث کے سامنے ایک طباق میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہیں جس کا گوشت حضرت نے تناول فرمایا تھا۔ بڑھیا نے کہا آپ مرغ کھاتے ہیں اور میرا لڑکا جو کی روٹی کھاتا ہے۔ شیخ نے ان ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر کہا اس خدا کے حکم سے جو مردہ ہڈیوں میں جان ڈالتا ہے زندہ ہو جا۔ جیسے ہی آپ نے یہ فرمایا وہ مرغ کھڑا ہو گیا۔ اور بانگ دینے لگا۔ تب شیخ نے بڑھیا سے کہا کہ جب تیرا لڑکا اس درجہ پر پہنچ جائے تب اس کو بھی اختیار ہے کہ جو چاہے کھائے۔

سید اشرف فرماتے تھے کہ مرید مبتدی مثل ایک مریض کے ہے اور پیر

تندرست ہے بیمار کو نقصان رساں چیزوں سے پرہیز ضروری ہے مگر تندرست کو چنداں کی ضرورت نہیں۔ شیخ اور مرید کا حال اس پر قیاس کرنا چاہیے بعض غذائیں جو تندرست کے لئے مفید ہیں بیمار کو ہلاک کر دیں گی بعض اسرار و اذکار شیخ کے لئے مناسب ہیں اور بعض اذکار و اشغال مرید کے لئے مناسب ہیں۔ حکیم حاذق مرض کی تشخیص کرتا ہے تو بیمار کو نامناسب غذاؤں سے منع کر دیتا ہے۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ شیخ کا قدم درست ہو یعنی وہ اس کی تبدیل نہ کرے جیسے جابر کہ ایک مرید سے سلوک کرتا تھا کہ وہ شیخ نے اس کو بکریاں چرانے کی خدمت سپرد کی تھی روز بکریاں لاتا۔ وہ شیخ جب جس جگہ حکم دیتے وہاں رکھتا تھا یا کسی کو دلائے تو اس کو دے دیتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن شیخ حقائق و معارف کا بیان کر رہے تھے کہ وہ بکریاں لیکر آیا اس نے دوبارہ پوچھا کہ یہ بکریاں کہاں رکھوں شیخ متوجہ نہ ہوئے جب تیسری بار پوچھا تو شیخ نے ناراض ہو کر کہا کہ چولھے میں۔ وہ مرید صادق اور مستقیم صاحب تھا شیخ کے فرمانے کے مطابق آگ میں جا بیٹھا۔ حضرت کو خبر ہوئی تو فوراً موقع پر گئے اور اس کو صحیح سلامت باہر لائے دیکھا گیا کہ اس کا ایک بال بھی نہ جلا تھا بعد کو اس کے سبب درجہ تکمیل کو پہنچ گئی۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ شیخ مریدوں کی تمیز کرے جس کی حالت مرادانہ شریعت معلوم ہوتی ہو تو شیخ بھی اس کا منتظر رہے جب تک مرید کی عقیدت اس مرتبہ کو نہ ہو ترقی نہیں کر سکتا جس طرح مولانا روم نے شمس تبریز کی ملاقات کی ویسی ہی مرید کو اپنے پیر کی کرنی چاہیے۔

ساتویں شرط یہ ہے کہ شیخ میں علم شریعت کی تحقیق اور اس کے پورے یقین

[illegible] وہ شخص ہیں [illegible] کی [illegible] سے [illegible]
شمس الدین تبریزی جب مکتب میں پڑھتے تھے تو چند [illegible] دن [illegible]
[illegible] نہ ہوتی تھی۔ وہ شیخ ابو بکر تبریزی کے مرید تھے [illegible] شیخ [illegible]
[illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] کے مرید تھے [illegible]
[illegible] اور سب سے فیض پایا [illegible] ہمیشہ سفر
[illegible] تب [illegible] آئے تو شیخ [illegible]
[illegible] کشف میں [illegible] ہیں۔
شمس الدین [illegible] تو آسمان پر کیوں نہیں [illegible] جس
وقت شمس تبریزی [illegible] میں تھے تو شیخ فخر الدین عراقی [illegible] مرشد
[illegible] شیخ عراقی کو [illegible]
[illegible] شمس الدین [illegible] ایک دن [illegible]
[illegible] تم کو [illegible] نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] نہیں ہے [illegible] تم کو ایک [illegible]
[illegible] شمس الدین [illegible]
[illegible] ایک دن [illegible]
[illegible] شمس الدین [illegible]
[illegible]
الدین [illegible]

کیونکہ ان میں سے بعض ان کے والد کی تصنیف تھیں اور دوسری جگہ دستیاب نہ ہو سکتی تھیں۔ شمس الدین نے وہ سب کتابیں پانی سے نکال کر پیش کر دیں تو ان پر پانی کا کچھ اثر نہ معلوم ہوا۔ مولانا نے کہا "یہ کیا بھید ہے" شمس الدین نے کہا "یہ ذوق و حال ہے تم کو اس سے کیا مطلب" یہ امر دیکھ کر مولوی ان کے معتقد ہو گئے اور تعلیم چھوڑ کر ان کی خدمت شروع کی۔ ایک دن خلوت میں شمس الدین نے کہا کہ ایک شاہد کی ضرورت ہے۔ مولانا اپنی حرم کا ہاتھ پکڑ کر سامنے لے گئے۔ شمس تبریزی نے کہا یہ میری بہن ہے اس کے بعد اپنے فرزند سلطان ولد کو پیش کیا تو فرمایا کہ یہ میرا فرزند ہے تھوڑی سی شراب مہیا کرو تاکہ ذوق پیدا ہو۔ مولانا باہر نکلے اور یہودیوں کے محلہ سے ایک گھڑا شراب کا لے آئے تب شمس تبریزی بولے میں تمہارا امتحان کرتا تھا۔ اس کے بعد مولانا اور وہ تین مہینے تک خلوت میں بیٹھے، نہ خود باہر نکلے نہ ان کو نکلنے دیا نہ کسی دوسرے شخص کو خلوت میں آنے دیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ مولانا روم شاگردوں کے ساتھ سرائے کی طرف سے آ رہے تھے شمس الدین نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر مولانا سے پوچھا۔ اے مسلمانوں کے امام! بایزید زیادہ بزرگ تھے یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا روم خود فرماتے تھے کہ اس سوال کی ہیبت سے میری نظر میں زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جب حواس درست ہوئے تو میں نے جواب دیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما عرفناک حق معرفتک" یعنی میں نے تجھ کو نہیں پہچانا جیسا پہچاننے کا حق تھا۔ مگر بایزید کہتے ہیں "سبحانی ما اعظم شانی وانا سلطان السلاطین" یعنی میں پاک ہوں میری شان بزرگ ہے اور میں بادشاہوں کا

بادشاہ ہوں) بایزید کی پیاس ایک گھونٹ سے بجھ گئی اور انھوں نے یہ بات استعمال کئے۔ روشنی اسی قدر آتی ہے جتنی کھڑکی میں وسعت ہو۔ لیکن حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظرف بہت وسیع تھا۔ آپ کی پیاس کسی وقت نہیں بجھتی تھی وہ ہر وقت زیادتی قربت کا خواہاں تھا اور اس کے واسطے دعا کرتے تھے تو بایزید کو ان سے کیا نسبت۔ سمندر و قطرے کی مثال ہوئی۔ یہ سنکر شمس الدین نے نعرہ مارا اور گر پڑے مولوی نے گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر زانو پر رکھ لیا اس کے بعد مرید ہوگئے۔

ساتویں شرط یہ ہے کہ خود کو سب سے کمتر سمجھے اپنا حق کسی پر نہ جانے اور نہ کسی دوسرے کا حق خود پر دیکھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ دنیا میں سوائے خدا تعالےٰ اور اس کے شیخ کے کچھ موجود نہیں ہے۔ مرید کو چاہیئے کہ پیر کو قوم میں اسی عزت کا مستحق سمجھے جیسے نبی کو اپنی امت میں ہوتی ہے الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔

ایک مرید سید الطائفہ کی خدمت میں آیا اور رشد طلب کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر طلب صادق ہو تو کہو لا الٰہ الا اللہ جنید رسول اللہ۔ مرید نے تعمیل کی۔ تب آپ نے فرمایا کہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں ان کی درگاہ کا ادنیٰ غلام ہوں لیکن تمہارے اعتقاد کے امتحان کے لئے میں نے یہ الفاظ کہلائے تھے۔

سید اشرف شیخ مظفر بلخی[1] کی بہت تعریف کرتے تھے اور فرماتے تھے

---

[1] شیخ مظفر بلخی شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے خلیفہ۔ حضرت کے بہت سے مکتوبات ان کے نام ہیں۔ ۱۲۰

کہ بزرگوار آفرین شیخ نصیر کے مقولہ پر کہ جب تک فردوس میں حق تعالٰے
شرف الدین کی صورت میں جلوہ نہ کرے گا میں اس طرف نہ دیکھوں گا۔ ع

فردوس چہ کار آید گر یار نباشد

آٹھویں شرط یہ ہے کہ کسی امر میں خیانت نہ کرے شیخ کے احترام
کی بخشش کو دریافت ہو جو ذکر اس نے تعلیم کیا ہو اس سے غفلت نہ کرے اگر دل
میں ذکر کے سوا کوئی اور خواہش پیدا ہو تو فوراً ذکر کی طرف رجوع کرے اور جانے
کہ ایک وقت میں دو طرف سے مشغولی نہیں ہو سکتی۔ مرید کی ہمت ایسی بلند ہونا
چاہئے کہ پیر کی بخشش اور خود کو اس کا قالب سمجھے اور تصور کرے کہ قالب خرقہ
پیر اور جان خرقہ پوشش ہو اور ذکر کے خرقہ سے یہ جان ہو جائے کہ جو بات مرید کے
دل میں پیر کے ہو وہ مرید سن لے گویا پیر نے سنی جو مرید دیکھے وہ پیر نے دیکھا جہاں
مرید جائے وہاں پیر گیا۔ مرید کا تمام وجود قالب ہو اور پیر کا تمام وجود مرید کی جان
تب یہ قول درست ہوگا کہ میرا ظاہر پیر کا قالب ہے میری صحبت پیر کی صحبت ہے۔
اور میرا خرقہ پیر کا خرقہ ہے۔

نویں شرط یہ ہے کہ مرید کو دونوں جہان میں کوئی خواہش و ضرورت نہ ہو
جب تک اس کو خواہش باقی ہے وہ دولت سے مرید نہیں ہے مرید کو پیر
کے سوا نفس ورثے کے موجود ہو چاہئے تو خلل کے وقت میں ہوتا ہے۔ جو مرید ہے
حرکت دے مرید اپنے پیر کی طرف کبھی نفس کا گمان نہ کرے کیونکہ شیخ کا قول ہے
نظر تربیت ہے اگر کوئی نقص معلوم ہو تو اس کو اپنا ہی گناہ تصور کرے۔ جب ذرک
سے جدا ہو تو دیکھے تو درست معلوم ہوگا سخن نقل ہے کہ ان کے پیر

شیخ فرید الدین نے ایک دفعہ تکبیر کہی تھی جس میں ایک لفظ بزعم عرب کی غلطی
تھی۔ ہر چند علماء سمجھاتے تھے کہ عرب درست کر دی جائے لیکن آپ اسی طرح
پڑھتے رہے کہ جس طرح میرے پیر نے بتایا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں اس عرب کو غلط
سمجھوں تو اپنے پیر کی طرف غلطی منسوب کرنا پڑے گی جو محال ہے میرے پیر سے
غلطی ہو نہیں سکتی۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سلف ان کلمات کو اسی طرح پڑھتے
تھے وہی صواب صحیح تھا ؎

نے کہ سلسلۂ ما سب رو خستہ باشد
دام زخت سلسلہ زدن بر تو زلف باشد

دسویں شرط یہ ہے کہ جس شخص کو شیخ نے مقدم رکھا ہو اس کا مرید بن کر رہے
اگرچہ وہ علم میں اس سے کم ہو اور یہ عقیدہ رکھے کہ جو طریق مرشد نے تلقین کیا ہے وہی
بہترین ہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین فرماتے تھے کہ میں ایک بزرگ کی خدمت میں گیا
ان کی صحبت میں ایک شخص تھا جو کسی شیخ کا مرید تھا حضرت خواجہ نے اس
سے پوچھا کہ تو اپنے شیخ کو زیادہ دوست رکھتا ہے یا مجھ کو۔ اس نے کہا میں
اپنے پیر کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ حضرت خفا ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا تو اپنے
پیر کی ملازمت پکڑ کر صحبت سے اٹھ کر چلا جا ورنہ دونوں کو ہاتھ سے کھو بیٹھے گا حضرت
جو کی تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص چلا گیا نیز وہ حیران تھا کہ ایسا کیوں ہوا
اس کو کچھ معلوم نہ ہوا ایک خطرے کے دل میں گزرنے سے وہ جو کچھ وہ شخص کہہ گیا تب
معلوم ہوا کہ پیر کی محبت فرما کر اس سے مدد حاصل کرنے کی ضرورت ہے
وہ اس شیخ کی طرف توجہ کر کے مدد طلب کریں اس کی ملازمت سے آرام کی معرفت

آپ منصب ہدایت تو سب [illegible] بیعت بہت کم [illegible] سے
[illegible] عمل سے رک نہیں سکے
شیخ کی خدمت میں [illegible] چند روز [illegible] مگر [illegible] تمام [illegible]
[illegible] متوجہ [illegible] اگر ایسے شخص
کو [illegible] دوست [illegible] شریعت [illegible] طریقت [illegible] اپنا قول [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] اجازت دی تھی۔ ان
[illegible] عبدالحق
[illegible]

[illegible] خواجہ عبداللہ [illegible]
[illegible] خدمت میں [illegible]
[illegible] کا وقت آخر نزدیک
[illegible] خواجہ [illegible]
[illegible] گئے۔

[illegible] شیخ کی [illegible] خدمت [illegible] کوئی [illegible]
شیخ کی خدمت [illegible] نہیں [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] شیخ [illegible] شیخ نے فرمایا کہ
[illegible] آج [illegible]
[illegible] شیخ کے حکم سے سب مرید [illegible] گئے، [illegible] اپنے گھر

چلے گئے یعنی شیخ سیف الدین باخرزی کی تشریف آوری ہوئی شیخ کے دروازہ
پر کھڑے رہے جب صبح کو شیخ باہر نکلے تو ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم نے تمام رات کی
تم سب کو آرام کی اجازت دی تھی تم کیوں کھڑے رہے شیخ سیف الدین نے
کہا کہ حضور نے آرام کا حکم دیا تھا مگر میرے لئے کوئی نعمت آرام سے بڑھ کر نہیں
کہ شیخ کے آستانہ پر حاضر رہوں۔ حضرت خوش ہوئے بشارت دی کہ ایک وقت
آئے گا جب بادشاہ تمہاری رکاب میں چلیں گے۔ چنانچہ مدت کے بعد یہ واقعہ پیش
آیا کہ ایک بادشاہ شیخ سیف الدین کی زیارت کو آیا اور ایک گھوڑا نذر میں پیش
کر کے التماس کی کہ وہ شیخ کو اپنے سامنے گھوڑے پر سوار کرنا چاہتا ہے۔ شیخ
نے منظور کیا خانقاہ کے دروازے پر آئے بادشاہ نے رکاب تھامی اور شیخ گھوڑے
پر سوار ہوئے۔ گھوڑے نے سرکشی کی تو بادشاہ نے لگام تھام لی اور تقریباً پچاس
قدم تک گھوڑے کے ساتھ دوڑا۔ یہ گھوڑا کبھی شرارت نہ کرتا تھا۔ شیخ نے بتایا
اس کی سرکشی کا باعث میرے شیخ کی بشارت تھی۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ بادشاہ
تمہاری رکاب میں دوڑیں گے وہ قول آج پورا ہوا۔

سید اشرف فرماتے تھے[1] کہ جو شیخ کی خدمت میں سستی کرے تو بڑا محروم
کون ہوگا۔ جان فدا کرے تو کچھ بات نہیں ہر جان سے نثار ہونا چاہئے۔ خواجہ حافظ
شیرازی نے خوب کہا ہے ؎

جان نقد محقر است حافظ — از بہر نثار خوش نباشد

شیخ ابو سعید دینوری نے اپنے ایک مرید کو بازار سے کوئی شے لانے

---

[1] لطائف اشرفی میں آپ کا نام سید عبداللہ لکھا ہے۔

بھیجا مرید کے پاس درم نہ تھے خود کو فروخت کیا اور وہ چیز بازار سے لا کر پیر کے نذر کر دی چند روز تک خدمت مرشد میں حاضر نہ ہو سکا جب اس شخص کو جس نے خرید کیا تھا اس قصے سے آگاہی ہوئی تو اس نے آزاد کر دیا اور وہ واپس ہو کر شیخ کی خدمت میں آیا پیر نے بہت تعریف کی اور خرقۂ خلافت عطا کیا۔

سید اشرف نے فرمایا کہ اگلے وقتوں کے مشائخ مرید کی تربیت میں عجلت نہ کرتے تھے جب تک اس کے اعتقاد کا پورا امتحان نہ کر لیتے بیعت سے سرفراز نہ کرتے تھے۔ زمانوں کے خانوادوں میں قاعدہ تھا کہ جو شخص ان کی ملازمت کی خواہش کرتا وہ پہلے اپنی اصلاح کرتا قرآن حفظ کر کے دن رات میں دو ختم کرتا اور متواتر روزے رکھ کر جنگل کی گھاس اور میوہ سے افطار کرتا تھا گھر کا سب مال و اسباب چھوڑ دیتا تھا تب مرید بنایا جاتا اس کے بعد تلقین و ارشاد کا آغاز ہوتا تھا۔ اب زمانہ متغیر ہو گیا ہمتیں پست ہیں آج مرید ہوتا ہے دوسرے ہی دن خلافت اور بیعت کا امیدوار بنتا ہے۔

شیخ شبلی وزیر زادے تھے شہر میں ان کی حکومت تھی۔ جب سیدالطائفہ کی خدمت میں آئے اور ان کی بیعت کرنی چاہی تو شیخ نے فرمایا کہ تم وزیر زادے ہو میرے حکم کی تعمیل شاید نہ کر سکو اور بیعت درست نہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ آپ جو حکم دیں گے میں بسر و چشم قبول کروں گا۔ تین مرتبہ اقرار و انکار کے بعد حضرت نے فرمایا کہ تمہارا کام سر منڈانا اور گدڑی پہننا ہے شبلی نے منظور کیا۔ ان کو گدڑی پہنائی گئی بال مونڈے گئے اور زنبیل دی گئی کہ اس کو ہاتھ میں لے کر بھیک مانگنے جاؤ اور جن لوگوں سے تم کو معرفت ہے ان کے دروازے جا کر بھیک مانگو شبلی

نے قبول کیا۔ پہلے دن تو سونا چاندی لائے اور دوسرے دن جنس تیسرے دن نہ پیسہ اور کوڑی۔ اس کے بعد نوبت آئی کہ دن بھر مانگے اور کچھ نہ ملا تو ان بزرگ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ آج کچھ نہیں لائے جواب دیا کہ آج کچھ کسی نے خرید نہیں کیا۔ پیر نے فرمایا کہ اب تمہارا خریدار خدا ہے۔ ان سے بڑی کشش کرائی اور اس مرتبہ کو پہنچایا کہ متقدمین کے سردار ہو گئے۔

مندرجہ بالا شرائط کے علاوہ شیخ کے لئے چند آداب بھی ہیں۔

پہلا ادب یہ ہے کہ شیخ مرید کی استعداد پر نظر کرے اور اس کی تربیت کے مطابق اشغال تعلیم کرے اگر مرید کو درجہ مقربین تک پہنچنے اور درجہ فنا کے قبول کی لیاقت ہو تو اسے سلوک کی تربیت کرے ورنہ پہلے امر عمل حسنہ سے ترغیب و ترہیب کرے دوزخ و بہشت کا ذکر سنائے۔ نماز روزہ اور اشغال چشت شرقی زہد وغیرہ کا شوق دلائے۔ اس کے بعد جو شغل مناسب ہو بتائے کہ ایسے شخص کے لئے ذکر جہر بہت مفید ہے۔ جس شخص کو مرید کی استعداد اور تربیت کی شناخت نہ ہو اس کو مسند ارشاد پر بیٹھنا حرام ہے۔ اگر کوئی اتفاق سے یہ دریافت نہ کرے کہ مرید کا مرتبہ کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا تو اس کی تربیت نہیں کیونکہ صوفیہ کرام ان سے کم مرتبہ نہیں ہیں جو وہ دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس میں کس چیز کی صلاحیت ہے اور کون امتیازات سے تیار ہو سکتا ہے بشارت چشت کسی شخص کو مرید نہیں کر سکتے جب تک اس کا عمل ٹھیک طرح نہ ہو نہیں دیکھ لیتے تو مرید کی تربیت شیخ کو بھی بڑی فرصت سے ملتی ہے اور سہتا اور کبھی کشف دیکھتا ہے۔

آئندہ دولت سے منع ہو جاتے ہیں۔ یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں دن مرید پر دولت کا نزول ہوگا۔

شیخ علاء الدولہ سمنانی ایک بار سفر میں تھے دوستوں سے دیکھا کہ ان کے کسی طالب علم پر حال نازل ہوا چاہتا ہے فوراً واپس ہوئے مرید دوست سے مخصوص تھا اس سے کیفیت دریافت کی یقین ہو گیا [illegible] شیخ کو اندیشہ ہوا کہ طالب کو غرور نہ پیدا ہو جائے لہٰذا اس کو حال سے باز رکھا اور سب راستے پر لگا دیا۔

سید اشرف فرماتے تھے کہ صوفیہ فراست آئندہ دولت سے مرید کو یقین میں معلوم کر لیتے ہیں اور آگاہ ہوتے ہیں کہ کب کا کیا ہوگا کیا [illegible] پیش آئیں گے۔ شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی پہلی مرتبہ ملتان سے دہلی آئے تو یہاں کے بعض عالموں نے ان کی لیاقت کا امتحان لینا چاہا اور بزدوی کے پانچ مسئلے انتخاب کر کے شیخ سے سوالات کئے شیخ نے معقول جواب دیئے یعنی شرح کے مطابق [illegible] بحث کرنے لگے تب شیخ نے علم باطن سے ان کے جوابات دیئے علماء شرمندہ ہو گئے ان میں اکثر اسی وقت گروہ شیخ کے مرید ہوئے۔ جب شیخ نے یہ جواب دیئے تو ان پر گریہ طاری ہوا اور بہت رونے لگے لوگوں نے گریہ کا سبب پوچھا تو بولے کہ میں تیس برس سے جس مدعا کے منتظر تھے وہ آج پیش آیا جب میں پڑھتا تھا اور میرا سبق بزدوی میں اس جگہ تک پہنچا تھا استاد صاحب نے کو [illegible] میری تسکین نہ ہوتی تھی میرے والد شیخ صدرالدین صاحب [illegible]

سبق دے کر کہ پھر یہ پانچوں مسئلے میں تم کو سمجھا دوں گا مجھ کو خلعت دے گئے
اور ان مسائل کی ایسی شرح کی کہ اس سے بہتر ممکن نہ تھی اور آخر میں فرمایا کہ ان
میں سب کو خوب یاد رکھنا ایک دن تم کو اس کی ضرورت پیش آئے گی۔

اسی قسم کی ایک حکایت یہ ہے کہ ایک بزرگ اپنے بیٹے کو مکتب بھیجتے تھے
اور علم سیکھنے کی تاکید کرتے تھے مگر وہ بالکل توجہ نہ کرتا تھا اور پڑھنے میں دل نہیں لگاتا
تھا۔ ایک دن کسی مسافر کے منتظر بیٹھے تھے انہوں نے کہا جو شخص مجھ کو مسافر
کی آمد کی خبر دے تو جو کچھ طلب کرے گا میں اس کو دوں گا۔ اتفاق سے اس لڑکے نے
مسافر کو آتے دیکھا تو باپ کو خوشخبری سنائی اور ان کا دامن پکڑ کر کہا کہ میں نے مسافر
کی خوشخبری دی ہے آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے باپ نے پوچھا تو کیا مانگتا ہے۔ لڑکے
نے کہا میری خواہش یہ ہے کہ مجھ کو اب مکتب نہ بھیجئے باپ یہ سنکر متفکر ہوئے
نہ انکار کی گنجائش تھی نہ قبول کرنے کی۔ مدت کے بعد فرمایا کہ اس شرط سے تمہاری
درخواست قبول ہے کہ سورۂ فاتحہ یاد کرلو بیٹے نے منظور کیا اور وہ سورت
یاد کرلی۔ ایک مدت کے بعد باپ کی وفات ہوگئی اور ان کے مریدوں نے اصرار
کر کے اسی بیٹے کو باپ کے سجادہ پر بٹھایا چند روز میں ان کی شہرت ہوگئی اور سب لوگ
ان کی عقیدت کرنے لگے کبھی خود بھی [illegible]۔ ایک شہر میں ان کے باپ کے مرید بہت
تھے وہاں جانے کا قصد کیا جب قریب پہنچے تو اس شہر کے باشندے چند میل تک
استقبال کو آئے اور بادشاہ شہر کی [illegible] تک آیا [illegible] نے اعتراض کیا کہ جب بازار
سے [illegible] پڑھی [illegible] ضرورت [illegible] کیونکہ اس [illegible] شریف ہم سے
[illegible]

کے سبب یہ دریافت کرتے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے بغیر کچھ کہے خبر دیتے ہیں
کی تصدیق ثابت ہو تو ہر ایک بات کے مریدوں سے کہہ دو تو تشریح کے سر پر شیخ نہیں
ہوتی لہذا تم غور کرتے ہیں یہ شفقت نہیں کرتے ہیں وہ شخص کو نہ پہچانے تو پس وہ
شیخ زادے سے سوال کرتے ہیں کہ یہ منظر نے کیا کہ اس شخص نے قرآن شریف پڑھا ہے یا
یہ کہ قرآن کی کوئی سورت سنی ہے۔ شخص نے پوچھا کون سورت پڑھی ہے۔ وہ
نے باہم تلاش کرکے کہا کہ سورہ انا فتحنا پڑھیں۔ شیخ زادے سے جب کہا تو اس
یہی سورت یاد کی تھی نہ استاذ تھے نہ ایک حرف کے معنی نہ ہوئی۔ جب وہ شرمندہ
ہو کے باز شاہ نے شیخ زادے کی خدمت کی وہ خود ان کا مرید ہوا۔

سید شریف فرماتے تھے کہ میں نے تو یہ بھی دیکھا ہے نقشبندیہ سلسلہ میں
کہ جب کوئی صاحب صوفیہ کے سامنے بیٹھتے ہیں تو وہ اپنے بندوں پر توجہ کرتے ہیں اور
مکشوف ہوتا ہے ان کے دل میں جو ذکر کرتے ہیں تو شیخ کی روح
عالم مثال میں جلوہ افروز ہوتی ہے۔ یہ شخص سے آشنا اس کا مثالی نقشہ سلسلہ کا جب
شیخ محی الدین بن عربی نے اسی کو مثال کہا ہے۔

دوسرا ادب یہ ہے کہ شیخ سے مرید کو قریب رہ کر خدمت کا
طلبگار نہ ہو اگرچہ مرید کے شیخ کی خدمت بجا لانے کی شان نہیں ہے لیکن یہ
کہ خود خدمت کا متمنی نہ ہونا چاہیئے اگر مرید اس کی اجازت دے تو ترک کر دے
تو شیخ کی خدمت نہ کرے بلکہ یہ کہ مرید کی بہت بڑی تمام عمر کے تعریف کی
اجازت دی جا سکتی ہے حضرت بایزید نے اپنا کل وقت خدمت کو دیا تھا مگر
[illegible]

شیخ مجدالدین بغدادی کے دسترخوان کا خرچ ہر سال دو لاکھ اشرفی تھا
اور پانچ لاکھ اشرفی کی ملک انھوں نے وقف کی تھی۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے مرو سے
کا عزم کیا تو ان کے ساتھ ریشمی خیمے گڑے گئے جن کی طنابیں بھی ریشمی ہوتی تھیں
اور سونے کی میخیں لگائی جاتی تھیں۔ جب وہ خرقان پہنچے اور ان کا شاہانہ خیمہ شہر کے
کنارے نصب ہوا تو شیخ ابوالحسن خرقانی نے اپنے خادم سے کہا کہ ایک مہمان عزیز
آئے ہیں ان کی ضیافت بقدر ہونا چاہئے۔ جو کی دو روٹیاں خادم کے ہاتھ ان کو
بھیجیں۔ جب نوکر بارگاہ تک پہنچا تو سرپردہ کے گرد پہرہ تھا اور اندر جانے کی
ہمت نہ ہوتی تھی مجمع اتنا کثیر کہ شیخ تک پیام بھی نہ پہنچ سکتا تھا۔ دیر تک دروازے
کے پاس بیٹھا رہا اور شیخ تک رسائی نہ ہوئی جب شیخ کا دسترخوان بچھ گیا تو
انھوں نے خود اپنے خادم سے کہا کہ میرے بھائی شیخ ابوالحسن خرقانی کا خادم باہر بیٹھا
ہے اور میرے لئے ضیافت لایا ہے تب وہ خادم اندر بلایا گیا اور جو کی روٹیاں شیخ کے
سامنے رکھی گئیں۔ شیخ نے بڑے شوق سے ان روٹیوں کو کھایا اور ابوالحسن کے فضائل
بیان کرکے کہا سبحان اللہ عجب شان ہے کسی کو ناز و نعمت سے پالتے ہیں اور کسی کو
جو پر چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن دونوں کی حالت بہتر ہے۔

شیخ اشرف فرماتے تھے کہ شیخ کے پاس اس قدر مال ضرور ہونا چاہئے کہ
اس کے مریدوں کو دنیا کے کاروبار میں مشغول نہ ہونا پڑے کیونکہ شغل دنیا مبتدی
کے کمال کے لئے مضر ہے۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ شیخ کو صاحب جائداد نہ ہونا چاہئے
تاکہ مریدین کے ساتھ مل کر جو کی روٹی پر قناعت کی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیخ کا فعل تو اس کے مریدین و معتقدین کے لئے

کرنے یا نہ کرنے کو کہے وہ خود بھی ویسا ہی عمل کرتا ہو ورنہ دوسرے نفوس میں زیادہ تاثیر نہ ہوگی۔ اس مصلحت سے شیخ پر واجب ہے کہ جو کچھ فرمائے پہلے اس پر خود عمل کرے تب دوسرے کو ہدایت کرے۔

امام صاحب کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کی کہ میرا بیٹا مٹھائی بہت کھاتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ سب لے جا کر مٹھائی لے آتا ہے میں فقیر ہوں آپ نصیحت کریں کہ میرے لڑکے کو مٹھائی کھانے سے منع کریں۔ امام نے فرمایا کہ تین دن کے بعد لڑکے کو میرے پاس لانا میں نصیحت کر دوں گا۔ چنانچہ تین دن کے بعد وہ لڑکے کو لے گئی امام حضرت نے اس لڑکے کو مٹھائی کھانے سے منع کیا۔ عورت نے پوچھا کہ آپ نے تین دن کی مہلت کیوں طلب کی پہلے ہی روز کیوں نصیحت نہ کی امام نے فرمایا۔ مجھ کو مٹھائی سے رغبت تھی۔ میں نے تین دن مٹھائی نہیں کھائی تاکہ میرے کہنے میں تاثیر پیدا ہو اور لڑکا نصیحت قبول کرے۔

کسی شخص نے خواجہ نقشبند سے ہمیشہ کے روزوں کا ثواب پوچھا تو آپ نے کچھ جواب نہ دیا چند روز کے بعد اس شخص سے پھر ملاقات ہوئی تو ان روزوں کا ثواب بہت زیادہ بتایا۔ سائل نے کہا آپ نے اسی دن کیوں نہ جواب دیا تو فرمایا کہ میں اس دن خود روزے سے نہ تھا مجھ کو حق سے شرم آئی کہ دوسرے سے ثواب بیان کروں اور خود اس پر عمل نہ ہو۔ خواجہ سری سقطی سے کسی نے منبر کے منبر پر آپ اسی وقت ایک شخص نے آپ کو کہا اگر وعظ کی صدا اپنی جگہ سے نہ ہلے تب منبر پر بیان شروع کیا اور کہا کہ اپنی جگہ سے نہ ہلتا تو میرا قول نفس کے خلاف ہوتا تو اب یہ بہتر ہے کہ اسی نے ملامت کی سنت پڑھ دو فوراً گھر کے اندر

چلے گئے۔ وہاں سے واپس آکر جواب دیا کہ میری سمجھ میں [illegible]

مجھکو یہ معلوم ہوئی کہ اس قدر مال موجود [illegible] درویش [illegible] بیان کروں جب

تک میں چند حضرات درود شریف کا ورد کرتے تھے وہاں ایک بزرگ بیٹھے تھے

ان کی صحبت میں [illegible] ہوا شکر گزار [illegible] چلے گئے اور وہاں سے واپس آکر درود

پڑھنا شروع کیا [illegible] سب سے پہلے درود کیوں نہیں پڑھتے تو جواب دیا

کہ مجھکو یہ معلوم ہوئی [illegible] رسول [illegible] پڑھتے ہیں [illegible]

گھر میں کوئی چیز خلاف سنت موجود ہو تو [illegible]

ایک کافر کو اسلام کی تلقین کی [illegible]

شفیق کام [illegible] قبول کیا شفیق نے [illegible]

پہلے آپ [illegible]

گئے جب [illegible]

جس طرح [illegible] ہر ایک شخص سے [illegible]

دنیا [illegible]

[illegible] کی تعلیم بھی کسی شخص کو [illegible]

پانچواں ادب یہ ہے کہ نصیحت [illegible]

زیادہ [illegible]

محروم رہ جاؤ گے [illegible]

کی صحبت میں بیٹھ [illegible]

درویشوں کی صحبت میں بیٹھے اور [illegible]

وقت جلد آنے والا ہے جب ایک گلی میں دو دکانیں ہوں گی تب یہ تصوف
کی گنتی ہوگی [illegible] میں خوشی [illegible] دوسرے گھر کا [illegible] بیٹھے
پڑوس کے حجرے میں ہونے کی تکلیف برداشت نہ کرے تا آپ [illegible]
آئے ہیں تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔

[illegible] یہ ہے کہ پیر کو مرید کسی فعل شنیعہ یا صفت مذمومہ کی
اطلاع ہوا اور اس کی نصیحت کرے مواخذہ کی ضرورت معلوم ہو تو صاف طور پر
مواخذت نہ کرے بلکہ اشارات و کنایات میں مقصود [illegible] کرے تا کہ نصیحت
بطریق حکمت ہو۔ بعض مشائخ کا قول ہے کہ مریدوں کے عیوب [illegible]
خواجہ [illegible] کے ایک مرید [illegible] کر [illegible] گئے [illegible]
آخر انہیں نے کہا ہمارے بزرگوں کا دستور [illegible] مفصل حال [illegible]
نیت بیان کرو مرید نے سب حال عرض کیا لیکن ایک بات کہتے [illegible]
تھی اس کو چھپایا خواجہ نے کہا وہ عیب بھی بیان کرو ورنہ [illegible]
اور تمہاری رسوائی ہوگی۔ مجبور ہو کر اس نے وہ بھی بیان کی۔ [illegible]
فرماتے کہ مرید کو برے افعال سے [illegible] النفس ہے۔ [illegible]
مطابق سنت کے ہے۔

حضرت رسول [illegible] نے کسی صحابی کو تنبیہ کرنی ہوتی تو فرماتے
کہ کوئی شخص [illegible] ایسی [illegible]
ہیں تصور [illegible]
[illegible]

شرطِ ادب یہ ہے کہ شیخ زائد کثرتِ ذکر کے غلبۂ احوال سے نوافل میں کمی نہ ہو اور یہ گمان نہ کرے کہ اسکو عمل کی حاجت نہیں حضرت پیغمبر علیہ السلام با وجود کمالِ حال کے جس کا مثل ممکن نہیں رات کو اس قدر نماز پڑھتے تھے کہ پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔

سید اشرف فرماتے تھے کہ میں نے دنیا کی سیر کی بڑے بڑے مشائخ کی خدمت میں پہنچا لیکن کسی بزرگ کی زبان سے یہ لفظ نہیں سنا کہ ہمارا مرتبہ کمال کو پہنچا عبادت کی ضرورت نہیں رہی۔ بزرگانِ دین موت کے وقت تک شریعت کا کوئی ادب ترک نہیں ہونے دیتے۔

حضرت شبلی کا وقت اخیر تھا حالت نزع میں کہا کہ مجھ کو وضو کرا دو۔ ایک معتقد نے وضو کرایا مگر تعلق سے داڑھی میں خلال کرنا بھول گئے۔ شبلی کی زبان بند ہو چکی تھی اس معتقد کا ہاتھ پکڑ کر داڑھی تک لے گئے اور تخلیل کرائی۔ اس کے بعد انتقال فرمایا۔ حضرت ابو الحسین نوری کہتے تھے کہ خیر النساج کی نزع کے وقت میں حاضر تھا ان پر غشی طاری تھی مغرب کا وقت آیا تو آنکھ کھولی اور دروازہ کی طرف اشارہ کر کے کہا ٹھہر جا مجھ کو معاف کرے تو خدا کا حکم بجا لانے پر مامور ہے اور میں بھی محکوم ہوں تیرے پاس جو حکم ہے وہ فوت نہیں ہوتا اور میرے ذمہ جو ہے وہ فوت ہوتا ہے یعنی نماز کا حکم۔ مغرب کا وقت آگیا اور فوت

[illegible] ابو الحسن [illegible] حضرت [illegible] کی خدمت [illegible] ۱۲ از مترجم۔

ذکر بزرگی [illegible] ہمیشہ [illegible]

(۵) یہ ادب ہے کہ مرید تعلیم کی توقع نہ رکھے اگرچہ مرید کے
شیخ کی تعلیم بہت ضروری ہے لیکن اس کی توقع رکھنا شیخ کے لئے پسندیدہ نہیں
ہے شیخ کسی وقت مرید کے حقوق سے غافل نہ ہوتے ہوں۔ مرض سخت ہو بلکہ
ہر حال میں مرید سے باخبر ہے الا اس مرید کی تشخیص کے لئے شیخ کو مثل طبیب
کے ہونا چاہئے کہ مرید کے تمام خطرات سے آگاہ رہے۔ مولانا روم نے
شہزادے کنیزک کی حکایت بیان کی ہے۔ وہاں شیخ نے کنیزک کی نبض سے
دریافت کر لیا تھا کہ اس کا معشوق سمرقند میں ہے۔ یہ حکایت بہت مشہور ہے
[illegible] سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ شیخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ
[illegible] کے اسرار پوشیدہ رکھے [illegible] کشف اور واقعات کا
اظہار کرے [illegible] واقعات [illegible] مرید [illegible] ان کی طرف
توجہ کرنا چاہئے [illegible] زیادہ توجہ حقیقت مقصود تک پہنچنے
[illegible] صوفیہ [illegible] کو غول راہ کہتے ہیں۔

(۶) یہ ادب ہے کہ شیخ کی خلوت مرید کی نظر میں [illegible] کثرت مشاہدہ
[illegible] اس سے دوری [illegible] کو بھی [illegible] آباد کر
[illegible] بالکل نزدیک مرید [illegible] زیارت [illegible]
[illegible] کرے تاکہ حدیث [illegible]
[illegible] حسنہ پیدا ہوتی ہے

[illegible]

ہوتی ہے اور حق سبحانہ کا منظورِ نظر ہو جاتا ہے حق تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی پر دوستوں کی طرف نظرِ رحمت کرتا ہے مرید کی جگہ شیخ کے دل میں ہوتی تو اس پر بھی نظر پڑتی ہے۔ یہ دولت روحانیت نصیب ہو جاتی ہے۔

سلطان ولد سے منقول ہے کہ جو مرغ زمین سے اڑ کر ہر چند کہ آسمان تک نہیں پہنچتا لیکن صیاد کے جال سے محفوظ رہتا ہے اسی طرح جو شخص درویشوں کی صورت بنائے اگرچہ ان کے کمال تک نہ پہنچے زمرہ خلق سے ممتاز ہو جاتا ہے اور دنیا کی بہت زحمتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ مرید کے لئے حسب ذیل دس آداب ضروری ہیں۔

پہلا ادب یہ ہے کہ مرید یقین رکھے کہ فتح باب شیخ کی معرفت ہوگا اس کے آستانہ پر جان دے یا اپنے مقصود تک پہنچے۔ تب ادب شیرازی نے خوب کہا ہے۔ شعر

خدا را رحمے اے منعم کہ درویش سر کویت
دری دیگر نمیداند رہے دیگر نمیگیرد

خلوص مرید کی علامت یہ ہے کہ شیخ کی رد و قبول سے اس کے عقیدے میں فتور نہیں ہوتا۔ شیخ کے مریدوں کے ساتھ محبت کرتے ہیں جب پاک صاف ہو رہی اثر کیمیا تاثیر کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ حضرت ابو عثمان حیری شیخ ابو حفص کی زیارت کے

ف ابو عثمان سعید بن اسمٰعیل حیری ... معرفت میں شیخ وقت کے ایک عمدہ شیخ ... با شفقت
آدمی تھے ... ۲۹۸ھ میں وفات پائی مزار ... [illegible]

گئے۔ وہاں کا نظم و ضبط دیکھ کر مرید ہونے کا عزم کیا۔ خواجہ صاحب نے نکال دیا اور
اپنے پاس بیٹھنے سے منع کیا۔ خواجہ عثمان نے بھی ارشاد کیا کہ سامنے سے ہٹ
گئے۔ مگر شیخ کے دروازے کے قریب ایک گڑھا کھود کر اس میں بیٹھ رہے
اور کہا جب تک شیخ نہ کہیں گے باہر نہیں نکلوں گا۔ ایک سال تک اسی
گڑھے میں بیٹھے رہے جب ان کا صدق و خلوص شیخ پر ثابت ہوا تو ان کو طلب
کیا اور بڑی شفقت سے اپنی بیعت خاص میں جگہ دی۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ شیخ الاسلام حضرت [illegible] فرماتے
ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ عثمان ہارونی نے کسی دن سفر کے لئے بعض
[illegible] ایک مرید ابو عمر [illegible] کے
[illegible] کی تھیلی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ اس کو قبول
کریں۔ شیخ عثمان بہت خوش ہوئے اور [illegible] کی صبح کے وقت
حضرت نے [illegible] مرید [illegible] میری ماں کی [illegible]
[illegible] نہیں ہے لہٰذا آپ واپس کر دیجئے۔ حضرت نے وہ تھیلی
واپس کر دی۔ حضرت کے [illegible] وہ پھر تھیلی لے کر آئے اور کہا [illegible] اس طرح
[illegible] حضرت نے [illegible]

مرید کی تحسین کی۔

[illegible] مرید [illegible] دنیا [illegible] حضرت کا کوئی کام
[illegible] شروع [illegible] تک مرید [illegible] بیٹھے ہوئے
[illegible] مرشد کی اجازت سے [illegible] ذکر

مراقبہ و تلاوت وغیرہ کچھ بغیر اجازت شیخ کے شروع نہ کرے۔

شیخ کی اجازت کے بغیر کسی شاگرد کی نیت سے ملنا جب ہے بزرگ سے
ملاقات ہو تو انھیں سلام کرے اور بغیر اجازت شیخ کے پاس نہ بیٹھے سب بزرگوں
سے اگر گھر میں کوئی بیٹھا ہو جب تک ان سے نہ پوچھے تو دیانتداری ہے بعض شاگردوں نے شیخ
شیخ کی نسبت میں دلچسپی لی اور سے نسبت ہے مگر بعض شاگردوں نے ان کی
نیت ترک نہ کی وہ بہرہ مند ہوئے اور عزت میں بھی بڑھ گئے

چوتھا ادب یہ ہے کہ شیخ کی جگہ بیٹھے نہیں اور نہ دل میں ایسا خیال کرے

دست بزرگی غیب ری بست بر سر بزرگان نباید نشست

مرید کو چاہیے کہ جو شخص شیخ کو مکروہ معلوم ہوتا ہو اس سے میل جول نہ رکھے
اور اس کے شخص کی خدمت پر اعتماد نہ کرے کیونکہ شیخ کی نظر میں وہ برا ہو تو نقصان
پہنچے گا۔

پانچواں ادب یہ ہے کہ ہر حال میں شیخ کی طرف متوجہ رہے جب
مشکل پیش آئے تو شیخ کی طرف رجوع کرے اور خود بھی ان کی سنت پر عمل
کرے کیونکہ حضرت رسالت کی سنت پر عمل کرنا ہے جس میں منظور ہے کہ شیخ
کی زبان سے کچھ نکلتا ہے اور یقین رکھے کہ وہ خدا کے حکم سے ہوتا ہے
جو اس سے کچھ نہیں کہتا۔

چھٹا ادب یہ ہے کہ شیخ کی صحبت میں آواز بلند نہ کرے حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بعض نے آواز بلند کی تو ان کی تادیب کے لئے
یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

ہوتا ہے۔ شیخ جعفر خلدی بتاتے ہیں کہ ایک بار بیت المقدس میں تھا میں نے
دیکھا کہ ایک مرد پر چہرہ عبا سے چھپائے ہوئے آیا اور آسمان کی طرف رخ کر کے
کہنے لگا اے خدا مجھ کو کون کام زیادہ پسند ہے تو مجھ کو تو دے دے۔ ورنہ دو دن ہے
یا تیرے گھر کی قندیلیں توڑ ڈالوں یہ کہہ کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ
میں تھا کہ ایک شخص بڑی زنبیل سے کر آیا اور نے پاس دیکھتا ہوا اس مرد کے سر پر
پہنچا اور اس کو جوش سے کہنے لگا میں تیرے لئے ایک چیز لایا ہوں یہ زنبیل سے
دی اور خود رو کر اس مرد کے سامنے نہ ٹھہرا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ
کچھ باقی تھا وہ اپنے فرزندوں کے لئے لے گیا وہ شخص واپس چلا گیا اس نے
چلا اور میں نے کہا اے شخص مجھ کو خدا کی قسم ہے تو اس مرد کو جانتا ہے۔
اس نے جواب دیا کہ میں نے آج سے پہلے اس کو کبھی نہیں دیکھا چند روز ہوئے
ایک دن خدا کی فرمائش کی تھی میں غریب ہوں اور مزدوری کرتا ہوں
کہتا تھا کہ جب خدا کہیں سے فتوح دے گا تو کسی کی فرمائش پوری کروں گا
مجھ کو ایک دینار تھا اور یا شہد خرید کر کے مکان پر لے گیا اور کہا
مدرسے تک اسی دن بیٹھا رہا اور وہ میں سو گیا بات تھی ہے
نہ کچھ کہا نہ پوچھا بہت سے بہت دن گزرے ایک دن نہ کہا
جانا اور برابر ایک شخص ہر روز آتا ہے مجھ کو یاد کر گیا
اس کے نام سے پڑھتا ہے خدا کے ذکر میں اس کو بہت ناز
ہوگا تیرے ساتھ جیسا رب والوں سے کرتا ہے
پکڑ لی اور کہا دیکھ جیسے سب لوگ تھوڑے ہیں یہ شخص ہے

اور ریاضت کی کوشش کرتا ہے تو اس پر بہت اور بڑی نورانیت ظاہر ہوتی ہیں۔
یہی لازم ہے کہ وہ ان کی طرف التفات نہ کرے اس کے مشاہدہ و دلچسپی ان اشغال
نسبتوں اور صورتوں کی لیکن وہ یقین رکھے کہ نہ حقیقی پالے ہے نہ اس میں رنگ
ہے نہ شکل نہ جہت۔

حدیث شریف میں ہے کہ بندہ اور خدا کے درمیان نور و ظلمت کے ستر ہزار
حجاب ہیں۔ حجاب ظلمانی نفس کے اوصاف مثلاً تکبر، غیبت، ریا اور حسد وغیرہ کے ہیں
لیکن سالک کے ان حجابات گزرنے کے بعد جو حجابات نورانی کے آتے ہیں جب
نفس اور قلب کی ترقی ہوتی ہے تو پہلے جو بات سامنے آتی ہیں ان کا رنگ
کدورت زدہ ہے۔ جب سالک کا دل رقیق ہوتا ہے تو انوار مختلف الوان کے
نظر آتے ہیں۔ بعض نفس کا رنگ نیلا ہے۔ قلب کا رنگ سرخ ہے۔ روح کا
رنگ سفید ہے۔ سر کا رنگ سیاہ اور خفی کا رنگ سبز اور اخفی کے
رنگ بے رنگ ہیں۔ بلکہ خفی کا رنگ بے رنگ ہے اور بعد ازاں حقیقی بے رنگی ہے اور اس سے

در اوس فرماتے ہیں۔ شعر

درا ئجا سالک سر رنگست

کہ آخر رنگ بے رنگیست

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب دل کا تصفیہ ہو جاتا ہے
تبھی سے ملاحظہ ہوتا ہے اور حقیقت کا انکشاف اور جلال و جمال کے تجلیات کی حقیقت
پیدا ہوتی ہے۔ ابتدا میں انوار قلب کے سامنے آتے ہیں۔ جب تجلی ذاتی ہوتی ہے
تو ان کی ... جب ... سے ...

دل میں خیال پیدا ہوا کہ نذر کہ حق کی نعمت ہے وہ ہمت اپنی تمہیں سے
مگر یہ کہ باطن نہ ہو تو حق کی دشمنی کرنے لگے خدا کے بعد ترک کردی اور
ان کے منہ میں شربت پلایا۔ بلکہ خود تو خوب دیکھا تھا مرشد نے کی اس
تیرا دیکھا برس تک انہوں نے پانی نہ کی یقین خدمت سے بہت خوب
گر مرشد تب نیز ہو جاتے تو اس بات میں شک نہ تھا کہ مرید سے
رفیق ہوئے مرشد ان کو کہنے لگے اور وہاں سے مدینہ پہنچے۔ مدینہ منورہ
میں شریف ہے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے بہتر
مرید ہے تو مجھ کو دکھا دو جیسے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کرتا ہوں اور
پس سے پہلے جو مدینہ میں ان کو سب زیادہ پتی محبت ہیں رکھتا ہیں اور
کہ ان کے منہ میں ایک لقمہ دیا اور ان کے لئے ۲ لقمہ دیا اور لقمہ دیا تب
اللہ تعالیٰ نے ان کو اس درجہ سے نجات دی اور مرشد شیخ کی بات
منزل نجات اس میں پہنچایا قبول کیا ہے مرتبہ

اکثر سالک کی نسبت ذہن میں ثابت کرتے اور مقام میں
کوئی نہیں بنتا ہے بعض بزرگ اس مرتبہ تک کہ کمال وصلت کی مرتبہ
تک پہنچتا ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء تصوف کی نسبت
کشف کے معنی نسبت شہود کے مرتبہ کے ہیں اور یہ بات کہ ایک
ساعت کے لئے اس نسبت سے غفلت نہ ہو سید شریف نے کہا
کے بعد تو کشف ہوتا ہے کتاب بیان ہو چکا ہے سب مذہب طریقت
ضرور ہے نہیں ہے کہ مقصود تو ہے ... اکثر ...

[illegible] شیطان کی بھی تجلی
[illegible] ایک عرش ہے
[illegible] شیطانی تجلیوں سے [illegible] سکے۔
[illegible]
[illegible] اپنے دل کے [illegible] بات کہہ
[illegible] تو بہت سے لوگوں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] موجود [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب کسی بندہ کو فتنہ میں گرفتار کرنا چاہتا ہے تو اس پر اس کا کشف کرتا ہے۔
ابو محمد خفاف نے یہ حدیث سنی تو رونے لگے اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے
چند روز کے بعد ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا آپ اس زمانہ
میں کہاں تھے انھوں نے کہا میں نے غفلت کے دور میں جو نمازیں پڑھی تھیں ان
کی قضا کر رہا تھا کیونکہ اس عرصہ میں شیطان کی پرستش کی تھی اب میں اس مقام
کو واپس جاتا ہوں جہاں میں نے اس کو دیکھا اور سجدہ کیا تھا تاکہ اس پر [illegible]
کروں۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور دوبارہ نظر نہ آئے۔

سید اشرف فرماتے تھے کہ سالکین طریقت الہٰی سلوک و جذب کی
سے بھی مرتبہ مقصود تک پہنچتے ہیں۔ لیکن سلسلہ تربیت سے چلنے والوں کو فضیلت
حاصل ہے۔ شیخ علاء الدولہ سمنانی فرماتے تھے کہ ایک دن خلوت و سکینہ میں
خودی سے غائب تھا۔ اسی حالت میں امام احمد غزالی کو دیکھا کہ مرید ذرا سے بیٹھے
تم بیچارے متحیر بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا فکر ہے تو بولے کہ میں نے دنیا میں سیر و سلوک
کی بہت تعریف لکھی ہے مگر اب دیکھتا ہوں کہ وہ سب غلط تھی۔ شیخ علاء الدولہ
نے یہ واقعہ اپنے پیر شیخ نور الدین سے بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ مجھ کو بھی شرف
ہدایت کہ امام غزالی کو سب سے بڑی حسرت یہ ہے کہ سلوک تمام کئے بغیر راہ
حق میں پہنچ گئے۔ غرض سلسلہ تربیت بر سبیل اجمال مناسب حال سمجھ کر
بیان کیا گیا۔ اور سلوک و جذب خاص لطیفہ اذکار میں کہا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سلوک صوفیہ مخصوص ہے لیکن غور کی نظر سے
دیکھا جائے تو تمام دنیا سلوک میں مصروف ہے اس کی شان یہ ہے جو ...

زمین کے درمیان ایک خانقاہ و فرش کرو جس میں حضرت حق شیخ کامل ہیں۔
اولیاء اللہ کے [illegible] رہیں مشائخ اور صوفیہ فقراء [illegible] ہیں۔ صاحب مرید
خادم ہیں تو اس گروہ کی [illegible] سے خدمت کرتے ہیں۔ پیشہ [illegible]
حرفت دستکاری اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں تو حقیقت اللہ طالبوں کی
خدمت [illegible] کی حفاظت کے
[illegible] ہیں۔ [illegible] صاحب فرماتے ہیں وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
یعنی ہم نے نہیں پیدا کیا جن اور انس کو مگر واسطے عبادت کے۔ اس کا مطلب
یہ ہے کہ [illegible] اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں تا کہ [illegible]
حق میں مشغول رہیں [illegible] کو آرام سے [illegible] دنیا خراب نہ ہو [illegible]
ہیں [illegible] خدا کی [illegible] ہے [illegible] یہ ہے کہ اپنے [illegible]
[illegible] ایک دن حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اس کو سنا کر ایک روز پوچھا کہ تم نے [illegible] کی یہ [illegible] سنی ہے [illegible]
[illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
سے جمع کر کے شہر میں لاتا ہوں اور [illegible] [illegible]
[illegible] ایک رنگ [illegible] [illegible] کر دیتا ہوں [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] ہے کہ اپنا [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کی بدولت بہشت کی نعمت تک پہنچو [illegible]
[illegible] [illegible] یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات
ما کسبتم [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] واللہ اعلم بالصواب۔

ہر کہ را توفیق [illegible] شد
[illegible] شد

حصہ اول تمام شد

(۹ [illegible])

دوسرا حصہ زیر طبع ہے

اذکار و اشغال چشتیہ

دوازدہ تسبیح

۱۔ تسبیح چشتیہ: تاثیر تصفیہ قلب و تجلیہ روح ۔ [illegible]
[illegible]

یااللہ یااللہ۔

طریقہ: توبہ و استغفار کرکے [illegible]

[illegible]

کلمہ طیبہ یک بار کلمہ شہادت پڑھ کر پھر نفی اثبات شروع کرے اگر کیفیت پیدا ہوتی ہے تو بہتر ہے [illegible] بالکل مبتدی [illegible] کا معبود اور متوسط کا مقصود اور منتہی کا موجود ہے۔

۲۔ اثبات مجرد۔ تاثیر تصفیہ و تجلیہ روح۔ مرتبہ بعد از نفی اثبات۔
ورد۔ الا اللہ
طریقہ۔ دو زانو ہو کر سیدھا بیٹھ کر [illegible] دائیں [illegible] زبان [illegible] ضربیں لگائے۔

۳۔ اسم ذات دو ضربی۔ تاثیر تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔ مرتبہ بعد ذکر اثبات مجرد۔ ورد۔ اللہ اللہ
طریقہ۔ آنکھیں بند کر کے [illegible] پہلی [illegible] ضربیں دل پر لگائے۔ دوسری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۔ پاس انفاس۔ تاثیر تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔ [illegible]
[illegible]۔ ورد۔ لا الہ الا اللہ

طریقہ: جب سانس اندر جائے تو لا الٰہ، جب سانس باہر آئے تو الا اللہ
کہیں۔ زبان کو حرکت نہ دیں۔ رفتہ رفتہ ذکر جاری ہوگا۔

۵۔ پاس انفاس: تاثیر تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔ تعداد: ہر سانس میں
ہمیشہ۔
طریقہ: جب سانس اندر جائے تو اللہ، جب سانس باہر آئے تو ھو کہے۔

۶۔ اسم ذات: تاثیر تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔ تعداد: ۲۴ ہزار
روزانہ۔
طریقہ: دل میں خیال کرے۔ دونوں ... کی تسبیح پڑھے کہ اسم ذات

۷۔ نفی و اثبات: تاثیر تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔ تعداد: ۵۰۰ بار وقت شب
لا الٰہ الا اللہ۔
طریقہ: ... لا الٰہ ...
...
... لا الٰہ ... الا اللہ ...
... ذات ... ۔

۸۔ اسم ذات نفی و اثبات: تاثیر تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔

تعداد:- بے شمار شبانہ روز۔ وظیفہ:- اللہ۔

طریقہ:- بہ ترتیب زبان تالو سے لگا کے اور دل سے اللہ کی ضرب لگاوے۔

۹- حبس دم تاثیر: تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔ تعداد: حسب قدرت۔ وقت: بوقت شب۔ وظیفہ:- لا الہ الا اللہ۔

طریقہ:- آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا کے اور سانس کو ناف سے کھینچ کر دل تک لائے۔ اور لا الہ کہتا ہوا دہنے بازو تک لے جائے اور الا اللہ کی ضرب دل پر مارے۔ ایک سانس میں ذکر کی تعداد ہر مرتبہ بڑھاتا جائے۔

۱۰- اسم ذات یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی تاثیر: تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔ تعداد:- حسب تعداد۔ بوقت شب۔ وظیفہ: اللہ۔

طریقہ:- ایک ضربی میں دل پر۔ دو ضربی میں مقام روح پر اور دل پر۔ سہ ضربی میں ایک ضرب زانوئے راست پر دوسری زانوئے چپ پر تیسری ضرب دل پر۔ چہار ضربی میں ضرب اول زانوئے راست ضرب دوم زانوئے چپ ضرب سوم بر مقام روح ضرب چہارم دل پر لگائے۔

۱۱- چہار ضربی تاثیر: کشف قبور کشف ہمہ اشیاء بحکم خدا۔

بے تعداد:- وظیفہ:- اللہ

۱۴ ۔

۱۵ ۔

برکت شب ۔ دعا ۔ اللہ

۱۶ ۔

طریقہ: دوزانو بیٹھ کر لا الٰہ زانوئے چپ کی طرف سے شروع کرے اور سر زانوئے راست کی طرف لائے دوسرے کی تمام پشت کی طرف مائل کرے پھر الا اللہ ہے حق، اور قوت سے قلب پر ضرب لگائے اور بار بار یہی مشق کرے۔

۵۔ ذکر چہار ضربی تاثیر تصفیہ قلب۔ تعداد [illegible] تعداد [illegible] وقت شب

ذکر: لا الٰہ الا اللہ۔

طریقہ: جب نشست مذکور بیٹھ کر لا الٰہ سے شروع کرے بازوئے راست کی طرف سے [illegible] ہوئے پھر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور ساتھ ہی دونوں ہاتھ زانو پر زور سے مارے۔ یہ ذکر داؤدی سے منقول ہے۔

۶۔ ذکر [illegible] تاثیر تصفیہ قلب۔ تعداد [illegible] تعداد [illegible] وقت شب

ذکر: لا الٰہ الا اللہ۔

طریقہ: [illegible] لا الٰہ بازوئے راست [illegible] اور سر پشت کی طرف [illegible] پھر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے۔

• طریق دیگر: تاثیر تصفیہ قلب۔ تعداد [illegible] وقت شب

ذکر: اللہ۔

طریقہ: [illegible] منہ بند کرکے زبان تالو سے لگا کے [illegible] سانس [illegible]
ناف سے [illegible] دل پر [illegible] کی ضرب لگائے اس طرح کہ جیسے
[illegible] تصور کرے کہ اس ذکر کے [illegible] سے دل چیر گیا ہے
اور اس میں [illegible] کی طرح [illegible] منتشر ہو کر تمام جسم میں پھیل گئے اور
تمام جسم [illegible] ہر طرف [illegible] ہے

۵ طریق دیگر دفع خطرات و وساوس۔ [illegible]
[illegible] لا الہ الا اللہ

طریقہ: [illegible] دل میں [illegible] لا الہ کو ایک
[illegible] دل کے [illegible]
[illegible] الا اللہ کی ضرب [illegible]
[illegible] دل پر [illegible] ضرب پڑتی [illegible] اور
[illegible] اس طرح [illegible] کرے۔

۶ [illegible] مرتبہ
[illegible] اللہ ناظر

طریقہ: [illegible]
[illegible] اللہ
[illegible] قریب [illegible] متصل ہے [illegible] اس

تصور کے ساتھ کہ اللہ کہہ رہا ہے۔ پھر ناف کی جانب آکے اللہ صحیح
کہے اور تصور میں یہ نیت کرے پھر سر کی جانب متوجہ ہو کر اللہ بصیر کہے۔
اور اللہ علیم دل پر اللہ سمیع کہے۔

- سلطان النصیرات تیز: خطرات وغیرہ۔ بوقت صبح وشام
طریقہ: تنہائی میں بیٹھ کر تمام دروازے بند کرکے اور آنکھ بند کرکے ایک نقطے
پر نظر جمائے اور یہ تصور کرے کہ نور ہی نور ہے ستاروں کی طرح درخشاں ایک
نقطہ چمکتے ہوئے دل میں رہے۔ ابتدا میں درد سر درد چشم وغیرہ کی شکایت
ہوگی۔ آہستہ آہستہ یہ جاتی رہے گی اور موقوف ہو جائے گی۔ ان کے بعد عجیب عجیب مشاہدات
نظر میں آئیں گے۔

- سلطان الشہود تیز: مشاہدۂ عالم بالا۔ بوقت صبح وشام۔
طریقہ: حسب طریقہ مذکورہ بالا حرف ھو تصور کے ساتھ مشغول رہے
تاکہ یہ دونوں حروف دل کے ساتھ ہی مل جائیں۔ جب پیشانی پر نظر
آنے لگے تو مراقبہ مشاہدہ ہونے لگے گا۔ یہ دونوں طریقے حضرت خواجہ معین الدین
چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں۔

- سلطان الاذکار تیز: مشاہدۂ نور حقیقت۔ تعداد ہر سہ بعد از
بوقت شب۔ روزانہ۔

طریقہ:- ذاکر دونوں کانوں میں روئی دے کر منہ اور آنکھیں بند کرکے ناک سے سانس کھینچ کر اسم اللہ کو دماغ میں قید کرے۔ اس مقام پر تصور کرے کہ لطیفہ نفس میں اسم ذات داخل کر رہا ہے یہاں تک کہ وہ حقیقتاً نور ہو جائے اور تمام جسم میں نور نہیں بلکہ پھر منتشر ہو کر سر سے عرش تک رسیدہ ہو جائے۔

شغل محمودی تاثیر۔ سماعت ذات۔ تصور ذات۔ تجلیات ثابت و قرار نہیں رہتی۔ جب شغل سلطان الاذکار کا تصور کرے کہ آواز بہتی ہوئی کی پانی کے گرنے کی ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ بہ آواز ہو دیگر آوازوں پر غالب آجانے کی وجہ سے نہیں سنتا بلکہ غالب ہے۔

شجرۂ اذکار مرشد کامل

تعریف	نام شغل
یعنی فقہ، اصول فقہ، حدیث و تفسیر وغیرہ سنت کے موافق مرشد کامل سے تعلیم حاصل ہو۔	علم دین
مشاہدہ طریق شریعت بہ سبب قرآن مجید و حدیث سے	تقدیر مبرم دل

	بیزار ہو اور صرف دینے سے بھی بچنے کی کوشش کرتا ہو
نفرت دنیوی	طالب دنیا نہ ہو جتنے نعمت دنیوی ہیں ان کی طمع اور خواہش نہ رکھتا ہو۔
مستقل مزاج	متلون مزاج نہ ہو متین سنجیدہ نہ بچنے کا ہو
صائب الرائے	بہت عقلمند و ہوشیار ہو۔
زمانہ دراز تک کسی ولی کا صحبت یافتہ ہو۔	کسی درویش کامل کا مرید و معتقد و صحبت یافتہ ہو نہ کہ خود رو۔

علامات انوار

مقام	رنگ	کون نور ہے
نور بالائے ناف پیدا ہو	آتشی رنگ	نور نفس ہے سو تا بہ شدہ جیسے نفس دنیا احوال بڑھتے۔
نور اندرون سینہ		نور دل ہے مگر ابھی مختلف اور ہیں۔
نور دل	سرخ سفید ملا	نور قلب خاص
نور دل	سفید	نور روح
نور قمر	سفید بہت چمکدار	نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نور بشکل خورشید یا بصورت غیر		نور ذات

مراتبِ فنا

نمبر شمار	قسم فنا	کس طریقہ سے مرتبہ فنا حاصل ہوتا ہے	کیفیت
۱۔	فنا صفات ذمیمہ جسمانی	ذکر جسی	یعنی ذکر لسانی سے اعضا جسم کے اوصاف ذمیمہ فنا ہو جاتے ہیں۔
۲۔	فنا خواہشات نفسانی	ذکر نفی	ذکر نفس وغیرہ سے خواہشاتِ نفسانی فنا ہو جاتی ہیں اور کشف و الہام حاصل ہوتا ہے۔
۳۔	فنائے افعال و اوصاف موجودات	مراقبہ	مراقبہ سے ہر شے کی حقیقت (ذات باری) نظر آتی ہے اور جملہ کائنات جسم باطن میں فنا ہو جاتی ہے۔
۴۔	فنائے کثرت در وحدت	ذکر روح	ذکر روح جس کو مشاہدہ کہتے ہیں اس کے حالت غلبہ میں جملہ اشیاء فنا ہو جاتی ہیں اور کوئی شے سوائے ذاتِ مطلق کے باقی نہیں رہتی۔
۵۔	فنائے سالک	ذکر سری	ذکر سری کے غلبہ میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے معائنہ کہتے ہیں اس میں یہ کیفیت حاصل ہو کہ اپنی ذات بھی فنا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ فنا و لفنا رکا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

نوٹ:۔ تمام اوراد و اشغال کے لئے اشارہ کامل کی اجازت شرط ہے۔ بلا اجازت نقصان کا احتمال ہے۔

کتاب ملنے کے پتے

چیپ اسٹیشنری مارٹ ——— لاہور

کتب خانہ ماہ طیبہ۔ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

مکتبہ رضوان ——— لاہور

پاک اکیڈمی ۔ گولی مار۔ کراچی

ہندوستان میں ملنے کا پتہ :-

صاحب سجادہ سرکار کچھوچھہ شریف بسکھاری
ضلع فیض آباد

محمد یسین۔ سدھاری گھڑا عالم باغ لکھنؤ

(دیگر شہر کے ہر بڑے تاجر سے مل سکتی ہے)

(مطبوعہ انٹرنیشنل پریس کراچی)

2